مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

نزہتہ البساتین

حصۂ دوم

ملقب بہ

افانین الیاسمین

ترجمہ

(حضرت مولانا) جعفر علی صاحب نگینوی

ناشر

سعید ایچ-ایم کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک کراچی

مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس کراچی

تاریخ طبع

جون سنہ ۱۹۷۱ء

مطابق

ربیع الثانی سنہ ۱۳۹۱ھ

قیمت

چھ روپے (۶)

مشرقی پاکستان آفس

قرآن منزل

بابو بازار ـــ ڈھاکہ

فہرست مضامین

نزہت البساتین حصہ دوم الملقب بہ افانین الیاسمین

عرضِ ناشر

اصل کتاب روضۃ الریاحین ہیں اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کی پانچ سو حکایات درج ہیں حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء سے جب اس کا ترجمہ اردو میں کرایا گیا تو اس میں حضرت موصوف نور اللہ مرقدہٗ کے حسبِ ہدایت و حسب پسند اسی انداز کی دُوسری پانچسو سے زائد معتبر حکایات کا اضافہ کرادیا گیا۔ اور یہ مکمل کتاب "ہزار داستان" بن گئی۔

جب یہ کتاب ہندوستان کے مشہور مطبع مجیدی کانپور سے نزہۃ البساتین کے نام سے شائع ہوئی تو اس کے دُوسرے حصّے کا نام "افانین الیاسمین" رکھا گیا پہلے اس کتاب کے دونوں حصّے ایک ہی جلد میں تھے اب علیحدہ علیحدہ شائع کئے گئے ہیں۔

اسکا ذکر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رح نے اپنے ایک وعظ[1] میں فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ کی محبّت پیدا ہونے کا یہ طریقہ ہے کہ ایک وقت معیّن کرو جس میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کیا کرو تھوڑے دنوں کے بعد انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا ہو جائے گی اور خود بخود حکمتیں کھلنے لگیں گی۔ دُوسرے کسی بزرگ کی صحبت میں بیٹھا کرو اور اہلِ محبت کے تذکرے دیکھا کرو! میں نے ایک کتاب "روض الریاحین" کا جس میں پانچسو بزرگوں کی حکایتیں ہیں اردو میں ترجمہ کرایا ہے' پانچسو وہ اور پانچسو دُوسری معتبر حکایتوں کا اضافہ کرکے اس کا لقب "ہزار داستان" رکھا ہے جو عنقریب[2] چھپ جائے گی۔

میرا یقین ہے کہ جو شخص ساری کتاب اچھی طرح سمجھ کر دیکھے گا۔ ضرور عاشق ہو جائے گا۔ آخر ایک ہزار عشاق کے تذکرے دیکھنے سے کہاں تک اثر نہ ہوگا۔ اور بھی کتابیں اس قسم کی ہیں' مثلاً۔ احیاء العلوم مقاصد الصالحین" وغیرہ الغرض یہ مجموعہ اجزاءِ محبت پیدا کرنے کی تدبیر ہے' پھر سب قصّے سہل ہو جائیں گے اب دعا کرو کہ حق تعالیٰ اپنی محبت دے آمین"

---

[1] سلسلہ التبلیغ کا وعظ ۱۳۷ المسمیٰ الامتحان (رسالہ المبلغ ۴ جلد پنجم بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ

[2] یہی کتاب مطبع مجیدی کانپور سے نزہۃ البساتین کے نام سے شائع ہوئی تھی اسمیں دوسرے حصہ کا نام "افانین الیاسمین" ہے"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ از مترجم عفی عنہ

ہے لائقِ حمد ذاتِ باری — ہر شے میں ہے جس کی طرفہ کاری
اک قطرہ سے آدمی بنایا — دریا سے بڑھا چڑھا دکھایا
مخلوق تھی جتنی بحر و بر کی — ہر اک کو جدا جدا خبر کی
ہے اشرفِ خلق آدمی زاد — تقلیدِ خرد میں سب سے آزاد
مٹی تھی پر آسماں بنایا — خورشید سے ذرّہ کو بڑھایا
پھر اس پہ کیا ظہور اپنا — چمکا دیا دے کے نور اپنا
ڈالیں جو ظہور کی نگاہیں — مکشوف ہوئیں طلب کی راہیں
کی طائرِ روح نے وہ پرواز — پہنچا درِ قدس تک بصد ناز
اللہ بڑی ہے شان تیری — ہے سب سے نرالی آن تیری
مقبول کو دم میں کردے مردود — مردود ہو ایک پل میں محمود
تو چاہے تو بھوت بھی ولی ہو — کفّار کی صلب میں نبی ہو
ہوں کس سے بیاں صفات تیری — اے پاک ہے پاک ذات تیری
پوری مرے دل کی آرزو ہو — جب تک جیوں لب پہ تو ہی تو ہو
دم جائے نکل تری ثنا میں — اور نعتِ رسولِ مجتبیٰ میں صلی اللہ علیہ وسلم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَفَعَ لِاَوْلِیَآئِہٖ ذِکْرًا وَّجَعَلَ لَھُمْ فِی الْحَیٰوۃِ بُشْریٰ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ اِمَامِ اَوْلِیَآئِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ ھُمْ خُلَّصُ اَصْفِیَآئِہٖ

امّا بعد اولیاء کا ذکر موجبِ نزولِ رحمت ہونا ظاہر و باہر ہے محتاجِ دلیل نہیں اور ان کے

واقعات کا مذاکرہ موربث محبتِ الہٰی اور باعثِ حلاوتِ قلبی، مفتقر الی البرہان نہیں اسی لئے صلحاء سلف و خلف اِس باب میں رسائل و کتب مُدوّن کرتے چلے آئے ہیں اور آج تک یہی طریقہ جاری ہے۔ چنانچہ منجملہ اِن رسائل کے روضۃ الریاحین فی حکایات الصالحین بھی ہے جس کے مصنف امام جلیل جر نبیل ابی محمد عبداللہ ابن اسعد یمنیؒ یافعی ہیں۔ حضرت مصنف ممدوح کا تبحّر فی الحدیث اور تقویٰ شہرۂ آفاق ہے۔ چونکہ یہ مستند کتاب عربی زبان میں تھی اور عربی خوانوں کے سوا اور کوئی مستفید نہیں ہو سکتا تھا اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ اسے سلیس اردو میں ترجمہ کرکے شائقین کاشف العلوم کی خدمت میں خصوصاً اور دیگر اصحاب کے لئے عموماً پیش کیا جائے حق سبحانہٗ و تعالےٰ سے امید ہے کہ وہ ہمارے اِس ارادے کو پورا فرمائے اور اسے مقبول و نافع فرما کر ہمارے لئے ذخیرۂ سعادتِ اُخروی کرے۔ آمین یارب العالمین بحق طٰہٰ و یٰسین۔

واضح ہو کہ ہم نے ترجمہ میں اصل مقصود کی رعایت رکھی ہے۔ خصوصیات عنوان کا لحاظ نہیں رکھا گیا اگر ہم محض لفظی ترجمہ کرتے تو شائقین کو لطف نہیں آتا۔ کہیں ہم نے نظم کا ترجمہ کیا ہے۔ کہیں ترک کر دیا ہے بجنسہٖ عربی اشعار لکھ دیئے ہیں۔ غرضکہ جہاں جہاں جیسا موقع و مناسب دیکھا عملدر آمد کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ[1] حضرت المحترم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم

مفتی اعظم پاکستان وصدر دار العلوم کراچی

اولیاء اللہ کی زیارت وصحبت جسطرح انسان کی عملی واخلاقی اصلاح کیلئے نسخہ اکسیر ہے اسیطرح دوسرے درجہ میں اُن کے حالات وملفوظات کا مطالعہ کرنا اور سُننا بھی بیحد مفید ومجرّب ہے لیکن ان حضرات کے حالات وملفوظات کو جمع کرنے والوں نے عموماً نقل وروایت کے معاملے میں بہت تساہل برتا ہے ان بزرگوں کیطرف بہت سی ایسی چیزیں منسوب کردی ہیں جو عوام کے اعمال واخلاق بلکہ عقائد کیلئے بھی مضر ہیں اسلئے ضروری ہو کہ اس کام کیلئے صرف مستند ومعتبر مصنّفین کی کتابوں کو پڑھا جائے آٹھویں صدی ہجری کے بہت بڑے عالم اور ولی اللہ حضرت یافعی یمنی کی کتاب روض الریاحین ایسی ہی کتاب ہے جسکی حکایت وروایت پر اعتماد کیا جاسکتا ہے یہ کتاب عربی میں تھی اسکا اردو ترجمہ نزہۃ البساتین کے نام سے عرصہ دراز ہوا مشترکہ ہندوستان میں مطبع مجیدی کانپور سے شائع ہوا تھا اور پھر نایاب ہوگیا۔

ہمارے حضرت حکیم الاُمت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہٗ اپنے اصحاب مریدین کو اس کتاب کے مطالعہ کا مشورہ دیا کرتے تھے۔ مگر اب اُسکی نایابی کے سبب یہ مشکل ہوگیا تھا۔

اتفاقاً ایک روز عزیزی محمد ذکی صاحب جو مالک مطبع مجیدی کے فرزندارجمند ہیں سے میری ملاقات ہوگئی تو میں نے انکو یاد دلایا کہ آپکے والد ماجد نے ایک بہترین کتاب شائع کی تھی اب وہ عرصہ سے نایاب ہے کیا آپ اسکی طباعت کی طرف توجہ دینگے؟ موصوف نے بڑی خوشدلی سے اسکو قبول کیا اور بحمداللہ اب وہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر ناظرین کے سامنے آنیوالی ہے اُمید ہو کہ اہل دین واصلاح اسکی قدر پہچانینگے اور اپنے گھروں میں اس کا مطالعہ کرنے اور دوسرے گھر والوں کو سنانے کا اہتمام کریں گے۔

ضروری ہدایات لیکن بزرگوں کے حالات ومقالات کا نرا مطالعہ بعض اوقات غلط فہمیوں کا بھی سبب بنجاتا ہو اسلئے سطور ذیل لکھی جاتی ہیں کہ انکی رعایت پیش نظر رہے تو مضر پہلو سے نجات ہوسکے۔

---

[1] حضرت مولانا مفتی صاحب مدظلہ العالی نے یہ تقریظ نزہۃ البساتین حصہ اول کے لئے تحریر فرمائی تھی جو تبرکاً اس حصہ دوم میں بھی شامل کردی گئی ہے۔

(۱) اکابر اولیاء اللہ کے حالات تین طرح کے ہیں، ایک انکی کشف و کرامت کے واقعات دوسرے اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں انکے اعلیٰ مقامات تیسرے انکے ملفوظات و ہدایات جو عام مسلمانوں کی اصلاح کیلئے ارشاد فرمائے۔ انمیں سے عوام کو اہتمام کے ساتھ پڑھنے سیکھنے کی چیز تیسرا ہی نمبر ہے وہی انکی تعلیمات کا خلاصہ ہے اور اصلاحِ عوام کے لئے اکسیر اعظم ہے اور دوسرے نمبر کے حالات اس حیثیت سے مفید ہیں کہ ان بزرگانِ دین کی عظمت و محبت دلوں میں پیدا ہو اور اُس محبت کے معنوی ثمرات عام لوگوں کو حاصل ہوں، لیکن بعض عوام ان اکابر کے اعلیٰ حالات و مجاہدات اور انکی کشف و کرامت کے عجیب واقعات دیکھکر اپنے زمانے کے مشائخ کو اُسی معیار سے جانچنے لگتے ہیں اور جب اُنمیں وہ نظر نہیں آتے تو اُن سے غیر معتقد ہوکر اُنسے استفادہ کرنے سے محروم ہوجاتے ہیں۔ یہ شیطان کا بہت بڑا فریب ہے۔ آج جسطرح صحابہ و تابعین کا دور لوٹ کر نہیں آسکتا آپکی اصلاح کیلئے فاروق اعظم اور علی مرتضیٰ نہیں آسکتے اسیطرح جنید و شبلی اور معروف کرخی۔ ابراہیم بن ادھم، ذوالنون مصری بھی آج آپکو نہیں ملیں گے۔ اپنے زمانے کے مشائخ میں جو متبع شریعت اللہ والے ہوں کہ دُنیا کو آخرت پر ترجیح نہ دیتے ہوں عام شغل ذکر اللہ یا علم دین کا ہو کسی معروف بزرگ کے خلیفہ مجاز ہوں اتنا دیکھ لینا کافی ہے اور جسکو ایسا کوئی مربّی ملجائے اُسکو غنیمت جان کر انکی صحبت و اطاعت اختیار کریں پچھلے بزرگوں کی ریاضت و مجاہدات یا کشف و کرامت اگر انمیں نظر نہ آئیں تو اُن پر بدگمان نہ ہوں بزرگوں کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ وہ تمہارے باطنی حالات اور اخلاق کو درست کردیں اسکو دیکھو۔

(۲) دوسری ضروری بات یہ ہے کہ بعض بزرگوں کے حالات یا مقالات میں اگر آپکو کوئی ایسی چیز نظر پڑے جو خلاف شرع ہو تو اُسکے متعلق انکی طرف سے تو اتنا خیال کرلینا کافی ہے کہ ممکن ہے کہ اُنکا کوئی عذر ہو یا ممکن ہے کہ واقعہ کے نقل میں غلطی ہوگئی ہو اسلئے بدگمانی سے اپنے آپکو بچائے مگر اُسکا اتباع اپنے عمل میں ہرگز نہ کرے اتباع اُسی چیز کا چاہیے جو جمہور اُمّت کے نزدیک شریعت کا حکم ہے۔ (۳) تیسری بات یہ ہے کہ کتاب کا یہ اُردو ترجمہ بہت پُرانا ہے اور زبان بھی علمی انداز کی اختیار کیگئی ہے اگر کسی جگہ تردد و تامل ہو تو اپنی رائے سے اُسکا فیصلہ نہ کریں کسی عالم سے دریافت کرلیں

(۴) اس کتاب میں بہت سے مواقع میں اصطلاحی الفاظ اور عربی جملے ایسے آئے ہیں کہ عوام نہیں سمجھ سکتے میرا جی چاہتا تھا کہ دوسری طباعت میں مشکل الفاظ کی تسہیل کرکے اور غیر مترجم عربی عبارات کا ترجمہ کرکے شائع کیا جائے مگر خود اتنی فرصت نہ تھی اس لئے اسوقت اسکو غنیمت سمجھا کہ پہلی طباعت کی بعینہ نقل ہی وجود میں آجائے۔ ممکن ہے کہ تیسری طباعت میں اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اس کام کیلئے آمادہ کردے واللہ الموفق و آمین

بندہ محمد شفیع عفی اللہ عنہ

۷ ربیع الاول ۱۳۸۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نزہت البساتین

حصہ دوم

ملقب بہ

افانین الیاسمین

حکایاتِ منتخبہ از تاریخ الخلفاء

حکایت (۵۰۱) حضرت ابو احمد حاکم، معاذ ابن جبلؓ سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک بار ایک باغ میں گئے تو دیکھا کہ ایک پرندہ درخت کے سایے میں بیٹھا ہے، اسے دیکھ کر آپ نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا تجھے مبارک ہو اے پرندے! تو درخت سے کھاتا ہے اور اس کے سایے میں رہتا ہے اور بدون حساب کتاب کے قیامت میں نجات پائیگا۔ کاش! ابوبکرؓ بھی تجھ جیسا ہوتا رضی اللہ عنہ۔

حکایت (۵۰۲) ابن عساکر اصمعیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب مدح کی جاتی تھی تو فرماتے تھے۔ اے اللہ! تو مجھ سے زیادہ میرا حال جانتا ہے، اور میں اپنا حال ان تعریف کرنے والوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ اے اللہ! تو مجھ کو ان کے گمان سے اچھا کر دے اور جو میری برائی یہ نہیں جانتے وہ بخش دے، اور ان کے کہنے پر مجھ سے مواخذہ نہ کر۔

حکایت (۵۰۳) احمد بن حنبلؒ نے کتاب الزہد میں ابو عمران جونی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے

کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ کاش کسی عبد مومن کے پہلو میں میں بال بن کے رہتا۔

حکایت (۵۰۴) حضرت احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ نے کتاب الزہد میں مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ گویا ایک لکڑی کھڑی کر دی گئی ہے، یہ حالت خشوع و خضوع کی وجہ سے ہوتی تھی۔ اور فرماتے ہیں کہ مجھے روایت پہونچی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی حالت تھی۔

حکایت (۵۰۵) حضرت احمد بن حنبلؒ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ میں درخت ہوتا اور مجھے کاٹا جاتا اور کھایا جاتا۔

حکایت (۵۰۶) حضرت احمدؒ ہی نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے تھے کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ میں گھاس ہوتا اور جانور مجھے چر لیتے۔

حکایت (۵۰۷) حضرت احمدؒ ہی نے ضمرہ ابن لبیبؒ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایک لڑکے کی وفات کا وقت قریب ہوا اس حالت میں وہ بچھونے کی طرف دیکھتے تھے جب ان کی وفات ہو گئی تو لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کے صاحبزادے کو ہم نے دیکھا کہ وہ اس بستر کو دیکھ رہے تھے اور انہیں اس بستر پر سے ہٹایا گیا تو دیکھا گیا کہ اس کے نیچے پانچ دینار تھے یا چھ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے افسوس سے ہاتھ پر ہاتھ مل کے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، اور فرمایا۔ اے شخص میرے نزدیک تجھے کوئی عذر کی گنجائش نہیں، کہ ایسے وقت تو نے انہیں دیکھا۔

حکایت (۵۰۸) حضرت نسائی رضی اللہ عنہ نے اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے، اس وقت حضرت ابو بکرؓ اپنی زبان پکڑے ہوئے کہہ رہے تھے کہ اس نے مجھے آفتوں میں پھنسایا۔

حکایت (۵۰۹) حضرت ابو نعیم رضی اللہ عنہ نے حلیہ میں حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ سے

روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اہل یمن آئے اور قرآن شریف سن کر رونے لگے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہم بھی پہلے ایسے ہی تھے پھر ہمارے دل سخت ہو گئے۔ حضرت ابونعیم فرماتے ہیں دل سخت ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ دل قوی اور مطمئن ہو گئے اللہ کی معرفت کی وجہ سے۔

حکایت (۵۱۰) حضرت زبیر ابن بکار رحمۃ اللہ علیہ موفقیات میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ میں سوائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کو نہیں جانتا جسے اللہ کے معاملے میں کسی کی ملامت کا کوئی اندیشہ ہی نہ ہو۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک بار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا۔ فرمایا حضرت عمرؓ بہت زود فہم ہوشیار آدمی تھے۔ اور تنہا پیرنے والے تھے اللہ کے کام میں کسی مانع کی پروا نہیں کرتے تھے۔

حکایت (۵۱۱) زبیر ابن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے ہی موفقیات میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا، بہرحال ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ دنیا طلب کی نہ دنیا نے انہیں طلب کیا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دنیا نے طلب کیا مگر انہوں نے دنیا کو طلب نہ کیا۔ اور ہم تو دنیا ہی میں گھس گئے ہیں اور اس میں اوندھے سیدھے لوٹ رہے ہیں۔

حکایت (۵۱۲) حضرت ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے احنف ابن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ فرمایا، ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے تھے ایک لونڈی گزری لوگوں نے کہا، امیر المومنین کی لونڈی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ وہ امیر المومنین کی لونڈی نہیں ہے نہ ان کے واسطے حلال ہے۔ وہ اللہ کے مال میں سے ہے۔ ہم نے پوچھا، پھر امیر المومنین کو اللہ کے مال سے کیا چیز حلال ہے۔ فرما عمرؓ کے واسطے اللہ تعالیٰ کے مال سے کچھ حلال نہیں ہے، سوائے دو جوڑوں کے ایک گرمی کا ایک سردی کا۔ اور حج و عمرہ کا خرچ اور میری اور میرے اہل کی خوراک مثل ایک آدمی قریشی کے، جو متوسط درجہ کا ہو، نہ بہت غنی ہو نہ بہت فقیر، پھر اس کے بعد میں ایک آدمی مسلمان ہوں، جو اور مسلمانوں کا حق ہے وہی میرا ہے۔

حکایت (۵۱۳) حضرت خزیمہ ابن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کو اپنی جانب سے عامل اور حاکم بنا کے بھیجتے تھے تو اسے لکھ دیتے تھے اور اس سے یہ شرط کر لیتے تھے کہ عمدہ گھوڑے پر سوار نہ ہووے اور میدہ کی روٹی نہ نہ کھائے اور باریک کپڑا نہ پہنے اور حاجت مندوں پر اپنا دروازہ بند نہ کرے اگر ایسا کیا تو سزا کا مستحق ہوگا۔

حکایت (۵۱۴) حضرت عکرمہ بن خالدؒ وغیرہ کہتے ہیں کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ وغیرہم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی اور کہا کہ اگر آپ اچھا کھانا کھائیں تو آپ حق پر اور زیادہ قوی ہوں گے، فرمایا کیا ان سب کی یہی رائے ہے۔ کہا ہاں سب کی یہی رائے ہے۔ فرمایا، میں تمہاری نصیحت سمجھ گیا لیکن میں نے اپنے دونوں دوستوں کو ایک راہ پر چلتے چھوڑا ہے، اگر میں ان کا طریقہ چھوڑ دوں گا تو منزل میں ان کے پاس نہ پہونچوں گا اور فرمایا ایک سال قحط واقع ہوا تو آپ نے اس سال نہ چکنائی کھائی نہ کسی فربہ جانور کا گوشت کھایا۔

حکایت (۵۱۵) حضرت ابن ابی ملیکہؒ فرماتے ہیں کہ عقبہ ابن فرقد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی غذا کے کی نسبت کچھ کہا، آپ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے۔ کیا میں اپنے حصے کی نعمت دنیا ہی میں کھالوں اور اس سے فائدہ بھی حاصل کرلوں۔

حکایت (۵۱۶) حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لڑکے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ کے پاس گئے دیکھا تو وہ گوشت کھا رہے تھے، آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ کہا ہمارا جی گوشت کو چاہتا تھا۔ فرمایا کیا جس چیز کو جی تمہارا چاہے اسے تم کھاتے ہو، انسان کے لئے یہی اسراف کافی ہے۔ کہ جس چیز کو جی چاہے وہی کھانے لگے۔

حکایت (۵۱۷) حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے جی میں تازہ مچھلی کی خواہش ہو رہی ہے۔ یہ سن کر آپ کے مولےٰ نافع رضی اللہ عنہ سواری پر پالان کس کے اس پر سوار ہوئے اور چار میل آگے اور چار میل پیچھے لے گئے اور ایک ٹوکری تازہ مچھلی کی خرید لائے اور حضرتؓ کے پاس اسے پہونچا کر اپنی سواری کے

حکایت (۵۲۴) حضرت عبداللہ ابن عامر ابن ربیعہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گھاس کا تنکا زمین پر سے اُٹھایا اور کہنے لگے کاش میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں کچھ نہ ہوتا، کاش مجھے میری ماں نہ جنتی اور حضرت عبیداللہ ابن عمر ابن حفص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مشک پانی سے بھری ہوئی اُٹھائی اس کے متعلق لوگوں نے کچھ کہا، فرمایا مجھے اپنا نفس اچھا نظر آنے لگا تھا میں نے اسے ذلیل کرنا چاہا۔

حکایت (۵۲۵) حضرت محمد ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں آپ کے خسر آئے اور چاہا کہ انہیں بیت المال سے کچھ دیا جائے حضرت نے انہیں ڈانٹا، اور فرمایا، تم چاہتے ہو اللہ تعالیٰ سے میں خائن بادشاہ بن کے ملاقات کروں پھر انہیں اپنے مال میں سے دس ہزار درہم دیئے۔

حکایت (۵۲۶) حضرت نخعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے زمانے میں تجارت کرتے تھے۔

حکایت (۵۲۷) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عام رمادہ[1] میں تیل کھانے کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیٹ میں قراقر ہونے لگا۔ اور آواز پیدا ہوئی، آپ نے گھی اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ آپ پیٹ کو انگلی سے دبا کے فرمایا، ہمارے پاس اس تیل کے سوا کچھ نہیں ہے، یہانتک کہ لوگ دوبارہ سرسبز ہوں۔

حکایت (۵۲۸) حضرت سفیان ابن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، سب سے دوست میرے نزدیک وہ ہے جو میرے عیب مجھ پر ظاہر کرے۔

حکایت (۵۲۹) حضرت اسلم رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ ایک ہاتھ سے انہوں نے گھوڑے کا کان پکڑا اور ایک ہاتھ سے اپنا کان پکڑا، پھر اس کی پشت پر سوار ہوئے۔ اور حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ جب کبھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غصہ آیا اور ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا گیا یا اللہ کا خوف دلایا گیا، یا کسی نے کوئی آیت قرآن شریف کی تلاوت کی تو اس وقت وہ اپنے ارادے سے

---

[1] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کئی سال پے در پے قحط سالی ہوئی، اس زمانے کو عام رمادہ کہتے ہیں۔

رک جاتے تھے۔

حکایت (۵۳۰) حضرت بلالؓ نے اسلمؒ سے پوچھا، تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کیسا پاتے ہو، کہا سب سے اچھے آدمی ہیں لیکن جب انہیں غصہ آتا ہے تو بہت سخت غصہ آتا ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں غصہ کے وقت ان کے پاس ہوتا تو قرآن شریف کی تلاوت کرتا، یہانتک کہ ان کا غصہ ختم جاتا۔

حکایت (۵۳۱) حضرت احوص ابن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے پاس گوشت لایا گیا جس میں گھی پڑا تھا، آپ نے اس سالن کو جس میں گوشت اور گھی دونوں پڑے ہوں کھانے سے انکار کیا اور فرمایا ان میں سے ہر ایک مستقل سالن ہے۔ یہ تمام آثار ابن سعد نے بیان کئے ہیں۔

حکایت (۵۳۲) ابن سعد نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی ضرورت ہوتی، متولی بیت المال سے جاکر قرض لے لیتے تھے، کبھی آپ پر تنگی ہوتی اور ادا کرنے میں تاخیر ہوتی تو متولی تقاضا کرنے آتے اور آپ کو تنگ کرتے۔ اور آپ عذر و حیلہ کرتے، اور کبھی آپ کا حصہ نکل آتا تو ادا کر دیتے۔

حکایت (۵۳۳) ابن سعد ہی نے حضرت براء ابن معرور رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن گھر سے نکل آئے اور آپ بیمار تھے آپ سے شہد کی تعریف کی گئی کہ بہت مفید ہے، اس وقت بیت المال میں ایک شہد کا کپا تھا آپ نے فرمایا اگر تم لوگ مجھے اس شہد میں سے لینے کی اجازت دو تو اس میں سے لونگا ورنہ مجھ پر حرام ہے۔ لوگوں نے اجازت دیدی۔

حکایت (۵۳۴) ابن سعدؒ ہی نے عبداللہ ابن عمر رضی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹ کے زخم میں ہاتھ ڈال کر فرماتے تھے، مجھے خوف ہے کہ کہیں تیری تکلیف کی وجہ بھی مجھ سے پوچھی نہ جائے۔

حکایت (۵۳۵) ابن سعدؒ ہی نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، فرماتے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی شئے سے لوگوں کو منع کرنا چاہتے تھے تو پہلے اپنے گھر میں آتے اور فرماتے مجھے یہ معلوم ہونے نہ پائے کہ جس چیز سے میں نے منع کیا ہے اُس سے

تم میں سے کوئی کرتا ہے، ورنہ دوگنی سزا دوں گا۔

حکایت (۵۳۶) حضرت عبد الرزاق اپنے مصنف میں حضرت عکرمہ ابن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، فرمایا کہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ کا کوئی لڑکا کنگھی کر کے اور عمدہ کپڑے پہن کے آپ کے پاس آیا، آپ نے اس کے یہاں تک درّے مارے کہ وہ رونے لگا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ آپ نے اسے کیوں مارا فرمایا میں نے دیکھا کہ وہ اپنے نفس پر اترا رہا تھا، میں نے چاہا کہ اس کے نزدیک اس کا نفس ذلیل اور خوار نظر آئے۔

حکایت (۵۳۷) حضرت بیہقی شعب الایمان میں ضحاک رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ واللہ میں یہ چاہتا ہوں کاش میں راستے کے کنارے پر ایک درخت ہوتا، مجھ پر کوئی اونٹ گذرتا اور مجھے نوچ کے اپنے منہ میں ڈالتا اور چبا کے نگلتا پھر اس کی مینگنیاں بنتا اور میں آدمی نہ ہوتا۔ اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کاش گھر کا دنبہ ہوتا جب تک چاہتے مجھے موٹا کرتے جب میں خوب موٹا ہو جاتا تو کوئی ان کی زیارت کو آتا اور مجھے ان مہمانوں واسطے ذبح کرتے میرے حصے کے کباب پکاتے اور کچھ گوشت پکاتے اور مجھے کھا لیتے اور میں آدمی نہ ہوتا۔

حکایت (۵۳۸) ابن عساکر رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عمرؓ کے انتقال سے ایک سال کے بعد اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ انہیں مجھے خواب میں دکھا دے ایک سال کے بعد میں نے انہیں دیکھا تو وہ اپنی پیشانی سے پسینہ صاف کر رہے تھے۔ میں نے کہا میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں اے امیر المومنین تمہاری کیا حالت ہے۔ فرمایا ابھی فارغ ہوا ہوں قریب تھا کہ عمر کا تخت ٹوٹ جاتا اور ویران ہو جاتا مگر میں نے اللہ کو بڑا مہربان رحیم پایا

حکایت (۵۳۹) فراش ابن سائب کہتے ہیں کہ حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بی بی فاطمہ بنت عبد الملک کے پاس ایک ہیرا تھا جو ان کے باپ عبد الملک نے انہیں دیا تھا کہ ویسا کہیں نہیں دیکھا گیا تھا۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ دو باتوں میں سے ایک اختیار کر لو یا تو اپنا زیور بیت المال کو دیدو یا مجھے اپنے سے جدا ہونے کی اجازت دیدو میں برا جانتا ہوں کہ میں اور تم اور یہ زیور سب ایک گھر میں رہیں۔ انہوں نے کہا میں اس زیور

پر بلکہ اس کے اضعاف پر بھی آپ کو ترجیح دیتی ہوں۔ اور پسند کرتی ہوں چنانچہ آپ کے حکم سے وہ زیور مسلمانوں کے بیت المال میں لاکر رکھا گیا جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا انتقال ہوا اور ان کے بجائے یزید خلیفہ ہوا تو اس نے فاطمہ سے کہا اگر تم چاہو تو وہ زیور پھر تمہیں دیدوں۔ کہا قسم ہے اللہ کی جب ان کی زندگی میں اس زیور پر خوش نہ ہوئی تو ان کی موت کے بعد اس کی طرف ہرگز رجوع نہ کروں گی۔

حکایت (۵۴۰) عبدالعزیزؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو کسی حاکم نے لکھا کہ ہمارا شہر ویران ہو گیا۔ پس امیر المومنین کی رائے ہو تو کچھ مال ہمیں عطا فرمائیں جس سے شہر کی مرمت کی جائے۔ آپ نے جواب لکھا، جب تو میرا خط پڑھے تو اس شہر کو عدل سے مضبوط کر اور اس کے راستوں کو ظلم سے صاف کر یہی اس کی مرمت ہے۔ والسلام۔

حکایت (۵۴۱) ابراہیم سکونی کہتے ہیں کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز نے فرمایا جب سے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جھوٹ بولنا جھوٹے کے حق میں عیب ہے۔ اس وقت سے میں نے جھوٹ کبھی نہیں بولا۔

حکایت (۵۴۲) حضرت حسن قصاب کہتے ہیں کہ میں نے جنگل میں دیکھا کہ بھیڑیے بکریوں کے ساتھ عمر ابن عبدالعزیزؒ کی خلافت میں پھرتے ہوتے تھے میں نے کہا سبحان اللہ! بھیڑیے بکریوں میں اور انہیں ضرر نہیں پہونچاتا۔ تو چرواہے نے کہا کہ جب کہ سر میں صلاحیت ہو تو جسم کو کوئی اندیشہ نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ جب بادشاہ ہو تو رعیت کو تکلیف نہیں ہو سکتی۔

حکایت (۵۴۳) حضرت مالک ابن دینارؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تو چرواہوں نے کہا یہ کون نیک بخت شخص ہے جو لوگوں پر خلیفۂ عادل مقرر ہوا ہے کہ بھیڑیے ہماری بکریوں سے رک گئے۔

حکایت (۵۴۴) موسیٰ ابن امین کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمر ابن عبدالعزیزؓ کی خلافت میں کرمان میں بکریاں چراتے تھے اور بھیڑیے اور بکریاں ایک ہی جگہ پر چرا کرتیں ایک شب ہم نے دیکھا کہ بھیڑیئے نے بکریوں سے تعرض کیا تو ہم نے کہا ہمارے خیال میں اس نیک بخت خلیفہ کا انتقال ہو گیا چنانچہ دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ حضرت کا اس شب کو انتقال ہوا تھا رضی اللہ

تعالیٰ عنہ۔

حکایات منتخب از تہذیب التہذیب (جلد اول)

حکایت (۵۴۵) حضرت ابو ذرعہ رازیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام احمد ابن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس لاکھ حدیثیں یاد تھیں ان سے پوچھا گیا، آپ کو کیونکر معلوم ہوا، کہا میں نے ان سے ابواب حدیث حاصل کئے ہیں اور حضرت نوح ابن حبیب فرماتے ہیں، میں نے ۱۹۸ھ ہجری میں حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کو مسجد خیف میں دیکھا آپ اس کے مینارے سے تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اور اصحاب حدیث آپ کے پاس آتے تھے اور آپ ان کو فقہ اور حدیث کی تعلیم کرتے تھے۔ اور لوگوں کو فتوے بھی دیا کرتے تھے اور حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میرے والد دن رات میں تین سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور حضرت ہلال ابن علاء فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے چار شخصوں کو پیدا کر کے اپنے اپنے زمانے میں اس امت پر احسان کیا ایک امام شافعیؒ ہے انہوں نے حدیث شریف میں تفقہ حاصل کیا اور امام احمد بن حنبلؒ سے وہ مصیبت اور ازمائش میں ثابت قدم رہے اگر وہ نہ ہوتے تو لوگ کافر ہو جاتے۔

حکایت (۵۴۶) ابن حبان نے ثقات کے بیان میں لکھا ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ حافظ حدیث تھے، متقی تھے، فقیہ تھے، پرہیزگار تھے، عبادات پر مداومت کرنے والے تھے۔ ان کی وجہ سے حق تعالیٰ نے اُمّتِ محمّدیہ کی فریاد رسی فرمائی، کیونکہ مصیبت اور محنت میں ثابت قدم رہے اور اپنی جان اللہ کی راہ میں فدا کی، حتیٰ کہ قتل کے ارادے سے آپکو کوڑے مارے گئے اور اللہ نے آپ کو کفر سے بچالیا۔ اور آپ کو ایسی علامت بنایا جسکی اقتداء کی جائے اور ایک پناہ گاہ بنایا جس کی پناہ لی جائے۔

حکایت (۵۴۷) ابو الحسن ابن زاغونی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب شریف ابو جعفر ابن ابو موسیٰ کو حضرت احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن کیا گیا تو آپ کی قبر کھل گئی تو دیکھا گیا آپ کا کفن بالکل صحیح سلامت تھا، پرانا بوسیدہ نہیں ہوا تھا۔ اور آپ کا پہلو بھی متغیر نہیں ہوا تھا اور یہ واقعہ حضرت احمد بن حنبلؒ کی وفات سے دو سو تیس سال کے بعد واقع ہوا تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حکایت (۵۴۸) حضرت ابوالقاسم بغوی فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے دادا سے خبر ملی ہے یعنی حضرت احمد ابن منیع بغوی سے آپ فرماتے تھے کہ میں چالیس سال سے ہر تیسرے روز ایک قرآن ختم کرتا ہوں۔

حکایت (۵۴۹) حضرت ابوالقاسم بغوی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میرے دادا یعنی احمد ابن منیع بغوی ابدال میں سے تھے۔ آپنے کوئی اینٹ میں لگا ہوا تنکا نہ چھوڑا ہم نے کتابوں کے سوا ان کی ساری ملکیت چوبیس درہم میں فروخت کی۔

حکایت (۵۵۰) حضرت محمد ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ ابراہیم ابن اسمٰعیل ابن ابی حبیبہ انصاری بڑے نمازی اور عابد تھے، ساٹھ برس روزے رکھے اور حدیث بہت کم بیان کرتے تھے سنہ ۱۶۵ھ میں وفات پائی۔

حکایت (۵۵۱) حضرت یونس ابن عبید سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو صرف دیکھتا اور نہ ان کی باتیں سنتا نہ ان کا عمل دیکھتا وہ بھی فائدہ اٹھاتا اور حماد ابن سلمہ یونس ابن عبید اور حمید طویل سے روایت کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نے فقہا بہت دیکھے لیکن حسن بصری رضی اللہ عنہ کا سا کامل مروت والا کسی کو نہ دیکھا۔ اور حجاج ابن ارطاط کہتے ہیں، میں نے عطاء ابن ابی رباحؒ سے سوال کیا تو مجھ سے فرمایا، تم اس شخص کو لازم پکڑو، وہ بڑے امام ہیں، ان کی اقتداء کی جاتی ہے اور ابو جعفر رازی ربیع ابن انسؒ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دس برس تک آتا جاتا رہا اس کے علاوہ اور بھی جب خدا نے چاہا اس دن سے آپ سے ایسی ہی بات سنتا ہوں جسے میں نے پہلے نہیں سنا تھا یعنی روز نئی بات سننے میں آتی ہے اور حضرت اعمشؒ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ ہمیشہ حکمت جمع کرتے رہے، پھر اسے کہنا شروع کیا۔ جب ان کا ذکر ابوجعفر کے پاس یعنی امام باقرؒ کے پاس ہوتا تھا تو فرماتے تھے، وہ ایسا شخص ہے کہ اس کا کلام انبیاء کے کلام کے مشابہ ہے۔

حکایت (۵۵۲) حضرت مطرورّاق فرماتے ہیں کہ جابر ابن زید ایک شخص بصرہ کے رہنے والے تھے، جب حضرت حسن بصریؒ ظاہر ہوئے تو معلوم ہوا کہ گویا کہ ایک شخص آخرت میں تھا جو آکر وہاں کی معائنہ کی ہوئی اور دیکھی ہوئی خبر سنا رہا ہے۔

حکایت (۵۵۳) حضرت ابراہیم ابن علی رافعی اپنے باپ سے اور وہ اپنی ماں سے روایت

کرتے ہیں جو زینب بنت ابی رافع ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے صاحبزادوں کو لے کر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اس بیماری میں جس میں آپ کی وفات ہوئی، اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یہ آپ کے بچے ہیں انہیں کسی شئے کا وارث بنائیے فرمایا حسن (رضی اللہ عنہ) میں میری ہیبت اور سرداری ہے اور حسین (رضی اللہ عنہ) میں میری جرأت اور جود ہے۔ محمد ابن عبداللہ ابن ابی رافع نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے چچا ابو رافعؓ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

حکایت (نمبر ۵۵) شرجیل ابن مدرک جعفی عبداللہ ابن نجیؓ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے تھے کہ انہوں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر کیا اور وہ حضرت کی طہارت کا لوٹا سنبھالتے تھے جب نینوا کے محاذات پر پہونچے جو صفین کا راستہ تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مکرر یہ آواز دی کہ اے عبداللہ فرات کے کنارے پر صبر کرو، میں نے عرض کیا کہ یہ ابو عبداللہ کون شخص ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ میں حضرت کے پاس پہونچا، آپ کے آنسو جاری تھے، میں نے عرض کیا یا خلیفۃ اللہ آپ کو کس نے غضبناک کیا۔ فرمایا نہیں ابھی اس کے آگے جبرئیلؑ میرے پاس سے گئے ہیں اور مجھ سے بیان کیا کہ حسینؓ فراط کے کنارے پر شہید ہوں گے اور فرمایا کہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں وہاں کی مٹی آپ کو سنگھاؤں میں نے کہا ہاں آپ نے ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی بھر مٹی وہاں کی اُٹھائی اور میرے حوالے کی، مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میرے آنسو جاری ہو گئے۔ اور عمر ابن ثابتؒ نے اعمش سے انہوں نے شقیق سے انہوں نے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حسنؓ و حسینؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے میرے گھر میں کھیل رہے تھے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السّلام نازل ہوئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اُمت آپ کے بعد اس بیٹے کو قتل کریگی۔ اور ہاتھ سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روئے اور انہیں سینے سے لگا لیا۔ پھر آپؐ نے حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ میں تیرے پاس یہ مٹی رکھتا ہوں، اور اسے آپؐ نے سونگھا اور فرمایا کرب و بلا کی بو آتی ہے۔ اور فرمایا اے ام سلمہؓ جب یہ مٹی خون بن جائے تو جان لو کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا۔ حضرت ام سلمہؓ نے اس مٹی کو ایک بوتل میں ڈال رکھا تھا اور ہر روز اسے دیکھا کرتی تھیں کہ جس دن تو خون بن جائے وہ سخت دن ہو گا۔ اس باب میں حضرت عائشہؓ اور زینب بنت جحشؓ و ام الفضلؓ بنت حارث اور ابی امامہؓ و انس بن حارثؓ وغیرہم سے بھی روایت آئی ہے اور

حضرت عمارؒ دُہنی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت کعب پر گذرے تو انہوں نے حضرت علیؓ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس شخص کی اولاد میں سے ایک شخص ایک جماعت کے ساتھ شہید ہوگا۔ جو اپنے گھوڑوں کے پسینہ سوکھنے سے پہلے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں گے اتنے میں حضرت حسنؓ گذرے، لوگوں نے پوچھا یہ، کہا نہیں، پھر امام حسین رضی اللہ عنہ گذرے لوگوں نے حضرت کعبؓ سے پوچھا یہ ہیں، فرمایا ہاں یہی ہیں۔ اور ابن سعدؒ نے فرمایا ہمیں یحییٰ ابن حمادؒ نے خبر دی کہ ان سے ابو عوانہ نے سلیمان یعنی اعمش سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ ان سے ابو عبد اللہ ضبی نے بیان کیا کہ ہم علی ابن ہرثم ضبی کے پاس پہونچے جب کہ وہ صفین سے واپس آئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، انہوں نے کہا کہ ہم صفین سے لوٹتے ہوئے کربلا میں اترے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر مٹھی بھر ہرن کی مینگنیاں اٹھائیں اور انہیں سونگھا اور پھر فرمایا افسوس افسوس! ان مینگنیوں میں ایک ایسی قوم قتل کی جائے گی جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوگی، اور اسحاق ابن سلیمان رازی کہتے ہیں ہم سے عمر ابن ابی قیس نے اور ان سے یحییٰ ابن سعید نے اور ان سے ابی حیان نے اور ان سے قدامہ ضبی نے اور انہوں نے جرداہ بنت سمیر سے انہوں نے اپنے زوج ہرثمہ ابن سلمی سے روایت بیان کی وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت علیؓ کے ہمراہ نکلے آپ چل کر کربلا پہونچے اور ایک درخت کے نیچے اترے اور اسکی طرف نماز ادا کی پھر وہاں کی زمین سے کچھ مٹی اٹھائی اور اسے سونگھ کر فرمایا افسوس ہے اے مٹی تجھ پر ایک ایسی قوم قتل ہوگی جو بلا حساب جنت میں جائے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم اس غزوہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس لوٹ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور میں وہ حدیث بھول گیا، پھر میں اس فوج میں شریک رہا جس میں کہ امام حسینؓ پر چڑھائی کی گئی تھی جب میں ان کے پاس اپنی فوج کے ہمراہ پہونچا تو وہ درخت نظر آیا اور وہ حدیث بھی یاد آگئی۔ میں نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اسے آگے بڑھایا۔ اور کہا اے نواسۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو بشارت دیتا ہوں اور وہ حدیث بھی سنائی، آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا تم ہمارے ساتھ رہو گے یا ہمارے دشمنوں کے ساتھ، میں نے کہا نہ آپ کے ساتھ نہ آپکے حملہ کرنے والوں کے ساتھ، میں نے عیال کو بھی چھوڑا اور اس فوج کو بھی چھوڑ دیا۔ فرمایا تو تم بھاگ کر زمین میں کہیں غائب ہو جاؤ

کیونکہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں حسینؓ کی جان ہے، آج ہمارے قتل میں جو شخص حاضر ہوگا
وہ جہنم میں داخل ہوگا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں اسی وقت منہ پھیر گئے اور مقام پر بھاگ گیا۔
حتیٰ کہ آپ کی قتل گاہ مجھ سے پوشیدہ ہوگئی۔ اور ابو الولید احمد ابن خباب حمیصی کہتے ہیں
کہ ہم سے خالد ابن یزید ابن اسد نے بیان کیا کہ ان سے عمار ابن معاویہ دہنی نے بیان کیا وہ
وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد ابن علی ابن حسینؓ سے کہا کہ مجھ سے امام حسین رضی اللہ عنہ
کے قتل کا واقعہ بیان کرو اس طرح پر کہ گویا میں موجود تھا۔ حضرت ابو جعفرؒ نے فرمایا کہ معاویہ
رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا اس وقت ولید ابن عتبہ ابن ابی سفیان مدینہ پر حاکم تھا اس
نے حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے پاس بیعت لینے کے واسطے قاصد بھیجا۔ آپ نے فرمایا مجھے
مہلت دو اور مجھ پر نرمی کرو اس نے مہلت دی اور آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں آپ کے پاس
اہل کوفہ کے قاصد پہونچے اور کہا کہ ہم نے آپ کے واسطے اپنے کو روک رکھا ہے اور جمعہ
کے واسطے والی کے ساتھ حاضر نہیں ہوئے۔ آپ ہمارے یہاں تشریف لائیے۔ راوی کہتے
ہیں اس زمانے میں نعمان ابن بشیر انصاریؓ کوفہ کے حاکم تھے۔ حضرت حسین ابن علی رضی اللہ
عنہما نے مسلم ابن عقیل ابن ابی طالب اپنے چچازاد بھائی کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے
فرمایا کہ تم کوفہ جاؤ اور دیکھو کہ جو کچھ مجھے انہوں نے لکھا ہے، کیا صحیح ہے اگر سچ ہے تو
میں ان کے پاس جاؤں گا۔ حضرت مسلم چل کر مدینہ پہونچے اور وہاں سے دو راہنما ساتھ
لئے جو انہیں جنگل کے راستے سے چلیں، انہیں سخت تشنگی کا سامنا ہوا اور ایک رہبر مر گیا
حضرت مسلمؓ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ انہیں اس کام سے معاف کریں
آپ نے معاف نہیں فرمایا اور لکھا کہ تم کوفہ جاؤ، چنانچہ حضرت مسلمؓ چل کر کوفہ پہونچے اور
کوفہ والوں میں ایک شخص عوسجہ نامی کے یہاں ٹھہرے۔ جب کوفیوں نے آپ کے آنے
کی خبر سنی تو چپکے سے آپ کے پاس آئے اور آپ کے ہاتھ پر بارہ ہزار آدمیوں نے
بیعت کی ایک شخص جو یزید ابن معاویہ کا ہوا خواہ تھا جس کو عبید اللہ ابن مسلم ابن شعبہ
حضرمی کہتے تھے وہ کھڑا ہوا اور حضرت نعمان ابن بشیر انصاریؓ کے پاس پہونچا اور ان
سے کہا کہ آپ یا تو ضعیف ہیں یا ضعیف بن گئے ہیں شہر میں فساد ہو گیا۔ اس سے حضرت
نعمانؓ نے کہا مجھے ضعیف بن کر اللہ کی اطاعت میں رہنا پسند ہے، اس سے کہ میں قوی ہو کر
اللہ کی نافرمانی کروں، میں اس پردے کو پھاڑنا نہیں چاہتا جسے اللہ نے ڈھکا ہے اسے

آپ کا قول یزید کے پاس لکھ بھیجا۔ یزید نے اپنے غلام سرحون کو بلایا جس سے وہ مشورہ کیا کرتا تھا، اور سارا حال بیان کیا۔ اس غلام نے کہا اگر حضرت معاویہؓ زندہ ہوتے اور کوئی بات کہتے تو تو قبول کرتا یا نہیں، کہا ہاں، کہا تو میری بھی ایک بات قبول کر وہ یہ ہے کہ کوفہ کے لئے عبید اللہ ابن زیاد کے سوا کوئی مناسب حاکم نہیں، اس کو کوفہ کا حاکم بنا ان دنوں یزید اس سے خفا تھا اور اس کو معزول کرنے کا قصد کر رہا تھا اور وہ بصرہ میں حاکم تھا فوراً ہی یزید نے اسے لکھا کہ میں تجھ سے خوش ہوں اور میں نے بصرہ کے ساتھ کوفہ کا بھی تجھے حاکم مقرر کیا ہے، اور لکھا کہ مسلم ابن عقیل کو تلاش کر کے قتل کر دے۔ چنانچہ عبید اللہ ابن زیاد بصرہ کے سرداروں کے ساتھ چل کر کوفہ پہونچا۔ اس صورت سے کہ اس کے منہ پر نقاب پڑا ہوا تھا اور اس نے لباس اہل حجاز کا پہنا اور اسی راستہ کو اختیار کیا جس سے امام حسینؓ کے آنے کا خیال تھا اور جس مجلس پر اہل کوفہ کے گذر کر سلام کرتا تو وہ جواب دیتے وعلیک السلام یا ابن رسول اللہ، لوگوں نے یہ خیال کیا تھا کہ وہ شخص حسین ابن علی رضی اللہ عنہما ہیں اور عبید اللہ قصر حکومت میں پہونچا اور اپنے ایک غلام کو بلا کر تین ہزار درہم دیئے اور کہا انہیں لیجا اور اس شخص کو تلاش کر جس کے ہاتھ پر اہل کوفہ بیعت کر رہے ہیں، اور ان سے کہہ کہ میں ایک شخص حمص کا رہنے والا ہوں اور بیعت کے ارادے سے آیا ہوں اور یہ مال ہے جو انہیں دونگا تاکہ اس سے وہ اپنی حالت قوی کریں۔ وہ غلام نکلا اور بڑے لطائف الحیل اور نرمی سے ایک ایسے شیخ تک اس کی رسائی ہوئی جو حضرت سے بیعت کرواتا تھا، اس شیخ سے مل کر اپنی حالت بیان کی اس شیخ نے کہا تجھ سے مل کر مجھے خوشی بھی ہوئی اور رنج بھی ہوا، خوشی تو اس وجہ سے ہوئی کہ اللہ نے تجھے اس نیک کام کی ہدایت کی، اور رنج یوں ہوا کہ ابتک ہماری حالت قوی نہیں ہوئی ہے پھر اسے حضرت مسلمؓ کے پاس لے گیا آپ نے اس سے مال لے لیا اور وہ آپ سے بیعت کر کے عبید اللہ کے پاس لوٹ آیا اور سارا حال کہہ سنایا اور جب عبید اللہ کوفہ میں آیا تو حضرت مسلم رضی اللہ عنہ اس مکان سے جہاں وہ تھے ہانی ابن عروہ مرادی کے مکان پر چلے گئے اور مسلمؓ نے حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کو لکھا کہ یہاں اہل کوفہ سے بارہ ہزار آدمیوں نے بیعت کی ہے، آپ چلے آیئے، حضرت ابو جعفرؓ فرماتے ہیں یہاں عبید اللہ نے سرداران اہل کوفہ سے کہا، کیا بات ہے کہ ہانی ابن عروہ میرے پاس نہیں آیا۔ اور ان میں نہ تھا جو لوگ مجھ سے ملنے آئے۔ یہ سن کر محمد ابن اشعث چند

کوفیوں کے ساتھ نکلا ان کے دروازے پر آیا اور وہ دروازے پر تھے اور ان سے کہا کہ امیر نے تمہیں یاد کیا تھا اور تمہاری تاخیر کی وجہ دریافت کی ہے، اس کے پاس چلے چلو انہوں نے اصرار کیا اور وہ سوار ہو کر اس کے ہمراہ عبیدہ ابن زیاد کے پاس پہونچے۔ عبیداللہ ابن زیاد کے پاس قاضی شریح بیٹھے تھے۔ جب عبیداللہ نے ہانی ابن عروہ کو دیکھا تو قاضی شریح سے مخاطب ہو کر کہا یہ آگیا اس کے پاؤں خیانت کی وجہ سے لڑکھڑا رہے ہیں۔ جب سلام کیا تو پوچھا، اے ہانی مسلم کہاں ہیں، انہوں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اس وقت عبیداللہ نے اس غلام کو جس نے درہم دیئے تھے کہا، اس کے سامنے آ۔ جب وہ سامنے آیا تو انہیں یقین ہو گیا کہ اسے معلوم ہے۔ کہا اللہ امیر کی اصلاح کرے، واللہ میں نے انہیں اپنے گھر پر نہیں بلایا، لیکن انہوں نے خود آکر میرے یہاں پناہ لی، کہا تو انہیں ہمارے پاس لا، انہوں نے جواب میں کہا کہ واللہ اگر مسلم میرے پاؤں کے نیچے ہوں تب بھی میں انہیں وہاں سے نہیں اٹھاؤں گا۔ عبیداللہ نے لوگوں سے کہا، اسے میرے پاس لاؤ جب پاس لائے گئے تو انہیں ایک چھڑی سے مارا اور ان کی پیشانی کو زخمی کیا۔ اور ہانی ایک سپاہی کی تلوار کی طرف جھکے تاکہ اسے کھینچیں تو انہیں روک دیا گیا۔ اور عبیداللہ نے کہا، اللہ نے تیرا خون حلال کیا۔ اور حکم کیا، چنانچہ انہیں قصر کے ایک کوٹھے میں قید کر لیا گیا۔ یہ خبر قبیلۂ مذحج کو پہونچی اسوقت قصر کے دروازے پر شور کی آواز سنائی دی، اسے عبیداللہ نے سنا، پوچھا کیسی آواز ہے، لوگوں نے کہا قبیلۂ مذحج آگیا ہے، اس نے قاضی شریح سے کہا ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ میں نے دریافت کے واسطے اسے قید کیا ہے۔ اور اپنے غلاموں میں سے ایک جاسوس شریح کی حفاظت کے واسطے مقرر کر دیا تاکہ سنے، وہ کہتا ہے کہ چنانچہ قاضی شریح ہانی کے پاس سے ہو کر گذرے ان سے ہانی نے کہا اے شریح اللہ سے ڈرو اس نے مجھے قتل کے واسطے قید کیا ہے اور شریح نکل آئے، اور قصر کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور کہا ہانی پر کوئی اندیشہ نہیں اسے امیر نے دریافت کرنے کے واسطے قید کیا ہے۔ لوگوں نے کہا سچ ہے اسے اندیشہ نہیں ہے۔

حضرت ابو جعفر نے فرمایا یہ سن کر لوگ وہاں سے متفرق ہو گئے۔ حضرت مسلم کو اس کی خبر ملی آپ نے اس اشارے سے جو آپس کی مدد کے واسطے قرار دیا گیا تھا، پکارا چنانچہ چالیس ہزار آدمی کوفی آپ کی مدد کے واسطے جمع ہو گئے۔ آپ نے مقدمہ اور میمنہ میسرہ مرتب کیا اور قلب میں آپ نے سوار ہو کر عبیداللہ کے اوپر حملہ کیا۔ عبیداللہ نے سرداران کوفہ کے پاس آدمی بھیج کر انہیں اپنے پاس

قصر شاہی میں بلالیا۔ جب حضرت مسلم رضی اللہ عنہ چل کر قصر کے دروازے پر پہونچے تو ان سرداران کوفہ نے قصر پر سے اپنی قوم اور قرابت والوں کو جھانک کر دیکھا، اور ان سے کلام کر کے انہیں لوٹایا اور امام مسلمؓ کے ساتھی کھسکنے لگے، یہانتک کہ شام کے وقت صرف پانسو آدمی رہ گئے جب خوب اندھیرا ہوگیا تو وہ بھی چلدیئے۔ جب حضرت مسلمؓ نے دیکھا کہ آپ تنہا رہ گئے تو راستہ تلاش کیا اور ایک گھر کے دروازے پر پہونچے وہاں سے ایک عورت نکلی اس سے فرمایا پانی پلادے۔ اس نے پانی پلایا پھر وہ گھر میں چلی گئی، کچھ دیر ٹھہر کے پھر مکان سے نکلی تو آپ دروازے پر ہی تھے اس نے کہا اے عبداللہ تمہاری نشست سے شک معلوم ہوتا ہے، یہاں سے چلے جاؤ آپ نے اس سے فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں کیا تیرے پاس مجھے پناہ مل سکتی ہے، کہا ہاں ہاں آؤ آپ اسکے گھر تشریف لیگئے، اس عورت کا بیٹا محمد بن اشعث کا غلام تھا جب اس غلام کو آپکا حال معلوم ہوا تو وہ محمد بن اشعث کے پاس گیا اور اسے اطلاع کی اسی وقت عبیداللہ نے کوتوال کو ان کی طلب میں بھیجا۔ اس کے ساتھ محمد ابن اشعث بھی تھا۔ ابھی حضرت مسلم کو خبر بھی نہ تھی کہ وہ مکان گھیر لیا گیا۔ جب مسلم رضی اللہ عنہ نے یہ حالت دیکھی تو تلوار لے کر نکل کھڑے ہوئے اور ان سے مقابلہ کیا۔ محمد ابن اشعث نے آپ کو امان دی اور آپ کے ہاتھ سے بچ کر آپ کو عبیداللہ کے پاس لے آیا اور عبیداللہ کے حکم سے آپ کو قصر کے اوپر لے گئے اور وہاں پر آپ کی گردن مار دی گئی۔ اور آپ کا جسم لوگوں کے پاس پھینکدیا گیا۔ اور ہانی ابن عروہ کو کناسہ میں لے جا کر سولی دی گئی انہیں کے شاعر کا قول ہے ؎

فان کنت لاتدرین ما الموت فانظری الی ھانی فی السوق و ابن عقیل

ترجمہ:۔ اگر تو موت کو نہیں جانتی تو دیکھ لے ہانی کو بازار میں اور ابن عقیل کو۔

اور مسلم رضی اللہ عنہ کا خط دیکھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ ان کی طرف چلے، جب آپ کے اور قادسیہ کے درمیان تین میل کا فاصلہ رہگیا تو آپ سے حر ابن یزید تمیمی ملے پوچھا کہاں کا قصد رکھتے ہو فرمایا اس شہر کا، انہوں نے کہا لوٹ جایئے۔ میں نے پیچھے آپ کے واسطے کوئی بہتری نہیں چھوڑی ہے جسکی امید ہو۔ آپ نے لوٹنے کا قصد کیا۔ آپ کے ہمراہ حضرت مسلم رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے انہوں نے کہا، واللہ ہم نہیں لوٹیں گے، جب تک اپنے بھائی کے خون کا بدلہ نہیں لے لیں گے یا قتل کئے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا تمہارے بعد زندگی میں کوئی لطف نہیں ہے، اور آگے چلے تو آپکو عبیداللہ کے رسالے کا مقدمۃ الجیش ملا، اسے دیکھکر آپؓ کربلا کی طرف چلے اور بانسی کو پشت پر

نے کر ڈیرے لگائے تاکہ سامنے ہی کی جانب سے لڑائی ہو سکے۔ آپ کے ساتھیوں میں تیالیس سوار اور تقریباً ایک سو پیدل آدمی تھے۔ اور عبید اللہ ابن زیاد نے عمر ابن سعد ابن ابی وقاص کو رے کا حاکم بنایا تھا اور عہد کیا تھا۔ انہیں بلا کر کہا، اس شخص سے مجھے بچالے، انہوں نے کہا مجھے معاف کر اس نے معافی سے انکار کیا، کہا مجھے آج کی رات کی مہلت دے، اس نے مہلت دی، رات کو اس نے سوچا اور صبح اس کی تعمیل کے واسطے راضی ہو گئے اور اس کے پاس پہونچے۔ چنانچہ عمر ابن سعد نے حسین ابن علی رضی اللہ عنہما کے اوپر چڑھائی کی۔ جب آپ کے پاس پہونچے تو آپ نے فرمایا تین باتوں میں سے ایک اختیار کرلے۔ یا تو مجھے چھوڑ دے میں کسی سرحد میں جا رہوں یا مجھے چھوڑ دے میں یزید کے پاس چلا جاؤں یا مجھے چھوڑ دے میں جہاں سے آیا تھا وہیں چلا جاؤں عمر ابن سعد نے اسے قبول کیا اور عبید اللہ کو لکھا، عبید اللہ نے لکھا، نہیں نہیں! جب تک میرے ہاتھ پر بیعت نہ کریں کوئی ان کی عزت نہیں کی جاسکتی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا، یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا، چنانچہ آپ نے انسے مقاتلہ کیا اور آپؓ کے سب ساتھی شہید ہوئے۔ ان میں دس سے زیادہ آپ کے اہل بیت کے نوجوان تھے۔ آپکی گودی میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا اس کے ایک تیر آلگا۔ اور وہ بھی شہید ہو گیا آپ اس کے چہرے سے خون صاف فرماتے تھے اور کہتے تھے، اے اللہ! تو فیصلہ کر ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہمیں بلایا کہ مدد کریں گے اور پھر ہمیں قتل کیا۔ پھر آپ نے حکم فرمایا چنانچہ ایک حبری پائجامے کو پھاڑا گیا اور اسے پہن کر تلوار ہاتھ میں لی اور مقاتلہ کیا یہانتک کہ شہید ہوئے۔ اور آپ کو قبیلہ مذحج کے ایک آدمی نے شہید کیا اور آپ کا سر کاٹ کیلے گیا اور عبید اللہ ابن زیاد کے پاس پہونچا، اس نے یزید کے پاس ایک وفد بھیجا جس میں آپ کا سر مبارک بھی تھا وہ سر مبارک اس کے سامنے رکھا گیا۔ اور آپ کے حرم و عیال کو لے کر عمر ابن سعد عبید اللہ ابن زیاد کے پاس پہونچا، اور آپ کے اہل بیت میں سوائے ایک بیمار بچے کے کوئی نہیں بچا تھا وہی عورتوں کے ساتھ تھے۔ عبید اللہ نے انہیں بھی قتل کرنے کا حکم دیا حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے آپ کو ان پر ڈالدیا اور کہا جب تک مجھے قتل نہ کردوگے انہیں قتل نہ کر سکوگے تو انہیں چھوڑ دیا، پھر انہیں جمع کر کے یزید کے پاس روانہ کیا، جب یہ لوگ یزید کے پاس پہونچے تو جو لوگ اہل شام کے اس کے دربار میں تھے سب جمع ہو کر یزید کے پاس گئے اور اسے مبارکباد دی اور تہنیت کی ان میں سے

ایک سرخ رنگ نیلی آنکھوں والا کھڑا ہوا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں کی ایک لونڈی کو دیکھ کر کہا اے امیر المومنین یہ لونڈی مجھے عنایت فرمایئے، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا یہ شرف نہ تجھے حاصل ہے نہ اسے یعنی یزید کو یہانتک کہ تم اللہ کے دین سے نکل جاؤ۔ اس قول کو ازرق نے پھر دہرایا، اسے یزید نے کہا چپ رہ۔ پھر انہیں اپنے اہل وعیال میں پہونچایا اور وہاں سے تیاری کرکے مدینہ منورہ پہونچایا۔ جب وہ لوگ مدینہ منورہ پہونچے تو اولاد عبد المطلب میں سے ایک عورت کھلے سر بال بکھرے سر پہ ہاتھ رکھے ہوئے نکلیں اور ان کے سامنے گئیں اور یہ اشعار پڑھتی تھیں اور روتی تھیں ؎

مَاذَا تَقُوْلُوْنَ اِنْ قَالَ النَّبِیُّ لَکُمْ　　مَاذَا فَعَلْتُمْ وَاَنْتُمْ اٰخِرُ الْاُمَمْ

بِعِتْرَتِیْ وَبِاَهْلِیْ بَعْدَ مُفْتَقَدِیْ　　مِنْهُمْ اُسَارٰی وَقَتْلٰی ضُرِّجُوْا بِدَمٖ

مَاکَانَ هٰذَا جَزَائِیْ اِذْ نَصَحْتُ لَکُمْ　　اَنْ تَخْلُفُوْا فِیْ بِشَرٍّ فِیْ ذَوِیْ رَحِمٖ

ترجمہ:۔ تم کیا کہوگے جب نبی کریم سوال کریں گے کہ تم نے یہ کیا کیا۔ تم تو آخری امت تھے یعنی باوجود افضل الامم ہونے کے تم نے اس فعل قبیح کا کیوں ارتکاب کیا میری اولاد اور میرے اہل کے ساتھ میر فقدان کے بعد۔ ان میں تو کوئی قیدی تھا کوئی شہید خون آلود تھا، میری نصیحت کی جزا یہ تو نہ تھی کہ میرے ذی رحموں کے ساتھ میرے پیچھے جو تم نے کیا۔

حضرت سفیان ابن عیینہ اسرائیل ابو موسیٰ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے تھے کہ میں نے حسن رحؒ بصری سے سنا کہ حضرت امام حسین رضؓ کے ساتھ امام حسینؓ کے اہل بیت سے سولہ آدمی شہید ہوئے۔ اور ابو نعیم کہتے ہیں کہ ہم سے ابو عبد اللہ ابن حبیب ابن ابی ثابت نے اپنے باپ سے انہوں نے سعید ابن جبیرؓ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے بیان کیا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی بھیجی کہ میں نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے عوض ستر آدمی قتل کئے ہیں اور آپ کے نواسے کے عوض ستر ہزار اور ستر ہزار قتل کرونگا اور اور خلف ابن خلیفہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آسمان سیاہ ہوگیا اور دن میں تارے نظر آنے لگے۔ اور محمد ابن صلت اسدی فرماتے ہیں کہ ان سے ربیع ابن ثوری نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک شخص امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی خوشخبری لوگوں کے پاس لے آیا۔ پھر میں نے دیکھا تو وہ اندھا ہوگیا تھا، اور اس کا ہاتھ پکڑ کر چلایا جاتا تھا، اور یعقوب ابن سفیان فرماتے ہیں کہ ہم سے سلیمان بن

حرب نے بیان کیا کہ ان سے حماد ابن زید نے معمر سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت زہریؒ پہلے پہل یوں مشہور ہوئے کہ انہوں نے ولید ابن عبد الملک کے دربار میں گفتگو کی ولید نے دریافت کیا کہ تم میں کون شخص یہ جانتا ہے کہ امام حسینؓ کی شہادت کے دن بیت المقدس کے پتھروں کا کیا حال ہوا تو زہری نے فرمایا مجھے روایت پہونچی ہے کہ کوئی پتھر اٹھایا نہیں جاتا تھا، مگر اس کے نیچے سے خون تازہ نکلتا تھا۔ اور ابن معین فرماتے ہیں کہ ان سے بیان کیا جریر نے اور ان سے یزید ابن زیاد نے کہا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے زمانے میں میں چودہ سال کا تھا فوج میں جو ورسؔ تھا وہ راکھ بنگیا تھا اور افق آسمان سُرخ ہوگیا تھا اور فوج میں ایک اونٹ ذبح کیا گیا، دیکھا کہ اس کے گوشت میں سے آگ نکلتی ہے اور حمیدی ابن عیینہ سے اور وہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتی تھیں واللہ میں نے ورس کو راکھ بنا ہوا دیکھا اور گوشت کے اندر میں نے آگ دیکھی جب کہ امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ اور ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ دو شخص جعفی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل میں شریک ہوئے تھے، ان میں سے ایک کا ذکر یہانتک لمبا ہوگیا تھا کہ وہ اسے لپیٹتا تھا، اور دوسرا کچھال میں منہ لگاکر سارا پانی پی لیتا تھا حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ان میں سے ایک کے بیٹے کو دیکھا ہے، وہ مجنون تھا۔ اور حماد ابن جمیل ابن مرہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن آپکی فوج سے کچھ اونٹ پکڑے گئے اسمیں سے ذبح کرکے لوگوں نے پکایا تو وہ اندرائن کی مانند کڑوا تھا، اس میں سے کچھ بھی نہ کھا سکے۔ قرہ ابن خالد سدوسی نے ابی رجا عطاردی سے روایت کی ہے انہوں نے کہا اہلؔ گھرانے والوں کو گالی مت دو کیونکہ ہمارا ایک ٹیؔ وسی بلہجیم سے تھا وہ ہمارے یہاں کوفہ سے آیا، اس نے کہا تم اس فاسقؔ ابن فاسق کو نہیں دیکھتے ہو، خدا اسے ہلاک کرے۔ اللہ نے دو ستارے اس کی آنکھوں میں پھینک مارے اور دونوں آنکھیں اس کی پھوٹ گئیں۔ اور ثعلب نے مجھ سے بیان کیا کہ ان سے عمر ابن سبتہ نمیری نے کہا ان سے عبید ابن خبادہ نے کہا کہ مجھ سے عطا ابن مسلم نے بیان کیا کہ سدی نے کہا کہ میں کربلا گیا تاکہ کپڑا فروخت کروں، طی کے ایک بوڑھے نے ہمارے واسطے کھانا پکایا

لہ ایک گھاس ہے جو شل تل کے ہوتی ہے ۱۲ سہ یعنی اہل بیت رسول اللہؐ کو ۱۲ سہ حضرت امام حسینؓ کی نسبت ۱۲

اور رات کا کھانا ہم نے اس کے ساتھ کھایا۔ ہم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کا ذکر کیا اور کہا جو اُن کے قتل میں شریک ہوا وہ بُری حالت سے مرا۔ اس نے کہا اے اہل عراق تم بڑے جھوٹے ہو، میں بھی تو اس قتل میں شریک تھا کچھ دیر نہیں گذری تھی کہ وہ شخص چراغ کے پاس گیا تاکہ اس کی بتی ٹھیک کرے چنانچہ تیل ڈالکر بتی آگے بڑھاتا تھا کہ اس بتی میں آگ لگ گئی اسے تھوک سے بجھانے لگا تو ڈاڑھی میں آگ لگ گئی اور بھڑک اُٹھی اس نے اپنے آپ کو پانی میں گرا دیا۔ پھر میں نے اسے دیکھا تو وہ مانند کوئلہ کے سیاہ ہو گیا تھا۔ اور حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر میں امام حسینؓ سے جنگ کرنے والوں میں ہوتا اور پھر جنت میں داخل کیا جاتا تو مجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک دیکھتے ہوئے شرم آتی اور حماد ابن سلمہؒ نے عمارؒ ابن ابی عمار سے اور انہوں نے عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ فرمایا میں نے نبی علیہ السّلام کو دوپہر میں خواب میں دیکھا آپؐ غبار آلودہ تھے آپ کے بال بکھرے ہوئے تھے، اور آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس میں خون تھا میں نے کہا، آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یا رسول اللہؐ یہ کیا ہے۔ فرمایا یہ حسینؓ اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں تمام روز اسے اکٹھا کرتا رہا اور آج اکٹھا کر چکا ہوں چنانچہ اسی دن حضرت شہید ہوئے تھے اور حماد ہی نے عمار سے اور انہوں نے ام سلمہ رضؓ سے روایت کی ہے فرماتی تھیں کہ جنوں کو میں نے امام حسینؓ پر روتے سنا اور ابن سعدؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد ابن عبداللہ انصاریؒ نے کہا کہ ان سے قرہ ابن خالدؒ نے بیان کیا کہ ان سے عامر ابن عبدالواحد شہر ابن حوشب سے روایت کی انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ام سلمہؓ زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا مجھے چیخنے کی آواز آئی اور آگے آیا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہونچا انہوں نے فرمایا امام حسینؓ شہید ہوئے یہ کام جن لوگوں نے کیا خدا تعالیٰ ان کے گھر آگ سے بھر دے اور بیہوش ہو کر گر پڑیں اور ہم ان کے پاس سے اُٹھ گئے اور ابو خالد احمر نے بیان کیا کہ مجھ سے زرینؒ نے کہا کہ ان سے سلمیٰ نے بیان کیا کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، وہ رو رہی تھیں میں نے کہا کیا چیز آپ کو رلا رہی ہے فرمایا میں نے نبی علیہ السّلام کو خواب میں دیکھا، آپؐ کے سر پر اور ریش مبارک پر خاک پڑی تھی، میں نے کہا یا رسول اللہؐ آپ کو کیا ہوا۔ فرمایا میں حسینؓ کے مقتل میں گیا تھا، اور ابوالولید بشیر ابن محمد تیمی نے بیان کیا کہ مجھ سے احمد ابن محمد مصقلی نے کہا

کہ مجھ سے میرے باپ نے بیان کیا کہ جب امام حسینؓ ابن علی شہید ہوئے تو ایک شب ایک منادی کو یہ اشعار ندا کرتے سنا اس کی آواز سنائی دیتی وہ نظر نہیں آتا تھا۔

عقرت ثمود ناقة فاستوصلوا ۔۔۔ وجرت سوانحهم بغير الاسعد

فبنو رسول الله اعظم حرمة ۔۔۔ واجل من ام الفصيل المقعد

عجبا لهم اتوا الم يمسخوا ۔۔۔ والله يملى للطغاة الجحد

ترجمہ :- ثمود نے ناقہ (صالح) کی کونچیں کاٹیں اور تباہ و برباد ہوئے، اور ان کے منحوس واقعات جاری ہوئے، اور اولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ رتبہ میں بہت بزرگ و برتر ہے (صالح) کی اس اونٹنی سے جو (بوجہ) کونچیں کاٹ ڈالنے کے بٹھلادی گئی تھی (یعنی کھڑی نہ ہو سکتی تھی) تعجب ہے ان پر کہ جب انہوں نے ایسے کام پر پیشقدمی تو وہ مسخ نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کرش منکروں سے دوزخ کو بھر دے۔

اور حضرت زبیر نے ابن عیینہ سے اور وہ جعفر ابن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب امام حسینؓ شہید ہوئے تو ان کی اٹھاون سال کی عمر تھی۔ زبیر ابن بکار کہتے ہیں پہلی روایت آپکی عمر میں زیادہ مضبوط ہے یعنی چھپن سال اور زبیر ابن بکار نے کہا یہ واقعہ عاشورہ کے روز سنہ ۶۱ ہجری میں ہوا، اسی طرح لیث ابن سعد اور ابو بکر ابن عیاش اور ابو جعفر مدنی اور واقدی اور خلیفہ اور اور لوگوں نے بھی بیان کیا ہے اور واقدی نے کہا یہی روایت میرے نزدیک زیادہ قابل وثوق ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ آپ کی عمر پچپن سال کی تھی اور کچھ مہینے اور بعضوں نے کہا ہے سنہ ۶۰ ہجری کے اخیر دن آپ کی شہادت ہوئی اور اس کے سوا دوسرے قول بھی ہیں۔ میں کہتا ہوں ابن جوزی نے قتل حسینؓ کا قصہ طویل بیان کیا ہے جسے ابن سعدؒ نے واقدی اور اپنے دیگر مشائخ سے روایت کیا ہے، میں نے اس کا اختصار کر لیا ہے کہ اگلے واقعات سے کفایت ہے، جن اسانید حسان سے نقل کیا گیا ہے۔

حکایت (۵۵۵) حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپؐ ہشیم رحمۃ اللہ علیہ سے فرما رہے تھے، اے ہشیم! اللہ تعالیٰ تمہیں میری امت کی جانب سے جزائے خیر عطا کرے۔

حکایات منتخب از تذکرۃ الحفاظ

حکایت (۵۵۶) حضرت عمر ابن عبد العزیزؓ امام تھے فقیہہ اور مجتہد تھے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتے تھے، بڑی شان والے تھے، جری اور مضبوط دل رکھنے والے تھے، حجت تھے، حافظ تھے اللہ تعالیٰ کے مطیع عابد تھے، اور اس کی جانب رجوع کرنے والے، توبہ کرنے والے تھے۔

حکایت (۵۵۷) حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے عدل اور زہد کے ساتھ مثال دیجاتی ہے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا خلفاء پانچ ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی اور عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہم۔

حکایت (۵۵۸) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کی تعلیم کے واسطے آئے تھے اور آخر میں ہم نے ان سے تعلیم حاصل کی، اور میمون ابن مہران فرماتے ہیں کہ علماء حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ کے سامنے شاگرد معلوم ہوتے تھے، اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت عمر ابن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ کے پاس سے شعراء اور خطباء ہٹ گئے اور بجائے ان کے زہاد اور علماء قائم ہوئے اور یہ لوگ فرماتے تھے کہ جب تک ان کا فعل ان کے قول کے مخالف نہ ہو ہم ان سے جدا نہیں ہو سکتے۔

حکایت (۵۵۹) ضمرہ ابن ربیعہ سری بن یحییٰ سے اور انہوں نے حضرت ریاح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا حضرت عمر ابن عبد العزیزؓ کے ہاتھ پر سہارا دیئے چل رہے تھے، میں نے کہا یہ بڑا ظالم ہے، جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ سے دریافت کیا یہ کون شخص تھا۔ انہوں نے فرمایا کیا تو نے انہیں دیکھا میں نے کہا ہاں، فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم نیک اور صالح آدمی ہو وہ میرے بھائی خضر علیہ السلام تھے مجھے خوشخبری دی گئی کہ عنقریب میں حاکم بنوں گا اور عدل کرونگا۔ اس روایت کو یعقوب فسوی نے اپنی تاریخ میں محمد ابن عبد العزیزؒ ابن ضمرہ سے روایت جید کے ساتھ نقل کیا ہے۔

حکایت (۵۶۰) معاویہؒ ابن صالح فرماتے ہیں کہ مجھ کو سعید ابن سویدؓ نے خبر دی کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے انہیں جمعہ کی نماز پڑھائی اور پھر بیٹھے ان کے کرتہ کے گریبان میں پیوند لگا تھا، آپ سے کہا گیا کہ آپ کو اللہ نے بہت کچھ مال عطا کیا ہے، اگر آپ لباس بناتے تو اچھا ہوتا۔

حکایت (۵۶۱) حضرت مالک ابن دینارؒ فرماتے ہیں لوگ مجھے زاہد کہتے ہیں واقع میں زاہد تو حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ ہیں، ان کے پاس دنیا آئی اور انہوں نے ترک کر دی۔

حکایت (۵۶۲) حضرت اسمٰعیل ابن عیاش عمرو ابن مہاجر سے روایت کرتے ہیں، فرماتے تھے کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ کے اہل کا نفقہ ہر روز دو درہم کا تھا۔

حکایت (۵۶۳) حضرت مغیرہ ابن کلیم کہتے ہیں کہ مجھ سے فاطمہؒ بنت عبدالملک ابن مروان زوجہ عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ سے زیادہ وضو نماز والے لوگ اور بھی ہوں گے لیکن اپنے رب سے ڈرنے والا ان سے زیادہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جب عشاء کی نماز پڑھ چکتے تو مسجد میں بیٹھ جاتے پھر دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھاتے اور روتے رہتے حتیٰ کہ نیند کا ان پر غلبہ ہو جاتا پھر بیدار ہوتے اور اسی طرح دعا کرتے رہتے یہاں تک کہ پھر آنکھ لگ جاتی ہر رات یہی کیا کرتے تھے۔

حکایت (۵۶۴) اور حضرت فاطمہ زوجہ حضرت عمر ابن عبدالعزیز رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ نے جب سے کہ خلیفہ ہوئے غسل جنابت نہ فرمایا۔ یعنی کبھی ضرورت ہی غسل کی نہ ہوئی۔

حکایت (۵۶۵) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمر ابن عبدالعزیزؒ نے فرمایا، میری نسبت لوگ کیا کہتے ہیں میں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ پر جادو کیا گیا ہے، فرمایا مجھ پر جادو نہیں کیا گیا ہے۔ پھر آپ نے ایک غلام کو بلایا اور فرمایا تجھ پر افسوس ہے کس چیز نے تجھے مجھ کو زہر پلانے پر آمادہ کیا۔ اس نے کہا ہزار دینار مجھے دیئے گئے اور آزاد کئے جانے کا وعدہ کیا گیا۔ فرمایا وہ ہزار دینار لے آ اس نے حاضر کئے حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ نے ان ہزار دینار کو بیت المال میں داخل کیا اور اس سے کہا ایسی جگہ چلا جا جہاں تجھے کوئی نہ دیکھ سکے۔

حکایت (۵۶۶) نقل ہے کہ خلیفہ مکتفی باللہ نے ارادہ کیا کہ ایک وقف کرے جس پر علماء کے اقوال مجتمع و متحد ہوں، راوی کہتے ہیں کہ اس کام کے لئے خلیفہ کے پاس ابن جریر حاضر کئے گئے آپ نے اس کے متعلق ایک کتاب تالیف کی، آپ کے واسطے انعام تجویز کیا گیا آپ نے قبول نہ کیا، آپ سے کہا گیا کہ قضاء حاجت کی بھی ضرورت ہے فرمایا میں امیر المومنین سے سوال کرتا ہوں کہ جمعہ کے روز سوال کرنے سے سائلوں کو منع کیا جائے چنانچہ خلیفہ نے یہ حکم کیا۔ اسی طرح وزیر نے ان سے درخواست کی کہ اس کے واسطے فقہ میں ایک کتاب لکھئے، آپ نے ان کے واسطے کتاب الخفیف تحریر کی وزیر نے آپ کے پاس ہزار دینار بھیجے۔ آپ نے لوٹا دیئے۔

حکایت (۵۶۷) ابوبکر ابن بابویہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام الائمہ ابن خزیمہؒ سے سنا ہے فرماتے تھے کہ میں ادیم زمین پر محمد ابن جریرؒ سے بڑا عالم نہیں جانتا ہوں ان پر حنابلہ نے ظلم کیا۔ ابو محمد فرغانی فرماتے ہیں کہ محمد ابن جریرؒ پر اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی کی ملامت کا کچھ اثر نہیں ہوتا تھا۔ باوجودیکہ بہت ستائے گئے لیکن اہل دین و اہل علم تو ان کے علم کے منکر نہ تھے نہ ان کے زہد کے منکر تھے نہ آپ کے ترک دنیا کے منکر تھے، نہ آپ کی قناعت کے منکر تھے۔ آپ کے والد نے طبرستان میں جو ورثہ چھوڑا تھا اس میں سے جو کچھ حصہ آتا تھا اس پر اکتفا کرتے تھے اور حضرت محمد ابن جریرؒ طبری پر قضا پیش کی گئی۔ آپ نے انکار کر دیا۔

حکایت (۵۶۸) امام فرغانی فرماتے ہیں کہ امام محمد ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے جوان ہو کر شہر آملؔ سے دیگر بلاد کی طرف سفر کیا اور ان کے والد دوران سفر میں ان کی مالی امداد فرماتے رہے اور وہ ہمیشہ اپنی زندگی میں میرے پاس شہروں میں کچھ نہ کچھ بھیجتے رہتے تھے جب میرے پاس آئے تو کہا، مجھ کو والد کے نفقہ نے دیر کی حتیٰ کہ میں نے قمیص کے ہر دو آستین فروخت کر دیئے۔

حکایت (۵۶۹) ابن حازم اعرج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؓ ابن حسینؓ زین العابدینؓ سے زیادہ افضل ہاشمیین میں کسی کو نہیں دیکھا، اور ابن مسیبؓ فرماتے

ؔ فی القاموس آمل کآنک بلدہ بہ طبرستان منہ الامام محمد ابن جریر الطبری و الفضل بن احمد الزہری ۱۲ محمد عمر جھجھری۔

ہیں، میں نے ان سے زیادہ پرہیزگار کسی کو نہیں دیکھا اور حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ وہ دن رات میں اپنی وفات تک ہر روز ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے، فرمایا اتنی عبادت کی وجہ سے ان کا نام زین العابدینؒ رکھا گیا تھا۔ حضرت فضیل ابن غزوانؒ نے حضرت زین العابدینؓ سے روایت کی ہے، فرمایا جو شخص ہنستا ہے وہ علم کو تھوکتا ہے۔ اور آپ ہی سے مروی ہے، فرمایا جب بدن بیمار نہیں ہوتا تو وہ بہت بڑا ہے اور آپ ہی سے روایت آئی ہے کہ آپ چھپا کر بہت سخاوت کیا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔

حکایت (۵۷۰) حضرت عمران ابراہیم ابن یزید ابن قیس بن اسود کوفی مخلص علماء میں سے تھے، مغیرہ کہتے ہیں حضرت ابراہیمؒ سے ایسی ہیبت کھاتے ہیں جیسے کہ امیر سے اور اعمشؒ کہتے ہیں کہ بسا اوقات میں ابراہیمؒ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتا تھا۔ پھر ہمارے پاس کچھ دیر آ کر بیٹھتے تھے، اس طرح پر گویا مریض ہیں، اور فرمایا کہ ابراہیمؒ حدیث کے صراف تھے۔ یعنی حدیث پرکھنے والے۔ اور شہرت سے بچتے تھے، اور ستون سے تکیہ لگا کے نہیں بیٹھے تھے، اور حضرت شعبیؒ کو جب ابراہیمؒ کی وفات کی خبر پہونچی تو فرمایا انہوں نے اپنے بعد اپنا مثل نہیں چھوڑا۔

حکایت (۵۷۱) اور ہنیدہ زوجہ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہیں کہ حضرت ابراہیمؒ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؒ سے کئی طرق سے مروی ہے کہ آپ علم میں کلام نہیں کرتے تھے۔ جب تک کہ آپ سے سوال نہیں کیا جاتا تھا۔ اور ابن عون نے ابراہیمؒ سے روایت کی ہے کہ فرمایا پہلے لوگ[۵] برا جانتے تھے کہ جب جمع ہوں اچھی اچھی باتیں جو انہیں یاد ہیں بیان کریں۔

حکایت (۵۷۲) اصبغ ابن یزید نے قاسم ابن ابی ایوب سے روایت کیا ہے فرمایا

---

۵ یعنی محض بغرض اظہار علمیت و افتخار بلا کسی مفاد کے معلومات کا اظہار نہ فرماتے تھے اور ممکن ہے کہ چونکہ بلا طلب اور بغیر حاجت کسی چیز کے حصول کی اس کی وقعت اور قدر نہیں ہوتی۔ لہٰذا بلا ضرورت، بغیر طلب کے قیمتی باتوں کا بیان کرنا مناسب نہ سمجھتے تھے۔ ۱۲ محمد عمر گنگوہی۔

کہ حضرت سعید ابن جبیرؒ رات کو رویا کرتے تھے حتیٰ کہ چوندھے ہوگئے اور انہیں سنا یا گیا کہ اس آیت کو بیس بار سے زیادہ دہراتے رہتے وَاتَّقُوا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ ؕ یعنی اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ کی طرف رجوع کروگے۔ اور نقل ہے کہ حضرت سعید ابن جبیرؒ ایک شب کو کعبہ کے اندر کھڑے ہوئے اور ایک ہی رکعت میں سارا قرآن شریف ختم کردیا، اسے حمادؒ بن ابی سلیمان نے ان سے روایت کیا ہے اور عبدالملک بن ابی سلیمان نے حضرت سعید ابن جبیر سے نقل کیا ہے کہ آپ ہر دو راتوں میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے۔

حکایت (۵۷۳) حضرت ابو اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عمرو بن میمون نے ایک سو حج اور عمرے کئے اور جب روایت کرتے تھے تو اللہ کا ذکر کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں کہ عمرو ابن میمونؒ جب بہت بوڑھے ہوگئے تو ان کے واسطے دیوار میں ایک میخ گاڑ دی گئی تھی جب نماز میں کھڑے کھڑے تھک جاتے تھے تو اس میخ سے سہارا لیتے تھے۔

حکایت (۵۷۴) اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ یعنی عروہ ابن زبیرؓ ہمیشہ روزے رکھتے تھے۔ اور روزہ ہی میں وفات پائی اور ابن شوذب کہتے ہیں کہ عروہ رضی اللہ عنہ ہر روز قرآن میں جسقدر تلاوت کرتے تھے رات کو نماز میں اسے پڑھتے تھے۔ اسے کبھی نہیں چھوڑا صرف ایک شب جس میں کہ آپ کا پاؤں کاٹا گیا تھا۔ کیونکہ اس میں آکلہ پڑ گیا تھا اسے آپ نے ترشوایا۔

حکایت (۵۷۵) حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن جریج رضی اللہ عنہ سے زیادہ عمدہ نمازی کسی کو نہیں دیکھا۔ جب میں انہیں دیکھتا تھا تو سمجھتا تھا کہ یہ خدا سے ڈرتے ہیں۔

حکایت (۵۷۶) اور ابن عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن جریج رضی اللہ عنہ بڑے عابد تھے۔ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ صرف مہینے میں تین دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔ اور آپکی بی بی بھی عابدہ تھیں۔

حکایت (۵۷۷) امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ امام وقت تھے، پرہیزگار، عالم باعمل اور عابد کبیر الشان تھے۔ سلطان کے عطایا قبول نہیں فرماتے تھے بلکہ تجارت سے کمائی کرتے تھے۔

حکایت (۵۷۸) حضرت ابو داؤد طیالسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ہشام دستوائی علم حدیث میں امیر المومنین ہیں۔ اور امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ آپ سے زیادہ اثبت کوئی نہ تھا، اگرچہ آپ کا مثل ممکن ہے کہ اور بھی کوئی ہو۔ یعنی حضرت ہشام دستوائی کا اور حضرت شاذ ابن خیاض فرماتے ہیں کہ حضرت ہشام دستوائی رضی اللہ عنہ اس قدر روئے کہ آپکی آنکھیں خراب ہو گئیں اور حضرت ہشام فرمایا کرتے تھے کہ کاش! ہم حدیث شریف کی روایت کرنے سے چھوٹ جاتے اور فرمایا مجھے عالم پر تعجب ہے کہ وہ کیونکر ہنستا ہے۔

حکایت (۵۷۹) حضرت فلاس کہتے تھے کہ حضرت ابو محمد سلیمان رضی اللہ عنہ کو ان کی سچائی کی وجہ سے مصحف کہا جاتا تھا۔ اور حضرت یحییٰ قطان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ اسلام کی علامت تھے۔ اور حضرت جری کہتے ہیں کہ حضرت اعمشؒ نے اپنے پیچھے اپنے سے زیادہ اللہ کی عبادت کرنے والا نہیں چھوڑا۔ اور حضرت وکیعؒ نے فرمایا حضرت اعمش ستر سال کے قریب ایسے رہے کہ اُن سے تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔

حکایت (۵۸۰) حضرت ابن خزیمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو حازم سلمہ ابن دینار مخزومی رحمۃ اللہ علیہ کے مثل ان کے زمانے میں کوئی نہ تھا۔ اور عبد الرحمٰن ابن زید ابن مسلم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ حکمت اس کے منہ میں ابو حازم سے زیادہ قریب ہو اور یعقوب بن عبد الرحمٰن نے حضرت ابو حازمؒ سے روایت کی ہے، فرمایا جس کام سے موت تیرے نزدیک ناپسند ہوتی ہے وہ کام چھوڑ دینا پھر تجھے ضرر نہیں جب کبھی تو مرے، اور ابو غسان محمد مطرف فرماتے ہیں کہ مجھے ابو حازمؒ نے خبر دی، فرمایا جب بندہ اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان کا تعلق ٹھیک اور اچھا کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا تعلق لوگوں کے ساتھ بھی اچھا فرما دیتے ہیں اور جب اللہ کے اور اپنے درمیان کا تعلق بگاڑ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اور لوگوں کے درمیان کے تعلقات بھی بگاڑ دیتے ہیں۔ ایک کا راضی اور خوش کر لینا سارے لوگوں کے خوش کرتے پھرنے سے اچھا ہے۔ اور خلیفہ ہشام نے ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اس کام سے نجات کی کیا صورت ہے یعنی بادشاہت میں کوئی گرفت نہ ہو۔ فرمایا آسان ہے، سوائے حلال کے کوئی شے نہ لی جائے اور اسے حق کے سوا کہیں خرچ نہ کرے، یہ بہتر ہے اس شخص کے واسطے

جس کی اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی ہے۔ اور خواہش نفسانی سے سلامت رکھا ہے۔ اور نفس اس کا فقیہہ ہو گیا ہے۔

حکایت (۵۸۱) حضرت یزید ابن ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں کسی اپنے بھائی کو اپنے اوپر دوبارہ خفا ہونے نہیں دیتا۔ بلکہ جس بات کو وہ ناپسند کرتا ہے میں اسے سوچ کر چھوڑ دیتا ہوں۔

حکایت (۵۸۲) حضرت سعید ابن عفیر ابو خالد مرادی نے فرمایا کہ ریان ابن عبد العزیز نے حضرت یزید ابن ابی حبیب کے پاس قاصد بھیجا کہ میرے پاس آئیے میں کچھ علمی سوال کرنا چاہتا ہوں آپ نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا تم ہی میرے پاس آجاؤ کیونکہ تمہارا میرے پاس آنا تمہارے واسطے بہتر ہے، اور میرا تمہارے پاس آنا تمہارے حق میں عیب ہے۔

حکایت (۵۸۳) حضرت ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ابن منکدر معدن صدق تھے، آپ کے پاس صالحین جمع ہوتے تھے، اور حمیدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ابن منکدرؒ حافظ حدیث تھے، اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن منکدرؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث کی سماعت کی ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابن منکدرؒ سید القراء تھے، میں کہتا ہوں آپ کے ثقہ اور علم و عمل میں مقدم ہونے پر اجماع ہے، اور آپ عطاء رضی اللہ عنہ کے طبقہ میں ہیں، لیکن آپ کی وفات دیر میں ہوئی نقل ہے کہ ایک شب حضرت منکدرؒ نے تہجد پڑھی اور بہت روئے، آپ سے بھائیوں نے دریافت کیا فرمایا میں نے یہ آیت تلاوت کی تھی۔ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللهِ مَالَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ الآية یعنی انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ سے ظاہر ہوگی جبکا وہ گمان نہیں کرتے تھے، نقل ہے، جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو بہت گھبرائے اور فرمایا میں اس آیت سے ڈرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی بات ظاہر ہو جس کا میں گمان نہیں کرتا ہوں۔ حضرت ابن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ ابن منکدر کا ایک ہمسایہ مبتلائے مصیبت تھا اور حضرت ابن منکدرؒ جب اپنے ہمسایہ کی مصیبت زدہ آواز سنتے تو شکر کے ساتھ آواز بلند کرتے اور حضرت ابن منکدرؒ سے روایت ہے، فرمایا میں نے اپنے نفس پر چالیسؒ سال تک مصیبت جھیلی اور میں نے ابو الفضل اسدی سے سنا ہے اور انہوں نے ابن جلیل سے کہ ان کو ابو المکارم معدل نے خبر دی ہے اور ان سے ابو علی مقری نے بیان کیا اور ان سے ابو نعیم نے اور ان سے ابو علی صواف نے اور

ان سے ابواسمٰعیل ترمذی نے اور ان سے عبدالعزیز اویسیؒ نے اور ان سے امام مالکؒ نے بیان کیا کہ ابن منکدرؒ سیّد القراء تھے۔ جب کبھی کوئی ان سے حدیث دریافت کرتا تھا تو روتے تھے۔

حکایت (۵۸۴) غالب قطان نے بکر ابن عبداللہؓ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں جو شخص اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عابد دیکھنا چاہے تو ثابت بنانیؒ کو دیکھے، ہم نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اُن سے زیادہ عابد ہو۔ اور جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا حافظ دیکھنا چاہے تو قتادہؒ کو دیکھے، اور روح نے شعبہؒ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ دن رات میں ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے اور ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ اور حماد ابن زیدؒ نے فرمایا کہ میں نے ثابت بنانیؒ کو روتے دیکھا حتّٰی کہ ان کی پسلیاں ادھر سے ادھر ہوگئیں اور جعفر ابن سلیمان نے فرمایا کہ حضرت ثابت بنانی اس قدر روئے قریب تھا کہ انکی آنکھیں جاتی رہیں، انہیں رونے کی نسبت نصیحت کی گئی، فرمایا آنکھیں نہ روئیں تو ان میں خوبی ہی کیا ہے۔ اور اس کے تدارک سے انکار کیا۔

حکایت (۵۸۵) حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے طلب علم میں نشو ونما پائی آپ کے والد ماجد فقیر تھے اور حضرت امام ابو حنیفہ[1] رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کو سو سو یکے بعد دیگرے دیا کرتے تھے۔ اور حضرت امام مزنیؒ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف کی اتباع میں سب فقہاء سے بڑھے ہوئے ہیں اور حضرت یحیٰی ابن یحیٰی تمیمی فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو یوسفؒ کو سنا کہ اپنی وفات کے وقت فرماتے تھے کہ میں نے جسقدر فتوے دیئے ہیں ان سب سے میں نے رجوع کیا مگر وہ جو کتاب وسنت کے موافق ہیں، ایک روایت میں ہے مگر وہ جو قرآن شریف میں ہے، اور مسلمانوں نے اس پر اجماع کیا ہے۔ اور ابو اسحٰق ابراہیم ابن ابی داؤد برلسی نے یحیٰی بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے، فرمایا اصحاب الرّائے میں امام ابو یوسفؒ سے زیادہ حدیثیں جاننے والا اثبت دوسرا کوئی نہیں ہے۔

حکایت (۵۸۶) اور حضرت عباسؒ نے ابن معین سے روایت کی ہے، فرماتے تھے

---

[1] یہ نہیں معلوم کہ دینار سو سو دیتے تھے یا درہم۔ ۱۲۔

کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ صاحب حدیث اور صاحب سنت تھے اور حضرت ابن سماعہ فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بعد قاضی ہونے کے دن میں دو سو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور امام احمد نے فرمایا کہ ابو یوسف حدیث میں منصف تھے

حکایت (۵۸۷) حضرت امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ واللہ میں حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ سے حُبِّ فی اللہ رکھتا ہوں اور ان کی محبت پر ثواب کی اُمید رکھتا ہوں کیوں کہ انہیں حق تعالیٰ نے تقویٰ، عبادت، اخلاص، جہاد، وسعت علم، اتقان جوانمری سارے صفات حمیدہ عطا فرمائے تھے۔

حکایت (۵۸۸) حضرت شعیب ابن حرب فرماتے ہیں اگر میں اپنی ساری ہمت وکوشش صرف کروں اور چاہوں کہ سال میں تین دن حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ کے مثل ہو جاؤں تو میں نہیں ہو سکتا۔ اور ابو اسامہ فرماتے ہیں کہ ابن مبارکؒ حدیث میں امیر المومنین ہیں اور حضرت حسن ابن عیسیٰ ابن ماسرجس فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب جمع ہوئے انہوں نے کہا کہ حضرت کے عبادات کا شمار کرو، کہا ان میں بہت سی عادتیں جمع ہیں۔ علم، فقہ، ادب، نحو، لغت، زہد، شجاعت، کشایش، فصاحت، قیام لیل، عبادت حج، غزو، بیکار باتوں سے بچنا، انصاف اور اپنے اصحاب سے خلاف کم کرنا۔

حکایت (۵۸۹) حضرت علی ابن حسن ابن شقیق فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک شب مسجد سے نکلنے کے قصد سے اٹھ کھڑا ہوا وہ رات بہت سرد تھی، آپ نے مجھ سے ایک حدیث کا ذکر فرمایا، میں نے بھی ایک حدیث بیان کی پھر آپ حدیث شریف کا تذکرہ فرماتے رہے، حتیٰ کہ موذن صبح کی اذان کے واسطے آپہونچا۔ اور اس نے اذان کہی۔

حکایت (۵۹۰) حضرت نعیم ابن حمادؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مبارکؒ جب کتاب الزہد پڑھتے تھے تو ایسا حال ہوتا تھا کہ مثل ذبح کئے ہوئے بیل کے تڑپتے تھے اور کلام نہیں کر سکتے تھے۔

حکایت (۵۹۱) حضرت ابو مزاحم خاقانی فرماتے ہیں کہ مجھ سے حسن ابن عبدالوہاب وراق نے فرمایا کہ اپنے والد عبدالوہاب وراق کو میں نے کبھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا صرف مسکرایا کرتے تھے۔ نہ میں نے کبھی انہیں دل لگی کرتے دیکھا۔ ایک بار مجھے میری والدہ کے

ساتھ ہنستے ہوئے دیکھا تو فرمانے لگے صاحب قرآن ایسا ہنستا ہے۔ اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے حضرت عبدالوہاب کا ذکر کیا، فرمایا خدا انہیں عافیت دے ویسا آدمی بہت کم دیکھا گیا ہے میں کہتا ہوں وہ امام احمدؒ کے ساتھ بہت خصوصیت رکھتے تھے اور حضرت مروزی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام احمدؒ سے سنا فرماتے تھے کہ عبدالوہاب بہت صالح آدمی ہے انہیں کا سا آدمی حق کے پانے کی توفیق عطا کیا جاتا ہے۔

حکایت (۵۹۲) حضرت حاکم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر ابن علک سے سنا ہے فرماتے تھے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال ہوا تو اپنے پیچھے خراسان میں ابو عیسٰی کے مثل کسی کو نہ چھوڑا نہ علم میں نہ حفظ میں نہ اتقا اور زہد میں حضرت ابو عیسٰی خوفِ الٰہی سے اسقدر روئے کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں اور کئی سال تک نابینا رہے۔

حکایت (۵۹۳) حضرت ابو بکر ضبعی فرماتے ہیں کہ حضرت محمدؐ ابن نصر امام وقت ہیں، ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کوئی میری نظر سے نہیں گذرا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ نماز میں ایک بھڑ ان کی پیشانی پر آ بیٹھی اور اس کے ڈنک لگانے سے خون بہنے لگا۔ مگر آپ نے حرکت نہیں کی۔ اور ابن حزم فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ابن نصر کے کان پر نماز میں مکھی بیٹھ جاتی اور خون بہنے لگتا لیکن اسے ہنکاتے نہ تھے ان کی نماز کی خوبی اور ان کے خضوع و خشوع سے ہم تعجب کرتے تھے۔ وہ اپنی ٹھوڑی کو سینہ پر رکھ کر مثل لکڑی کے کھڑے ہوتے تھے۔ اور بہت خوبصورت تھے، گویا ان کے چہرے پر انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہیں۔ ریش مبارک سفید تھی۔

حکایت (۵۹۴) حضرت محمد ابن عبدالوہاب ثقفی فرماتے ہیں کہ اسمٰعیل ابن احمد والی خراسان حضرت محمد ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ کو سال میں چار ہزار درہم عطا کرتے تھے اور ان کے بھائی اسحٰق ابن احمد بھی اسی قدر دیا کرتے تھے، اور اہل سمرقند بھی اسی قدر دیا کرتے تھے۔ وہ سارا آپ بدون عیال کے خرچ کر دیا کرتے تھے لوگوں نے کہا اگر آپ یہ جمع کریں تو اچھا ہو۔ فرمایا مجھے قوت مصر میں ملتی ہے اور کپڑے اور کاغذ میں میرا خرچ سال میں بیس درہم ہیں اور ہمارا گمان یہ ہے کہ اگر یہ جاتا رہا تو وہ بھی باقی نہیں رہے گا۔ حضرت سلیمانؒ فرماتے ہیں کہ حافظ محمد ابن نصرؒ امام وقت آسمان سے توفیق دیئے گئے ہیں۔

حکایت (۵۹۵) حضرت محمد ابن نصر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں مصر سے مکہ معظمہ کے ارادے سے چلا، میرے ساتھ میری ایک لونڈی تھی کشتی غرق ہوگئی اور دو ہزار اجزاء جاتے رہے، اور میں اور وہ لونڈی ایک جزیرے میں جا پہونچے، وہاں ہمیں کوئی نہ ملا، اور مجھے شدت کی پیاس لگی اور پانی میسر نہ ہوسکا، میں لونڈی کی ران پر سر رکھ لے رضائے موت میں لیٹ گیا۔ ناگاہ ایک شخص میرے پاس ایک پانی سے بھرا ہوا کوزہ لے آیا، میں نے بھی پانی پیا اور لونڈی کو بھی پلایا، پھر وہ شخص چلا گیا، نہ معلوم وہ کہاں سے آیا تھا۔

حکایت (۵۹۶) وزیر ابو الفضل بلعمی کہتے ہیں کہ میں نے وزیر اسمٰعیل بن احمد سے سنا، کہتے تھے کہ میں سمرقند میں تھا، اور ظلم پر آمادہ ہو بیٹھا تھا، ناگاہ محمد ابن نصر داخل ہوئے میں ان کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہو گیا جب وہ نکلے تو مجھ پر میرے بھائی اسحٰق خفا ہوئے اور کہا کہ رعیت کے آدمی کے واسطے تو کھڑا ہوتا ہے، میں رات کو سویا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، میرے ساتھ میرا بھائی بھی تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور میرا بازو پکڑ کے فرمایا، تیری اور تیری اولاد کی سلطنت محمد ابن نصر کو تعظیم دینے کی وجہ سے ثابت ہوگئی اور تیرے بھائی کی سلطنت محمد ابن نصر کے استخفاف کی وجہ سے جاتی رہی۔

حکایت (۵۹۷) حضرت بقی ابن مخلدؒ ثقہ تھے، حجت تھے، عابد، صالح، مجتہد، یاد الٰہی میں رونے والے تھے، اپنے زمانہ میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے، یہ احمد ابن ابی خیثمہ نے بیان کیا ہے۔ کہ ہم ان کو مکنسہ کے نام سے پکارتے تھے۔ یعنی پناہ کی جگہ۔

حکایت (۵۹۸) حضرت عبد الملک قرطبی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے کہ حضرت بقی ابن مخلدؒ طویل القامت مالدار تھے ڈاڑھی والے بہت صبر کرنے والے تھے، بہت متواضع تھے جنازہ میں ضرور شریک ہوا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں ایک شخص کو جانتا ہوں کہ اس کے طلب علم کے زمانے میں اس کی خوراک کے واسطے کچھ نہیں ملتا تھا اور صرف کرنب کے پتوں پر اس کی اوقات بسر ہوتی تھی وہ شخص خود ہی تھے۔ (اخفار حال کی وجہ سے غائبانہ کلام کیا) مصحح

حکایت (۵۹۹) حضرت بقی ابن مخلدؒ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں جس کسی کے پاس گیا پیدل

لہ غالباً ان کی تصنیف کے اجزاء تھے۔ ۱۲۔

اپنے پاؤں سے چل کر گیا، اور بھی ان سے بہت سی نیکیاں اور عبادات اور ایثار منقول ہیں حتیٰ کہ اپنا کپڑا بھی دیدیتے تھے اور مستجاب الدعوات تھے۔

حکایت (۶۰۰) نقل ہے کہ حضرت بقی ابن مخلدؒ ہر شب تیرہ رکعتوں میں سارا قرآن شریف ختم کرتے تھے، اور ہمیشہ روزے رکھتے تھے۔ اور ستر غزودں میں شریک ہوئے تھے۔

حکایت (۶۰۱) حضرت ابو حاتم رازیؒ فرماتے ہیں کہ میں ۲۱۴ھ ہجری میں بصرہ میں رہا حتیٰ کہ اپنے کپڑے بیچے، وہ بھی ختم ہو گئے تو دو دن بھوکا رہا۔ اور اپنے ایک دوست سے ذکر کیا انہوں نے کہا میرے پاس ایک دینار ہے، چنانچہ انہوں نے نصف دینار مجھے عنایت کیا۔ ایک بار ہم دریا سے اترے تو ہمارا توشہ ختم ہو چکا تھا، تین دن تک ہم چلے اور کچھ نہ کھایا ہم نے اپنے آپ کو گرا دیا، ہم میں ایک بوڑھا آدمی تھا وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ ہم نے اسے آن کے ہلایا تو اس میں ہوش ہی نہ تھے۔ انہیں چھوڑ کر ہم ایک فرسخ آگے گئے تو میں بیہوش ہو کر گر پڑا اور میرا ساتھی آگے گیا تو ایک کشتی دیکھی وہ لوگ ساحل پر اُترے اس نے کپڑے کے اشارے سے بلایا انہوں نے آکے اسے پانی پلایا، اس نے کہا میرے دو ساتھی ہیں ان کی بھی مدد کرو، میں بیہوش ہو گیا تھا، ناگاہ ایک شخص نے میرے منہ پر پانی چھڑکا پھر پانی پلایا پھر اس بوڑھے کے پاس گئے، ہم کئی روز تک وہاں رہے۔ حتیٰ کہ سانس لوٹ آئی۔ واللہ اکبر طلب علم کے واسطے کس قدر مصیبتیں برداشت کرتے تھے ۱۲) مصحح ترجمہ

حکایت (۶۰۲) حضرت احمد ابن سلمہ نیشاپوری فرماتے ہیں کہ حضرت ہناد رضی اللہ عنہ بہت گریہ وزاری کرتے تھے، ایک روز ہمیں پڑھا کر اٹھے پھر وضو کر کے مسجد میں آئے اور زوال تک نماز پڑھتے رہے، میں ان کے ہمراہ مسجد میں تھا، پھر گھر گئے اور وضو کر کے آئے اور ظہر کی نماز پڑھائی، پھر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے اور عصر تک نماز پڑھتے رہے اور قرآن شریف بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ اور بہت روتے تھے۔ پھر ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن میں دیکھ کر پڑھنے لگے یہانتک کہ میں نے مغرب کی نماز پڑھ لی۔ میں نے ان کے ہمسایہ کے ایک شخص سے کہا کہ یہ شخص عبادت پر کس قدر صابر ہے اس نے کہا ستر برس سے یہ ان کی دن کی عبادت ہے اگر تم ان کی شب کی عبادت دیکھو گے تو کیا کہو گے کبھی نکاح نہیں کیا۔ نہ کوئی لونڈی خرید کر رکھی، انہیں راہب کوفہ کہتے تھے۔

حکایات منتخب از کنز العمال

حکایت (۶۰۳) مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حضرت سارہؓ کو ساتھ لے کر ہجرت کی اور انہیں لے کر ایک شہر میں پہونچے جہاں کوئی بادشاہ یا کوئی ظالم تھا اس سے کہا گیا کہ حضرت ابراہیمؑ ایک عورت کو لے کر جارہے ہیں جو نہایت حسین اور سب سے زیادہ خوبصورت ہے۔ اس نے آپ کے پاس دریافت کے واسطے آدمی بھیجا کہ اے ابراہیمؑ یہ عورت کون ہے جو تمہارے ہمراہ ہے۔ آپ نے فرمایا میری بہن ہے پھر حضرت سارہؓ کے پاس پہونچے اور فرمایا مجھے جھوٹا مت کیجیو، میں نے لوگوں سے کہہ دیا ہے کہ تم میری بہن ہو، واللہ زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ پس تم میری دینی بہن ہو۔ چنانچہ اس ظالم نے آدمی بھیج کر حضرت سارہؓ کو اپنے پاس بلوالیا۔ اور آپ کے پاس جانے کا قصد کیا، آپ نے بھی وضو کر کے نماز شروع کر دی اور کہا اے اللہ! میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان لائی ہوں اور میں نے اپنے نفس کو زوج کے سوا اوروں سے محفوظ رکھا ہے تو تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کر، اسی وقت وہ دبایا گیا اور پاؤں مارنے لگا، پھر حضرت سارہؓ نے کہا، اے اللہ اگر مرجائے تو لوگ کہیں گے کہ اس نے اسے قتل کیا ہے۔ یہ کہتے ہی وہ فوراً چھوڑ دیا گیا۔ پھر دوبارہ اس نے آپ کے پاس جانے کا ارادہ کیا، پھر آپ نے وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا کی کہ اے اللہ اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے نفس کو زوج کے سوا اوروں سے بچائے رکھتی ہوں تو تو اس کافر کو مجھ پر مسلط نہ کر، پھر وہ دبایا گیا اور زمین پر پاؤں مارنے لگا۔ پھر آپ نے کہا، اے اللہ اگر یہ مرجائے گا لوگ کہیں گے اس نے قتل کیا ہے۔ پھر چھوڑ دیا گیا، اس بادشاہ نے لوگوں سے کہا، واللہ تم میرے پاس شیطان کو لائے ہو اسے ابراہیمؑ ہی کو لوٹا دو اور ہاجرہؓ کو انہیں دے دو۔ چنانچہ حضرت سارہؓ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے پاس پہونچیں اور کہا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو کس طرح ذلیل کیا اور ایک لونڈی خدمت کے واسطے عطا کی۔ (بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے)

حکایت (۶۰۴) مروی ہے کہ حضرت نبی اللہ ایوب علیہ السلام پر اٹھارہ سال

تک مصیبت رہی اور آپ بلا میں مبتلا رہے اپنے بیگانوں نے آپ کو چھوڑ دیا مگر ان کے بھائیوں میں سے دو آدمی جو زیادہ خصوصیت رکھتے تھے وہ صبح وشام آپ کے پاس آیا کرتے تھے ان میں ایک دن ایک نے دوسرے سے کہا تم جانتے ہو، حضرت ایوب علیہ السلام نے کوئی ایسا گناہ کیا ہے جو دنیا میں کسی نے نہیں کیا ہے دوسرے ساتھی نے کہا وہ کیا ہے اس نے کہا اٹھارہ سال سے اللہ نے ان پر رحم نہ کیا اور ان کی بلا دفع نہ فرمائی۔ جب حضرت ایوبؑ کے پاس دونوں پہونچے تو اس سے صبر نہ ہوا اور حضرت ایوب علیہ السلام سے وہ واقعہ بیان کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا تم جو کچھ کہہ رہے ہو ویسا گناہ تو کوئی مجھے معلوم نہیں البتہ میں دو شخصوں پر گذرتا تھا جو آپس میں لڑتے تھے پھر اللہ کا ذکر کرتے تھے، میں ان سے انکار کرکے اپنے گھر لوٹ آتا تھا مجھے یہ بڑا معلوم ہوتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بے موقع کیا جائے۔ آپ قضاء حاجت کو جاتے تھے، جب فارغ ہوتے تو آپ کی بی بی صاحبہ آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ پر پہونچاتیں، ایک دن آپ نے دیر لگائی اور حق تعالیٰ نے آپ پر اس جگہ پر جہاں آپ قضاء حاجت کو گئے تھے وحی نازل فرمائی کہ اپنا پاؤں زمین پر ماریئے یہ ٹھنڈا پانی ہے غسل کے واسطے، اور پینے کے واسطے۔ بی بی صاحبہ دیر تک آپ کے انتظار میں کھڑی رہیں، آپ جب ان کے سامنے آئے۔ تو حق تعالیٰ نے آپ کی بلا دفع کردی تھی اور پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو رہے تھے۔ جب بی صاحبہ نے آپ کو دیکھا تو کہا خدا تم میں برکت کرے تم نے اللہ کے نبی ان مصیبت زدہ ایوبؑ کو بھی کہیں دیکھا، واللہ جب وہ تندرست تھے تو تم سے زیادہ کوئی ان کے مشابہ نہ تھا آپؑ نے فرمایا وہ میں ہی ہوں۔ آپ کے یہاں دو خزانے تھے ایک میں گیہوں اور ایک میں جو رہتا تھا۔ حق تعالیٰ نے دو ابر بھیجے ان میں سے ایک نے گیہوں کے خزانے پر پہونچ کر اس پر سونا برسایا یہانتک کہ وہ خزانہ بھر گیا اور باہر نکلنے لگا اور دوسرے ابر نے جو کے خزانے پر پہونچکر اس پر چاندی برسائی حتیٰ کہ وہ بھر گیا اور اس میں سے بھی باہر نکلنے لگا۔ اس کو ابن حبان نے مستدرک میں اور دیلمی نے انسؓ سے روایت کیا ہے۔

حکایت (۶۰۵) حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ کی جامع مسجد میں ایک مجلس پر پہونچا تو میں نے دیکھا کہ چند اصحاب نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم وہاں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے زہد کا اور ان کے ہاتھوں جو اسلام کو فتوحات ہوئیں ان کا اور ان کی عادات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ میں ان کے پاس گیا تو ان میں احنف ابن قیس تمیمی رضی اللہ عنہ بھی ان کے ساتھ بیٹھے تھے، میں نے ان سے سنا فرماتے تھے کہ ہم کو عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک فوج میں عراق کو روانہ کیا، اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے عراق کو فتح کیا اور شہر فارس کو بھی فتح کیا۔ وہاں ہمیں فارس و خراسان کے کپڑے ملے وہ کپڑے بھی ہم نے ساتھ لے لئے اور ہم نے ان میں سے پہنے۔ جب ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گئے تو آپ نے ہم سے منہ پھیر لیا اور کچھ کلام ہم سے نہ کیا۔ یہ بات اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی گراں گذری اور ہم آپ کے صاحبزادے عبداللہ ابن عمرؓ کے پاس گئے وہ مسجد ہی میں بیٹھے تھے اور ان سے اس ظلم کی شکایت کی جو امیرالمومنین عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہم پر ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ نے ہم سے کہا کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ امیر المومنین نے تم پر ایسا لباس دیکھا جسے نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا تھا نہ آپ کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہنا یہ سن کر ہم لوگ اپنے گھروں کو لوٹ آئے اور ان کپڑوں کو اتار کر اپنے معمولی استعمال کے کپڑے جنہیں آپ ہمیں پہلے دیکھتے تھے پہنے اور پھر آپ کے یہاں حاضر ہوئے ہمیں دیکھ کر آپ کھڑے ہوگئے اور اس طرح ایک ایک کو دیکھ کر سلام کیا اور ایک ایک سے معانقہ کیا گویا آپ نے ہم سے اس سے پہلے ملاقات ہی نہیں کی یہ دیکھا۔ ہم نے مال غنیمت آپ کے سامنے پیش کیا، آپ نے ہمارے درمیان برابر برابر تقسیم کر دیا۔ اس غنیمت میں ایک قسم کی سرخ و زرد روٹی جو خبیص کی قسم سے تھی آپ کے سامنے پیش ہوئی آپ نے اسے چکھا تو وہ بہت خوش ذائقہ اور خوشبودار تھی آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے گروہ مہاجرین و انصار اس کھانے پر تم میں بیٹا باپ کو اور بھائی بھائی کو قتل کرے گا پھر آپ کے حکم سے وہ کھانا ان مہاجرین و انصار کی اولاد کو پہونچایا گیا جن کے باپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو شہید ہوئے تھے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور منہ پھیر کر چلے اور انہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سے دیکھا تو آپس میں کہنے لگے، اے گروہ مہاجرین و انصار اس شخص کے زہد و تقویٰ کو اور حلیئے کو کیا دیکھتے ہو جب سے کہ حق تعالیٰ نے اس شخص کے ہاتھ سے کسریٰ اور قیصر کا ملک اور اطراف مشرق و مغرب کو

فتح کیا ہے اور عرب و عجم کے وفد ان کے پاس آتے ہیں اور انہیں اس حالت میں دیکھتے ہیں کہ ان کے بدن پر یہ جبہ ہے جس میں بارہ پیوند لگے ہیں تو ہم اپنی نظر میں خود حقیر و ذلیل نظر آنے لگتے ہیں، اور تم اے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے لوگ ہو آپؐ کے ساتھ (ایام) میں اور مشاہد میں شریک رہنے والے ہو۔ اور مہاجرین و انصار میں سبقت رکھنے والے ہو، اگر آپ لوگ درخواست کریں کہ وہ اس جبہ کے بجائے کوئی نرم کپڑا پہنیں جس میں ان کی ہیبت اور رعب ظاہر ہو اور صبح و شام ان کے سامنے کھانے کا خوان پیش ہوا کرے جس میں حاضرین مہاجرو انصار بھی شامل ہوا کریں تو مناسب ہو سب نے بالاتفاق کہا کہ کام یا تو علی ابن ابی طالبؓ کر سکتے ہیں جو آپ کے خسر ہیں اور آپ کے سامنے جرأت بھی کر سکتے ہیں یا آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کر سکتی ہیں، کیونکہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں اور حضورؐ کی زوجہ ہونے کے لحاظ سے یہ کام ان کے مناسب ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا، آپ نے فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا تم ازواج مطہرات میں سے کسی سے کہلواؤ کیونکہ وہ امہات المومنین ہیں وہ آپ پر جرأت کر لیتی ہیں۔ حضرت احنف ابن قیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس بارے میں حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما سے کہا گیا، وہ دونوں ایک ہی جگہ جمع تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کا امیر المومنین سے سوال کروں گی اور حضرت حفصہؓ نے فرمایا میری رائے میں وہ ایسا نہیں کریں گے۔ اور عنقریب یہ امر واضح ہو جائے گا۔ چنانچہ دونوں حضرت امیر المومنین کے پاس تشریف لے گئیں، آپ نے انہیں اپنے قریب بلایا حضرت عائشہؓ نے فرمایا، اے امیر المومنین مجھے اجازت ہے کہ میں آپ سے کچھ کہوں، فرمایا اے ام المومنین فرمائیے۔ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہی راستے پر سدھارے اور اللہ کی جنت اور رضامندی کی طرف تشریف لے گئے نہ دنیا نے آپ کا قصد کیا نہ آپؐ نے دنیا کا قصد کیا۔ اسی طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی آپؐ کے نقش قدم پر آپؐ کی سنت کو زندہ کر کے اور کذابوں کو قتل کر کے، ان کے جھوٹے دلائل کو پامال کر کے رعیت میں عدل و انصاف کر کے اور برابر کی تقسیم کر کے اپنا راستہ سنبھالا اور حق تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت اور رضوان کی طرف اٹھایا اور اپنے نبی کے ساتھ انہیں رفیع و اعلیٰ مکان میں پہونچا دیا نہ انہوں نے دنیا طلب کی نہ دنیا نے انہیں طلب کیا۔ اب اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں سے کسریٰ اور قیصر کے خزانے اور ملک فتح کئے

اور ان کا مال تمہارے پاس اُٹھا کر لایا گیا، اور اطراف مشرق و مغرب تمہارے تابع ہو گئے اور آپ کو اللہ سے اور زیادتی کی اُمید ہے اور اسلام میں تائید ہے عجم سے قاصد آپ کے پاس آتے ہیں اور عرب کے وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ یہ جبہ پہنے ہوتے ہو جس میں بارہ پیوند لگے ہیں اگر اس کے بجائے کوئی نرم کپڑا آپ پہنیں جس میں آپ کی ہیبت اور رعب ظاہر ہو اور صبح و شام آپ کے سامنے دسترخوان چنا جائے جس پر حاضرین مہاجر و انصار شریک ہوں تو مناسب ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت روئے پھر فرمایا، خدا کے واسطے میں تم سے پوچھتا ہوں، کیا تم جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی دس دن تک پیٹ بھر کے گیہوں کی روٹی کھائی ہے یا پانچ دن تک یا تین دن تک یا صبح و شام دونوں وقت کھائی ہے اپنی وفات تک، فرمایا نہیں، پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا زمین سے ایک بالشت اونچے دسترخوان پر بھی کبھی پیش ہوا، آپؐ کے حکم سے کھانا زمین پر رکھا جاتا تھا اور خوانچہ اُٹھا لیا جاتا تھا، دونوں نے کہا ہاں بے شک، پھر فرمایا ان سے، تم دونوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات ہو اور امہات المومنین ہو تمہارا مسلمانوں پر حق ہے اور مجھ پر خصوصیت کے ساتھ لیکن تم میرے پاس آئی ہو اور مجھے دنیا کی ترغیب دلاتی ہو اور میں جانتا ہوں کہ نبی علیہ السلام نے اُون کا جبہ پہنا ہے، کبھی کبھی اس کی سختی سے آپؐ کی جلد مبارک چھل جاتی تھی کیا تمہیں یہ بھی علوم ہے۔ انہوں نے کہا ہاں بیشک، فرمایا تم جانتی ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا جبہ پہنے اسی کے ایک جانب کو بستر کر کے لیٹ جاتے تھے اور اے عائشہؓ آپ کے گھر میں ایک ٹاٹ تھا جس کا دن میں فرش کیا جاتا تھا اور شب کو اسی کا بستر بنا کے آپؐ لیٹ جاتے تھے جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے تو آپ کے پہلو پر بوریے کے نقش پڑے ہوئے دیکھتے، اے حفصہؓ یاد کرو تم نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ ایک بار تم نے کسی نرم بستر کی حضرتؐ سے تعریف کی اس کی نرمی دیکھ کر آپؐ اس پر سو گئے تو صبح بلالؓ کی اذان سن کر اٹھے اور تم سے فرمایا اے حفصہؓ تم نے یہ کیا کیا مجھ سے رات جھولے کی تعریف کی حتیٰ کہ صبح تک میں نیند میں رہا۔ مجھے دنیا کی کیا حاجت ہے۔ مجھے کیوں تم نے نرم بستر میں مشغول کر دیا۔ اے حفصہؓ کیا تم نہیں جانتی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے گئے تھے، آپ نے بھوکے رات گذاری اور سجدے میں سوئے اور ہمیشہ رکوع میں سجدے میں اور رونے میں اور گریہ و زاری میں رات و دن مشغول رہے حتیٰ کہ آپ کو حق تعالیٰ نے اپنی رحمت و رضوان کی طرف بلالیا، اگر عمرؓ اچھا کھانا نہ کھائے اور نرم لباس نہ پہنے تو وہ اپنے صاحبین کی اقتدا پر ہے۔ دو سالن ملا کر سوائے نمک اور تیل کے کبھی جمع نہیں کرے گا۔ اور گوشت مہینہ میں ایک بار کھائے گا یہانتک کہ دن گذارے گا، جیسا کہ قوم کے اور لوگ گذارتے ہیں۔ دونوں یہ سن کر وہاں سے نکل آئیں اور اس کلام کی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور آپؓ اسی حالت پر رہے۔ حتیٰ کہ آپ نے انتقال فرمایا۔ اسے ابن عساکرؒ نے روایت کی ہے۔ مرفوع۔

حکایت (۶۰۶) حضرت اسیر ابن جابرؓ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک محدث تھے جو ہمیں حدیثیں سنایا کرتے تھے۔ جب وہ حدیث سنا چکتے تو لوگ اِدھر اُدھر ہو جاتے اور ایک جماعت بیٹھی رہتی تھی جس میں ایک شخص ہوتے تھے جو ایسی باتیں کیا کرتے تھے کہ ویسا کلام کسی کو کرتے میں نے نہیں سنا۔ میں بھی ان کی باتیں سنا کرتا تھا۔ پھر وہ غائب ہو گئے میں نے ساتھیوں سے کہا کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جو ہمارے پاس بیٹھا کرتا تھا جس کی ایسی حالت تھی ان میں سے ایک نے کہا ہاں میں انہیں جانتا ہوں وہ اویس قرنیؒ ہیں میں نے پوچھا کیا تم ان کا گھر بھی جانتے ہو، اس نے کہا ہاں میں اس شخص کے ساتھ گیا اور اس کا حجرہ کھٹکھٹایا وہ میرے پاس حجرے سے نکل کر آئے میں نے کہا بھائی صاحب کس چیز نے آپ کو ہم سے روکا فرمایا برہنگی نے۔ میرے ساتھی ان سے تمسخر کیا کرتے تھے اور انہیں ستاتے تھے میں نے کہا یہ چادر لو اور اسے اوڑھو، کہا ایسا نہ کرو کیونکہ وہ لوگ مجھے ستائیں گے جب یہ چادر اوڑھے مجھے دیکھیں گے۔ میں نے بہت اصرار کیا تو انہوں نے اوڑھ لی اور لوگوں کے پاس مسجد میں آئے تو ان لوگوں نے کہا کون ہے جس نے اسے چادر دے کر بہکایا ہے یہ سنکر وہ میرے پاس آئے اور چادر رکھدی اور کہا کیا تو نہیں دیکھتا ہے لوگوں کو چنانچہ میں مجلس میں آیا اور کہا۔ اس شخص سے تم کیا چاہتے ہو، اسے ایذا دیتے ہو، ایسے شخص کو جو کبھی پہنتا ہے کبھی برہنہ رہتا ہے، میں نے انہیں خوب ہی برا بھلا کہا۔ اتفاقاً اہل کوفہ قاصد بن کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے ان میں ایک ایسا شخص بھی تھا جو اویس قرنیؒ سے تمسخر کیا کرتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم میں کوئی قرنی بھی یہاں ہے۔ اس شخص تمسخر

کرنے والے کو لایا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص یمن سے تمہارے پاس آئے گا جس کا نام اویس ہو گا جس کا یمن میں ماں کے سوا کوئی نہ ہو گا اس میں سپیدی تھی انہوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان سے وہ سپیدی دور کر دی صرف ایک درہم کے برابر باقی ہے تم میں جو اس سے ملے تو اس سے اپنے واسطے دعائے مغفرت کرائے اس حدیث شریف کو بیان فرما کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ شخص یمن سے ہمارے یہاں آیا میں نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا یمن سے، پوچھا تمہارا کیا نام ہے، انہوں نے کہا اویسؓ میں نے کہا یمن میں کسے چھوڑ آئے ہو کہا صرف اپنی ماں کو پھر میں نے پوچھا کیا تم میں سپیدی تھی اور تم نے دعا کی تو وہ جاتی رہی اور اللہ نے دم سے دور کی کہا ہاں، میں نے کہا میرے واسطے دعائے مغفرت کرو، کہا کیا میرے جیسا آدمی آپ کے واسطے اے امیرالمومنین استغفار کرے۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ انہوں نے میرے واسطے مغفرت کی دعا کی، میں نے کہا تم میرے بھائی ہو مجھ سے جدا نہ ہو مگر وہ نرمی کے ساتھ میرے پاس سے چلے گئے اب مجھے خبر ملی ہے کہ وہ تمہارے یہاں کوفہ میں آ گئے ہیں۔ وہ شخص جو حضرت اویس سے تمسخر کیا کرتا تھا اور حقارت کرتا تھا اس نے کہا کہ یہ شخص ہم میں سے نہیں ہے نہ ہم اسے جانتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ تم میں ہے اور اس کی حالت یہ ہے اور ان کی حقیر حالت بیان فرمائی تو اس نے کہا، اے امیرالمومنین ہم میں اویسؓ نامی ایک شخص ہے جس سے ہم تمسخر کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جلدی سے انہیں پالو اور انہیں راضی کر لو شاید تم کوشش کر کے انہیں نہ پاؤ گے۔ جب وہ شخص لوٹ کے کوفہ آیا تو اپنے گھر جانے سے پہلے حضرت اویس کے پاس گیا۔ آپ نے فرمایا یہ تو تیری عادت نہ تھی تجھے کیا ہوا اس نے کہا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تمہارے حق میں ایسا ایسا کہتے سنا ہے اے اویسؓ میرے واسطے مغفرت کی دعا کرو، آپ نے فرمایا کہ میں ایسا تو جب کرونگا کہ تم شرط کر لو کہ مجھ سے تمسخر نہیں کرو گے اور حضرت عمرؓ کا قول کسی پر ظاہر نہ کرو گے۔ پھر اس کے واسطے دعائے مغفرت کی۔ اسیر ابن جابر اس کے راوی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں چند ہی روز گذرے تھے کہ یہ خبر کوفے میں مشہور ہو گئی، میں آپ کے پاس گیا اور کہا اے بھائی میں آپ کو تعجب کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ ہم آپ کی قدر جانتے ہی نہ تھے۔ فرمایا اس میں لوگوں سے بچاؤ تھا ہر شخص اپنے عمل کی جزا پاتا ہے۔ پھر ان میں سے بھی نکل گئے

اور چلے گئے اس قصے کو ابن سعد نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل النبوت میں لکھا ہے اور ابن عساکر نے بھی بیان کیا ہے۔

حکایت (۶۰۷) ہشل ابن سعید ضحاک ابن مزاحم سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دس سال حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت اویس قرنیؓ کو تلاش کرتے رہے اور پوچھتے رہے، پھر ذکر کیا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے اہل یمن جو تم میں مراد کا رہنے والا ہو کھڑا ہو جائے چنانچہ جو مراد کے رہنے والے تھے وہ کھڑے ہو گئے اور دوسرے لوگ بیٹھے رہے۔ پھر دریافت فرمایا تم میں اویس ہے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین اویس کو تو ہم نہیں جانتے لیکن میرا ایک بھتیجا ہے اس کا نام بھی اویس ہے وہ بہت ضعیف اور حقیر آدمی ہے آپ جیسا آدمی ویسے آدمی کو دریافت نہیں کر سکتا آپنے پوچھا کیا وہ ہمارے حرم کے اندر رہے کہا ہاں وہ عرفات کے پہلوؤں میں ہے اور قوم کے اونٹ چراتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دو گدھوں پر سوار ہوئے اور ان پہلوؤں میں پہونچے دیکھا تو وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اور لاغری سے ان کا ایک عضو دوسرے عضو میں گھسا جاتا تھا اور سجدے کی جگہ پر نظر تھی، جب انہیں دیکھا تو ایک نے دوسرے سے کہا جس کی ہم تلاش کر رہے ہیں اگر وہ کوئی ہے تو یہی ہے۔ انہوں نے جب آپ کی آہٹ سنی تو نماز میں تخفیف کی اور سلام پھیرا انہوں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب میں وعلیکما السلام ورحمۃ اللہ کہا، انہوں نے پوچھا خدا تم پر رحم کرے تمہارا نام کیا ہے کہا میں اونٹوں کا چرواہا ہوں، فرمایا اپنا نام بتاؤ کہا ان لوگوں کا مزدور ہوں، کہا نام کیا ہے کہا عبداللہ، حضرت علیؓ نے فرمایا ہم جانتے ہیں آسمان و زمین پر جو کوئی ہے سب عبداللہ ہیں، میں تم کو اس کعبہ کے رب کی ...... اور اس حرم کے رب کی قسم دے کر پوچھتا ہوں تمہارا وہ نام کیا ہے جو تمہاری ماں نے رکھا ہے، کہا اس سے تمہارا کیا مطلب ہے میں اویس ابن بدار ہوں۔ فرمایا اپنا بایاں پہلو کھول دو انہوں نے کھولا تو اس پر درہم کی مقدار سپیدی تھی جو چمکتی تھی۔ اور معیوب نہیں معلوم دیتی تھی حضرت عمر و علی رضی اللہ عنہما نے دوڑ کے اسے بوسہ دیا۔ پھر ان سے کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں سلام کریں اور تم سے دعا طلب کریں، کہا میری دعا مشرق و مغرب کے سارے مسلمانوں کے واسطے ہے خواہ مرد ہوں یا عورتیں فرمایا ہمارے واسطے

دعا کرو، انہوں نے دعا کی انہیں بھی اور سارے مسلمان مرد وعورت کو بھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں کچھ اپنے رزق وعطا سے تمہیں دیتا ہوں جس سے تم اپنی حاجت روائی کر سکو، کہا میرے کپڑے دونوں نئے ہیں میرے جوتے سلے ہوئے ہیں اور میرے پاس چار درہم ہیں اور مجھے قوم سے بھی کچھ مل جاتا ہے، یہ جب ختم ہو جائے گا تب آپ سے لے لونگا کیونکہ جو شخص ایک ہفتہ کی اُمید کرتا ہے وہ پھر مہینے کی کرنے لگتا ہے اور جو مہینے کی اُمید رکھتا ہے پھر سال کی امید کرتا ہے۔ پھر انہوں نے لوگوں کے اونٹ اُن کے حوالے کئے اور ان سے جدا ہو کر چلے گئے۔ اس کے بعد انہیں نہیں دیکھا گیا۔ اس قصے کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

حکایت (۲۰۸) حضرت علقمہ ابن مرثد حضرمیؒ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں تابعین میں زہد آٹھ شخصوں پر ختم ہو گیا۔ عامر ابن عبد اللہ قیسیؒ، اویس قرنیؒ، ہرم ابن حبان عبدیؒ، ربیع ابن خثیم ثوریؒ، ابو مسلم خولانیؒ، اسود ابن یزیدؒ، مسروق ابن اجدعؒ، حسن ابن ابی الحسن بصریؒ۔ لیکن اویس قرنیؒ کو ان کے عزیز مجنون جانتے تھے اور ان کے واسطے گھر کے دروازے پر ایک کوٹھری بنا دی تھی، ایک ایک دو دو سال گذر جاتے تھے جس میں ان کی صورت بھی وہ لوگ نہیں دیکھتے تھے ان کی خوراک کھجور کی گٹھلی سے ہوتی تھی شام کے وقت انہیں بیچکر افطار کے واسطے کچھ خرید لاتے تھے اور اگر ردی کھجور مل جاتی تو افطار کے واسطے اسی کو چبا لیتے جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو موسم حج میں لوگوں سے کہا اہل یمن کے سوا جتنے لوگ ہیں سب بیٹھ جائیں، پھر ان سے کہا تم میں جو لوگ اہل کوفہ ہیں وہ کھڑے رہیں اور سب بیٹھ جائیں اور لوگ بیٹھ گئے پھر ان کھڑے ہوؤں سے فرمایا تم میں جو مراد کے رہنے والے ہیں وہ کھڑے رہیں اور باقی بیٹھ جائیں چنانچہ اور لوگ بیٹھ گئے، پھر ان سے کہا تم میں جو قرن کے رہنے والے ہیں وہ کھڑے رہیں باقی بیٹھ جائیں۔ چنانچہ سب بیٹھ گئے اور صرف ایک شخص جو حضرت اویسؒ کے چچا تھے کھڑے رہے حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کیا تم قرنی ہو کہا ہاں، فرمایا اویس کو جانتے ہو، کہا اے امیر المومنین اس کی کیا حالت پوچھتے ہو، واللہ اس سے زیادہ ہم میں کوئی حقیر نہیں مجنون اور ذلیل نہیں ہے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور فرمایا جنون تجھ میں ہے اس میں نہیں ہے۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ان کی شفاعت سے قوم ربیعہ ومضر کے برابر لوگ جنت میں جائیں گے۔ اسے ابن عساکر نے نقل کیا ہے۔ مرفوعاً۔

حکایت (۶۰۹) نوفل ابن سلیمان ہانی سے وہ عبداللہ ابن عمرؓ سے وہ نافعؓ سے اور وہ عبداللہ ابن عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ لقمان علیہ السلام یقیناً نبی نہ تھے بلکہ ایک عبد ہوشیار تھے بہت سوچنے والے تھے، حسن ظن رکھنے والے تھے، انہوں نے اللہ سے محبت کی تو حق تعالیٰ نے بھی ان سے محبت کی، اللہ تعالیٰ نے ان کے واسطے حکمت کی ذمہ داری کی، کیونکہ ایک بار وہ دوپہر کے وقت سوئے ہوئے تھے انہیں ایک ندا آئی۔ اے لقمان تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں زمین پر خلیفہ بنائے اور تم حق پر حکم کرو، آپ بیدار ہوئے اور اس آواز کا جواب دیا، اگر پروردگار جبر دے تو قبول کر لوں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اگر میرے ساتھ ایسا کرے گا تو میری اعانت فرمائے گا اور مجھے سکھائیگا اور مجھے خطا سے بچائے گا، اور اگر مجھے اختیار دے گا چاہے کروں یا نہ کروں تو میں عافیت اختیار کروں گا۔ اور مصیبت کو قبول نہ کرونگا۔ ملائکہ نے ایسی آواز سے آپ سے پوچھا جس سے مزاحمت نہیں معلوم ہوتی تھی، یہ کیوں اے لقمان فرمایا حاکم سخت مقام اور مصیبت کی جگہ ہوتا ہے اسے ہر طرف سے ظلمتیں ڈھانک لیتی ہیں یا ان سے نجات پاتا ہے اور مدد کیا جاتا ہے، لائق تو یہی ہے کہ وہ نجات پائے اور اگر غلطی کرتا ہے تو جنت کی راہ خطا کرتا ہے اور جو دنیا میں ذلیل ہو کر رہے وہ شریف ہو کر رہنے سے اچھا ہے اور جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اور پسند کرتا ہے تو دنیا اسے فتنہ میں ڈالتی ہے اور آخرت بھی اسے نہیں ملتی۔ آپ کی خوش گوئی سے ملائکہ کو تعجب ہوا۔ پھر آپ سو گئے تو آپ کو حکمت میں ڈبو دیا گیا۔ جب بیدار ہوئے تو حکمت کی باتیں کرنے لگے۔ پھر داؤد علیہ السلام کو خلافت کے واسطے ندا کی گئی۔ آپ نے قبول فرمایا اور لقمان علیہ السلام کی سی شرط نہیں لگائی۔ اور بارہا غلطی میں مبتلا ہوئے اور ہر بار اللہ تعالیٰ نے ان سے چشم پوشی کی اور خطا سے تجاوز فرمایا اور ان کی مغفرت کی اور حضرت لقمان علیہ السلام اپنی حکمت وعلم سے ان کی مدد کرتے تھے ان سے داؤد علیہ السلام نے فرمایا۔ تمہیں مبارک ہو اے لقمان! تمہیں حکمت بھی دی گئی اور تم سے بلا بھی ٹالی گئی اور داؤد کو خلافت دی گئی اور مصیبت اور فتنہ میں مبتلا ہوا۔ اس کو دیلمی اور ابن عساکر نے مرفوعاً روایت کی ہے۔

حکایت (۶۱۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: فرمایا میری اُمت کے اخیار پانسو ہیں اور ابدال چالیس ہیں نہ وہ پانسو گھٹتے ہیں نہ وہ

چالیس گھٹتے ہیں جب کوئی ابدال ان ابدال سے مرتے ہیں تو پانسو میں سے ایک کو ان کی جگہ اللہ تعالیٰ قائم فرماتے ہیں نہ پانسو گھٹتے ہیں نہ چالیس۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ان کے اعمال سے ہمیں مطلع فرمایئے فرمایا وہ لوگ اپنے ظالم کو معاف کرتے ہیں اور برائی کرنے والے سے بھلائی کرتے ہیں۔ اور جو کچھ انہیں حق تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اسپر موافقت کرتے ہیں۔ اس کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے۔

وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ	وہ غصہ کے پینے والے ہیں اور لوگونکو معاف کرنیوالے
عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ۝	ہیں اللہ تعالیٰ احسان کرنے والونکو دوست رکھتے ہیں۔

اس روایت کو ابن عساکر نے مرفوعاً نقل کیا ہے۔

حکایت (۶۱۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعب ابن عمیرؓ کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا انپر دُنبہ کی کھال تھی جس کا کرتہ پہنا تھا۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دیکھو اس شخص کو جس کا قلب اللہ تعالیٰ نے منور کیا ہے۔ میں نے اس کو اس کے ماں باپ کے سامنے دیکھا ہے کہ صبح کے وقت ان کے لئے عمدہ کھانا پینا مہیا کر دیتے تھے اور میں نے ان کے جسم پر ایک حلہ دیکھا تھا جسے میں نے دو سو درہم پر خریدا تھا۔ پھر اسے اللہ اور رسول کی محبت نے اس حالت کی طرف جایا جسے تم دیکھتے ہو، اس روایت کو حسن ابن سفیان اور عبدالرحمن سلمی اربعین میں اور ابو نعیم نے اربعین صوفیہ میں نقل کیا ہے۔

حکایت (۶۱۲) مسند خباب ابن ارت میں فرماتے ہیں کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اللہ کی رضامندی کے واسطے ہجرت کی اور اللہ تعالیٰ کے پاس ہمارا اجر ثابت ہو گیا چنانچہ ہم میں سے بعض لوگ گذر گئے جنہوں نے اپنے اجر سے کچھ نہ کھایا انہیں لوگوں میں مصعب ابن عمیرؓ بھی تھے یوم احد میں شہید ہوئے ان کے کفن کے واسطے سوائے ایک کمبل کے کچھ میسر نہ ہوا۔ جب اس کو سر کی طرف کھینچتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور جب پاؤں پر کھینچتے تھے تو سر کھل جاتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے سر کی طرف کھینچو اور پاؤں پر اذخر ڈالدو اور بعض ہم میں وہ ہیں جن کیلئے کا پھل پک گیا اور وہ اسے توڑتے ہیں۔ مرفوع۔

حکایت (۶۱۳) محمد ابن کعب قرظیؒ سے مروی ہے فرمایا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا

میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے ناگاہ مصعب ابن عمیرؓ ظاہر ہوئے ان پر صرف ایک پیوند لگی ہوئی چادر تھی جس میں کھال کا پیوند تھا، انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رو پڑے کیونکہ وہ بڑے تنعم میں تھے اور آج ان کی یہ حالت تھی۔ اسے ابونعیم نے اربعین صوفیہ میں روایت کی ہے۔

حکایت (۱۴۱۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرمایا کہ ایک بار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، فرمایا اس وقت تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئیگا تو سعد ابن وقاص رضی اللہ عنہ تشریف لائے جب دوسرا روز ہوا جب بھی آپؐ نے یہی فرمایا اور سعد ابن وقاصؓ ہی اپنے مقام میں آئے جب تیسرا روز ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا اور سعد ابن ابی وقاصؓ اپنے مقام میں آئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تو عبداللہ ابن عمرو ابن العاصؓ دوڑ کے ان کے پاس گئے اور کہا میں نے اپنے باپ سے لڑ کر قسم کھالی ہے کہ تین رات تک ان کے یہاں نہ جاؤنگا۔ اگر آپ اجازت دیں کہ میں آپ کے یہاں تین رات رہوں اور میری قسم پوری ہو جائے تو آپ کے یہاں میں رہونگا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ عبداللہ ابن عمروؓ کہتے تھے کہ میں اس رات ان کے یہاں رہا اور وہ رات میں بالکل نہ جاگے البتہ وہ جب بستر پر کروٹ بدلتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور اللہ کا ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ جب صبح ہوئی تو اچھی طرح سے وضو کر کے نماز ادا کی اور دن میں روزہ بھی نہ رکھا، اب عبداللہ ابن عمروؓ کہتے تھے کہ میں نے تین دن تین راتیں انہیں اسی طرح سے دیکھا، اس سے زیادہ کوئی عمل وہ نہیں کرتے تھے مگر میں نے انہیں اچھا ہی کہتے سنا جب تین راتیں گذر گئیں تو قریب تھا کہ میں ان کے عمل کی حقارت کرتا میں نے ان سے کہا کہ میرے اور باپ کے درمیان کوئی جھگڑا نہیں ہوا تھا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین بار تین مجلسوں میں تمہاری نسبت یہ کہتے سنا تھا کہ فرمایا تمہارے پاس ایک جنتی آتا ہے اور ان تین دفعہ تم ہی آئے میں نے چاہا کہ تمہارے یہاں رہوں تاکہ تمہارے عمل دیکھ کر اس کی اقتدا کروں، میں نے آپ کو بہت کچھ عمل کرتے نہیں دیکھا، پھر تمہیں اس درجہ پر کس چیز نے پہونچایا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا، انہوں نے کہا میرے عمل وہی ہیں جنہیں تم نے دیکھا مگر میرے دل میں کسی مسلمان کی برائی نہیں ہے اور نہ میں کسی کی برائی کرتا ہوں، عبداللہؓ نے کہا اسی نے آپ کو اس مرتبہ پر پہونچایا۔ اور یہی ہے جو مجھ سے

نہیں ہوسکتا۔ ابن عساکر نے اسے روایت کیا ہے اس کے رجال رجال صحیح ہیں، مگر ابن شہاب نے یہ کہا ہے کہ مجھ سے ایسے آدمی نے انسؓ سے روایت کی جسے میں متہم نہیں جانتا۔

حکایت (۶۱۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلالؓ کس چیز سے تم مجھ سے پہلے جنت میں پہونچے۔ میں جب جنت میں داخل ہوتا ہوں تو اپنے سامنے تمہاری آواز سنتا ہوں، میں کل شب جنت میں داخل ہوا تو میں نے تمہاری آواز سنی، میں ایک اونچے سونے کے مربع محل میں پہونچا میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے تو کہا اہل عرب سے ایک شخص کا ہے، میں نے کہا میں عربی ہوں یہ محل کس کا ہے تو کہا ایک شخص قریش کا ہے میں نے کہا میں قریشی ہوں یہ محل کس کا ہے تو کہا یہ اُمت محمد سے ایک شخص کا ہے میں نے کہا میں محمدؐ ہوں یہ محل کس کا ہے۔ کہا عمر ابن خطابؓ کا ہے۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا یارسول اللہؐ جب میں اذان کہتا ہوں تو دو رکعت نماز ادا کر لیتا ہوں اور جب میرا وضو ٹوٹتا ہے تو میں وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں، آپؐ نے فرمایا یہی وجہ ہے۔

حکایت منتخب از اصابہ

حکایت (۶۱۶) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہؐ آپ ہمیں خبر دیجئے کہ یہ امراض جو ہمیں لاحق ہوتے ہیں ان میں ہمیں کچھ ثواب بھی ملتا ہے؟ فرمایا یہ سب گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہؐ اگرچہ بہت تھوڑی سی بیماری ہو، فرمایا اگرچہ ایک کانٹا ہو یا اس سے بھی کم حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ ان سے بخار جدا ہو حتیٰ کہ وہ مرجائیں لیکن انہیں حج، عمرہ، جہاد و فرض نماز مع جماعت سے باز نہ رکھے، راوی کہتے ہیں کہ مرتے تک ان کی یہ کیفیت تھی کہ جب کوئی آدمی ان کے بدن کو چھوتا تو اس کو بخار کی گرمی محسوس ہوتی تھی۔ اس کو احمد اور ابویعلی اور ابن ابی الدنیا نے روایت کی ہے۔ اور ابن حبان نے اس کی تصریح کی ہے اور طبرانی نے اُبی ابن کعبؓ کی حدیث سے میں نے اس کو روایت کیا ہے اس کی اسناد حسن ہے۔

حکایات از مہلکات ومنجیات احیاء العلوم

حکایت (۶۱۷) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ خدا کی رحمت ہو اس شخص پر جو مجھ کو میرے عیب بتلا دے اور حضرت سلمان فارسیؓ سے اپنے عیوب پوچھا کرتے، جب حضرت سلمانؓ آپ کے پاس تشریف لاتے تو آپ نے فرمایا کوئی ایسی بات بھی میری تم تک پہونچی ہے جو تمہیں بری معلوم ہو، انہوں نے عرض کیا اس بات سے مجھے معاف رکھئے آپ نے باصرار پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ نے دستر خوان پر دو سالن جمع کئے اور آپ کے پاس دو لباس ہیں، ایک رات کا اور ایک دن کا آپ نے فرمایا اس کے سوا کچھ اور سنا ہے انہوں نے کہا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ ان دونوں سے تسلی رکھو کہ ان کی ایک وجہ ہے۔

حکایت (۶۱۸) روایت ہے کہ ایک روز ابراہیم ادھمؒ کسی جنگل میں جاتے تھے ایک سپاہی ملا، اس نے کہا کہ تو بندہ ہے، آپ نے فرمایا کہ ہاں، اس نے پوچھا کہ بستی کدھر ہے آپ نے قبرستان کی طرف اشارہ کر دیا، اس نے کہا میں آبادی پوچھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ قبرستان ہی آبادی ہے، اس سے سپاہی کو غصہ آیا، سر میں ایسا کوڑا مارا کہ سر پھٹ گیا اور ان کو شہر میں پکڑ لایا۔ جب دوست آشنا آئے اور حال پوچھا تو سپاہی نے ماجرا بیان کیا، انہوں نے کہا یہ ابراہیمؒ بن ادھم ہیں، سپاہی گھوڑے سے اتر پڑا اور آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور عذر کرنے لگا بعد اس کے لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ نے کیوں فرمایا تھا کہ بندہ ہوں، آپ نے فرمایا اس نے مجھ سے یوں نہیں پوچھا کہ تو کس کا بندہ ہے بلکہ یوں پوچھا کہ تو بندہ ہے؟ چونکہ میں بندۂ خدا تھا اس واسطے کہہ دیا کہ بندہ ہوں، جب اس نے مجھے مارا تو میں نے اس کے لئے دعائے جنت کی لوگوں نے پوچھا کہ اس نے تو آپ پر ظلم کیا تھا، آپ نے فرمایا یہ مجھ کو یقین تھا کہ اس مصیبت پر مجھ کو ثواب ملے گا میں نے یہ اچھا نہ جانا کہ اس کے باعث مجھ کو ثواب ملے اور میری طرف سے اس کو عذاب ہو۔

حکایت (۶۱۹) ابو عثمان حیریؒ کو کسی شخص نے بنظر امتحان دعوت کے بہانے بلایا، جب آپ اس کے گھر گئے تو کہا کہ اس وقت تو مجھ سے کچھ بن نہیں سکا آپ وہاں سے پھر

آئے، جب بہت دور نکل آئے پھر وہ شخص آیا اور کہا کہ جو اس وقت موجود ہے اسی پر قناعت کیجئے، جب وہ دروازے پر پہونچے تو جیسا پہلے کہا تھا ویسا کہا، پھر آپ لوٹ گئے اسی طرح کئی بار بلایا اور لوٹایا مگر آپ ذرا مکدر نہ ہوئے، پھر وہ شخص پاؤں پر گر پڑا اور کہا کہ میں نے آپ کو آزمانا چاہا تھا۔ سبحان اللہ! کیا خلق ہے۔ آپنے فرمایا کہ جو بات تونے میری دیکھی وہ تو صفت کتے کی ہے کہ جب بلاؤ تو چلا آئے اور جب ہنکاؤ تو ہٹ جائے۔

حکایت (۶۲۰) اور یہ بھی انہیں کا ذکر ہے کہ کسی روز سوار ہو کر کسی کوچہ میں گذرے اوپر سے کسی نے راکھ پھینک دی اور آپ اتر پڑے اور سجدۂ شکر ادا کیا اور کپڑوں پر سے راکھ جھاڑ دی۔ اور کچھ نہ کہا، لوگوں نے کہا کہ آپ نے راکھ ڈالنے والے کو جھڑکا نہیں، آپنے فرمایا کہ جو شخص مستحق آگ کا تھا اس پر راکھ پڑے تو اس کو غصہ کرنا مناسب نہیں۔

حکایت (۶۲۱) اور روایت ہے کہ حضرت علی بن موسیٰ کا رنگ سانولا تھا اس جہت سے کہ آپ کی والدہ حبش تھیں نیشاپور میں آپ کے دروازے پر ایک حمام تھا۔ جب آپ حمام میں جایا چاہتے تو حمامی آپ کے لئے حمام خالی کر دیا کرتا تھا۔ ایک روز جو آپ حمام میں تشریف لے گئے تو وہ دروازہ بھیڑ کر کسی کام کو چلا گیا اتنے میں ایک شخص رستاقی آیا اور حمام کا دروازہ کھول کر اندر گھسا اور کپڑے اتار کر حمام میں گیا، آپ کو دیکھ کر یہ جانا کہ حمام کا کوئی خادم ہے۔ آپ سے کہا کہ اٹھ کر میرے لئے پانی لا، آپ نے اس کا کہنا کیا اور جو جو کہا گیا کرتے گئے جب حمامی پھر کر آیا اور رستاقی کے کپڑے دیکھے اور اس کی گفتگو آپ کے ساتھ سنی ڈر کر بھاگ گیا۔ جب آپ حمام سے نکلے تو حمامی سے لوگوں نے پوچھا۔ کہا وہ خوف کے مارے بھاگ گیا۔ آپ نے فرمایا اس کو بھاگنا کیا ضرور تھا۔ قصور اس کا ہے جس نے اپنا نطفہ حبش کے حوالے کیا۔

حکایت (۶۲۲) ابو عبداللہ خیاط کے حال میں لکھا ہے کہ آپ دوکان پر بیٹھتے اور کپڑے سیتے، ایک مجوسی جو آپ سے دشمنی رکھتا تھا اپنا کپڑا سلواتا اور کھوٹے درم مزدوری میں دیتا، آپ ان کو لے کر نہ واپس کرتے اور نہ اس کو خبر کرتے ایک روز جو وہ مزدوری دینے آیا تو آپ کو نہ پایا، آپ کا شاگرد بیٹھا تھا اس کو اجرت دے کر اپنا کپڑا مانگا شاگرد نے کھوٹا درم دیکھ کر پھیر دیا۔ جب عبداللہ آئے تو ان سے حال کہا، آپنے فرمایا تونے برا کیا، یہ مجوسی ایک برس سے

یہی معاملہ کرتا ہے اور میں چپ چاپ اجرت لے کر کنوئیں میں ڈال دیتا ہوں تاکہ کسی مسلمان کو دھوکہ نہ دیوے۔

حکایت (۶۲۳) احنف بن قیس سے پوچھا کہ آپ نے حلم کس سے سیکھا، کہا کہ قیس بن عاصمؓ سے لوگوں نے کہا کہ ان کے حلم کا کیا حال ہے آپ نے کہا کہ ایک روز وہ اپنے گھر میں بیٹھے تھے ان کی لونڈی ایک سیخچہ جس پر کباب چڑھے تھے لے کر آئی اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر ان کے ایک صغیر سن لڑکے پر گرا کہ اس کے صدمے سے وہ لڑکا مر گیا۔ وہ لونڈی ڈری۔ آپ نے فرمایا کچھ خوف نہ کر میں نے تجھے للہ آزاد کیا۔

حکایت (۶۲۴) احنف بن قیسؒ کو ایک شخص نے گالیاں دینی شروع کیں، آپ چپ چاپ چلے گئے۔ جب محلے کے قریب پہونچے تو ٹھہر کر اس سے یہ کہا کہ اگر کچھ اور جی میں رہا ہو تو وہ بھی اب کہہ لے، ایسا نہ ہو کہ محلے کا کوئی بیوقوف تیری آواز سنے تو تجھے ایذا دے۔

حکایت (۶۲۵) حضرت علیؓ نے ایک بار اپنے غلام کو پکارا وہ نہ بولا تو پھر آپ نے دوبارہ سہ بارہ پکارا پھر نہ بولا تو آپ خود اس کے پاس تشریف لائے، تو دیکھا کہ لیٹا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے سنا نہیں اس نے عرض کیا کہ سنا تو تھا آپ نے پوچھا کہ پھر جواب کیوں نہیں دیا اس نے عرض کیا کہ مجھکو خوف تو تھا ہی نہیں کہ آپ ماریں گے اس لئے کسل کر گیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے للہ تجھے آزاد کیا۔

حکایت (۶۲۶) مالک بن دینارؒ کو ایک عورت نے پکارا کہ او ریاکار آپ نے فرمایا کہ یہ نام تو نے خوب نکالا جو اہل بصرہ بھول گئے تھے۔

حکایت (۶۲۷) سری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے جرجانیؒ کے پاس ستو دیکھے کہ روکھے پھانک رہے تھے۔ میں نے کہا یہ کس باعث سے آپ کرتے ہیں کہا میں نے چابنے اور پھانکنے کا جو حساب لگایا تو ستر دفعہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار چابنے میں زیادہ دیر لگتی ہے اور اسی لئے چالیس برس سے میں نے روٹی کھانی چھوڑ دی۔

حکایت (۶۲۸) عتبہؓ اپنا آٹا گوندھ کر دھوپ میں رکھ دیتے جب سوکھ جاتا تو کھا لیتے اور کہتے ایک ٹکڑے اور نمک پر رہنا چاہئے۔ یہاں تک کہ آخرت میں بھنا گوشت اور عمدہ کھانا تیار ہو جاوے۔ اور کوزہ اٹھا کر ٹھلیا میں سے پانی پیتے جو تمام دن دھوپ میں رہتی تھی آپ کی

لونڈی کہتی کہ اگر اپنا آٹا آپ مجھ کو دے دیا کریں تو میں پکا دیا کروں گی۔ اور پانی ٹھنڈا کر دیا کروں گی۔ آپ جواب دیتے کہ غرض بھوک کے ستے کا روکنا ہے سو یوں بھی رک جاتا ہے۔

حکایت (۶۲) شقیق بن ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم بن ادھمؒ کو مکہ معظمہ کے سوق اسیل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کی جگہ کے قریب ہے دیکھا کہ رستہ سے ایک کنارے پر بیٹھے ہوئے روتے تھے۔ میں بھی راہ چھوڑ کر ان کے پاس جا بیٹھا اور سبب گریہ کا پوچھا، انہوں نے فرمایا خیریت ہے پھر میں نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا انہوں نے فرمایا کسی سے کہو نہیں تو کہوں، میں نے کہا بہتر آپ فرمائیں انہوں نے کہا تیس برس سے میرا دل حریرے کو چاہ رہا تھا مگر میں کمال کوشش سے اس کو روکتا تھا۔ کل رات میں بیٹھا ہوا تھا کہ اونگھنے لگا۔ اتنے میں ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں سبز پیالہ تھا اس میں بھاپ اور خوشبو حریرے کی آئی، میں نے اپنی ہمت سے نفس کو روکا۔ پھر اس نے پیالہ میرے قریب کر کے کہا اے ابراہیمؒ کھا، میں نے کہا کہ میں نے اس کو للہ چھوڑ دیا ہے نہ کھاؤں گا، اس نے کہا کہ اگر خدا ہی کھلاوے تو کھانا چاہئے مجھے کچھ جواب اور تو نہ بن آیا رونے لگا۔ پھر اس نے کہا لو کھاؤ میں نے کہا کہ ہم کو حکم ہے کہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کھانا کہاں سے آیا ہے تب تک ہاتھ نہ ڈالیں اس نے جواب دیا کہ کھاؤ یہ تمہارے ہی واسطے عنایت ہوا ہے۔ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ اے اصفر اس پیالے کو لے جا اور نفس ابراہیم ابن ادھمؒ کو کھلا دے کیونکہ اس نے بہت دنوں سے نفس پر صبر کر کے اس کو روک رکھا ہے، اب اللہ نے اس پر رحم کیا، اور اے ابراہیمؒ یہ بھی یاد رکھو کہ میں نے فرشتوں سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ جو شخص عطا کو نہیں لیتا تو پھر اگر وہ طلب کرتا ہے تو نہیں ملتی۔ میں نے کہا اگر یہی حال ہے تو میں تمہارے سامنے ہوں اس کا عقدہ اللہ ہی کھولے گا پھر میں نے جو دیکھا تو ایک اور شخص نظر آیا کہ اس نے پہلے کچھ دیا اور کہا کہ تو ہی اپنے ہاتھ سے کھلا دے پس اس نے میرے منہ میں لقمہ دینا شروع کیا یہانتک کہ میں سو گیا۔ جب جاگا تو اس کا مزہ منہ میں پایا۔ شقیق کہتے ہیں کہ جب یہ بات ابراہیمؒ نے تمام کی میں نے کہا اپنا ہاتھ تو لاؤ ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر بوسہ دیا اور یوں کہنے لگا کہ خداوندا جو لوگ اپنی شہوتوں کو اچھی طرح روکتے ہیں تو ان کی آرزو پوری کرتا ہے دل میں یقین تو ہی ڈالتا ہے، دلوں کو ان سے مطمئن تو ہی رکھتا ہے۔ اپنے بندے شقیقؒ پر بھی نظر توجہ ہو پھر حضرت ابراہیم بن ادھمؒ کا ہاتھ آسمان کی طرف

اٹھاکر کہنے لگا۔ الٰہی اس ہاتھ کی اور اس ہاتھ والے کی برکت سے اور اس انعام کی برکت سے جو تو نے ان پر فرمایا اپنے بندہ مسکین پر عطا کر وہ تیرے ہی فضل و احسان و رحمت کا محتاج ہے۔ اگرچہ اس کا سزاوار نہیں اس کے بعد وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور چل کر حرم شریف میں داخل ہوئے۔

حکایت (۶۳۰) مالک ابن دینارؒ کو کہتے ہیں کہ چالیس برس دودھ کو چاہتے رہے مگر نہ پیا اور ایک روز ان کے پاس تر چھوارے ہدیہ آئے اور لوگوں نے ان کو کھانے کا اصرار کیا آپ نے کہا تم ہی کھالو، میں نے چالیس برس سے ان کو نہیں چکھا۔

حکایت (۶۳۱) احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ ابو سلیمان دارانیؒ کا دل ایک بار گرم روٹی نمکین کو ہوا میں سامنے لے گیا آپ نے ایک بار دانت سے کتر کر چھوڑ دیا اور رو کر کہنے لگے کہ بہت سی محنت و مشقت کے بعد تو نے میری آرزو جلد عنایت کی اب میں بھی توبہ کرتا ہوں مجھے معاف فرما، احمد کہتے ہیں کہ پھر کبھی زندگی بھر نمک نہ کھایا۔

حکایت (۶۳۲) مالک بن ضیغم فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے بازار میں جا رہا تھا ایک ترکاری دیکھی میرے نفس نے کہا کہ رات کو مجھ کو یہ کھلا دے۔ میں نے قسم کھائی کہ چالیس روز نہ کھلاؤں گا۔

حکایت (۶۳۳) یہ بھی انہیں کا قول ہے کہ میں نے دنیا کو چالیس برس سے چھوڑ دیا ہے میرا دل دودھ کو چالیس برس سے چاہتا ہے مگر بخدا عمر بھر نہ پیونگا۔

حکایت (۶۳۴) حماد بن ابی حنیفہؒ کہتے ہیں کہ میں داؤد طائیؒ کے پاس آیا وہ دروازہ بند کئے ہوئے کہہ رہے تھے کہ تو نے روٹی چاہی میں نے کھلا دی۔ پھر خرما کھانا چاہتا ہے میں نے قسم کھائی کہ کبھی نہ کھلاؤں گا۔ پھر جب میں نے سامنے ہو کر سلام کیا تو معلوم ہوا کہ صرف اکیلے اپنے نفس سے کہہ رہے تھے۔

حکایت (۶۳۵) موسی اشج سے نقل ہے کہ بیس برس سے میرا دل درد نمک کو چاہتا ہے۔

حکایت (۶۳۶) احمد بن خلیفہ کہتے ہیں کہ بیس برس تک میرا نفس یہی کہتا رہا کہ پانی پیٹ بھر کر پلا دے مگر میں نے کبھی سیراب نہ کیا۔

حکایت (۶۳۷) عتبہ غلام کہتے ہیں کہ سات برس تک میرا دل گوشت کو چاہتا رہا بعد اس کے مجھے شرم آئی کہ کب تک ٹالوں، سات برس سے تو ٹال رہا ہوں، آخر ایک گوشت کا ٹکڑا

لے کر بھونا اور اس کو لے کر ایک روٹی میں لپیٹا اور ایک لڑکے کو دیکھ کر اس سے پوچھا کہ تو فلانے کا بیٹا ہے جو مر گیا ہے، اس نے کہا ہاں پس وہ روٹی اس کے حوالے کی، کہتے ہیں کہ روٹی دے کر آپ رونے لگے۔ اور یہ آیت پڑھی۔ وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَّيَتِيمًا وَّاَسِيرًا اور پھر کبھی گوشت نہ کھایا، اور چند روز ان کا دل خرما کو چاہا کیا ایک روز کسی قدر خرید کر رات کے لئے رکھ چھوڑے کہ اسی سے روزہ افطار کروں گا۔ اتنے میں ہوا کا طوفان آیا اور اندھیرا ہو گیا، لوگوں کو خوف معلوم ہوا۔ عتبہ اپنے نفس سے کہنے لگے کہ یہ بلا اسی سبب سے آئی کہ میں نے تیری خاطر سے اتنے خرمے مول لئے اب خبردار ان کو مت چکھنا۔

حکایت (۶۳۸) داؤد طائی رح نے دھیلے کے نقل اور پیسے کا سرکہ مول لیا اور تمام رات نفس سے کہتے رہے کہ اے داؤد قیامت کو کیسا بڑا حساب دینا پڑے گا، پھر ہمیشہ روکھی روٹی کھائی۔

حکایت (۶۳۹) عتبہ غلام نے ایک روز عبدالواحد بن زید رح سے کہا کہ فلاں شخص اپنے نفس میں ایسا درجہ بتلاتا ہے کہ میں اس رتبہ کو اپنے نفس میں نہیں پاتا۔ انہوں نے کہا کہ یہ اس لئے ہے کہ تم روٹی کے ساتھ خرما کھاتے ہو، اور وہ صرف روٹی ہی کھاتا ہے، عتبہ نے کہا اگر میں خرما چھوڑ دوں تو وہ رتبہ حاصل ہوگا، انہوں نے کہا کہ بیشک پس عتبہ رونے لگے لوگوں نے کہا کہ کیا خرما پر روتے ہو۔ عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کچھ نہ کہو ان کے نفس نے جان لیا کہ ارادہ پکا کرتے ہیں۔ اور جس چیز کو چھوڑیں گے پھر اس کی طرف رجوع نہ کریں گے۔

حکایت (۶۴۰) جعفر بن نصر کہتے ہیں کہ مجھ کو حضرت جنید رح نے فرمایا کہ تھوڑے انجیر میرے لئے خرید لا جب میں مول لے آیا تو افطار کے وقت ایک منہ میں ڈالا۔ اور تھوک دیا اور کہا کہ اٹھا لیجا میں نے سبب پوچھا تو فرمایا گوش و دل میں یہ ندا آئی کہ تو نے میری خاطر چھوڑا تھا، کیا پھر کھائے گا۔

حکایت (۶۴۱) صالح کہتے ہیں کہ میں نے عطار سلمی کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ کے لئے ایک چیز بھیجا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ واپس نہ کریں انہوں نے فرمایا بہتر ہے۔ میں نے اپنے لڑکے کے ہاتھ ستو گھی اور شہد میں ملا کر بھیج دئے اور کہہ دیا کہ جب تک وہ نہ کھالیں تب تک مت آنا۔ آپ نے کھا لئے۔ دوسرے روز میں نے پھر بھیجے، آپ نے نہ پئے اور واپس کر دیے

پس میں آپ سے خفا ہو کر کہنے لگا کہ سبحان اللہ آپ نے میرا ہدیہ واپس کر دیا۔ جب انہوں نے مجھ کو غصہ میں دیکھا تو فرمایا کہ برا ماننے کی بات نہیں، ایک بار تو میں نے تعمیل کی جب دوسری بار تم نے بھیجا تو ہر چند میں نے کھانا چاہا مگر نہ ہو سکا جب میں ارادہ کھانے کا کرتا تھا یہ آیت یاد آتی تھی۔ یتجرعہ ولا یکاد یسیغہ (آخر تک) صالح کہتے ہیں کہ میں رو پڑا۔ اور دل میں کہنے لگا کہ میں اور کہیں ہوں تم اور کہیں۔

حکایت (۶۴۲) سری سقطیؒ فرماتے ہیں کہ میرا نفس تیس برس سے چاہتا ہے کہ روٹی شیرۂ انگور میں تر کر کے کھاؤں مگر میں نے نہیں کھلائی۔

حکایت (۶۴۳) ابو بکر جلاء نے فرمایا ہے کہ ایک شخص میں نے ایسا دیکھا ہے کہ اس کا نفس اس سے کہتا تھا کہ میں دس روز تک کچھ نہ کھاؤں گا بشرطیکہ تو دس روز کے بعد جو کہوں وہ کھلا وے۔ اس نے جواب دیا کہ میں دس روز کا فاقہ نہیں چاہتا تو بھی تمنا چھوڑ دے۔

حکایت (۶۴۴) ایک عابد کا ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے کسی یگانہ کی دعوت کی اور روٹیاں سامنے رکھ دیں، وہ شخص روٹیوں کو لوٹنے لگا کہ اچھی دیکھ کر کھا وے عابد نے فرمایا کہ یہ کیا کرتے ہو تم کو معلوم نہیں کہ جس روٹی کو تم نے چھوڑ دیا اس میں کتنی حکمتیں ہیں اور کتنے کاریگروں کے ہاتھ سے تمہارے پاس آئی۔ اول ابر سے چلو کہ اس میں پانی آیا اور پانی سے زمین اور ہوا، اور چوپائے تازے ہوئے اور بہت سے لوگوں نے کام کیا جب کہیں تم تک آئی۔ اب تم ان کو لوٹتے ہو رغبت سے نہیں کھاتے۔

حکایت (۶۴۵) حضرت سفیان ثوریؒ جس رات شکم سیر ہوتے تو تمام رات عبادت کرتے اور اگر دن کو سیر ہوتے تو پیا پے نماز و ذکر میں مصروف رہتے اور فرماتے کہ کالی بلا کا پیٹ بھر دو اور محنت لو، خواہ یوں کہتے کہ گدھے کو شکم سیر کر کے اس سے محنت لو۔

حکایت (۶۴۶) ایک بزرگ نے ایک خوبصورت عورت سے نکاح کیا جب رخصت کے دن قریب آئے اس کے چیچک نکل آئی اس کے گھر والوں کو نہایت رنج ہوا کہ اب شوہر اس کو پسند نہ کرے گا۔ اس مرد بزرگ نے خبر پا کر بہانہ کیا کہ میری آنکھیں دکھتی ہیں اور بعد اس کے اندھا بن گیا۔ جب وہ عورت گھر میں آئی بیس برس تک رہکر مر گئی پھر آپ نے آنکھیں کھول

دیں۔ لوگوں نے سبب پوچھا، کہا میں جان بوجھ کے اندھا ہوا تھا تاکہ سسرال والے رنج نکریں لوگوں کو کمال حیرت ہوئی اور کہا کہ ایسے لوگ چل بسے اب دنیا میں نہیں۔

حکایت (۷۴۲) عبداللہ بن ابی دواعہؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن المسیبؒ کے پاس جاکر بیٹھا کرتا تھا۔ چند روز نہ گیا پھر ایک روز جب گیا تو پوچھا، کہاں تھے، میں نے کہا کہ میری بیوی مرگئی تھی، اس لئے حاضری سے مقصر رہا، آپ نے فرمایا کہ تم نے ہم کو اطلاع نہ کی ہم بھی آتے۔ بعد اس کے میں نے اٹھنا چاہا، آپ نے فرمایا کہ اب کوئی اور بیوی ہے کہ اٹھے جاتے ہو، میں نے عرض کیا کہ حضرت میری دو چار پیسے کی اوقات ہے مجھے کون بیٹی دیتا ہے، آپ نے فرمایا کہ میں دیتا ہوں، میں نے عرض کیا کہ آپ دیں گے فرمایا کہ ہاں، اور خطبہ پڑھ کر تھوڑے سے مہر پر اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کردیا میں وہاں سے اٹھا اور خوشی کے مارے پھول رہا تھا، اور یہ سوچتا تھا کہ کس سے ادھار لوں، کیا کروں، اس میں مغرب کا وقت ہوا میں نماز پڑھ کر گھر آیا اور چراغ جلایا روزہ افطار کرکے روٹی اور تیل کھانے بیٹھا اپنے دروازے سے دستک کی آواز آئی، میں نے پوچھا کون ہے کہا سعید، میں نے بہت فکر کیا کہ کون سے سعید ہیں خیال میں نہ آیا اور سعید بن المسیبؒ کا دھیان بھی نہ تھا، کیونکہ انہوں نے چالیس برس سے مسجد کے سوا جانا بالکل ترک کردیا تھا۔ جب میں دروازے پر آیا تو دیکھا کہ سعید بن المسیب ہیں مجھ کو خیال ہوا کہ شاید کوئی ضرورت آپ کو ہوئی ہوگی، میں نے عرض کیا کہ آپ نے مجھے کیوں نہ بلوا لیا۔ فرمایا کہ تمہارے پاس آنا ہی مناسب تھا، میں نے پوچھا کہ کیا حکم ہے فرمایا کہ تم نے نکاح کیا تھا، مجھے تمہارا اکیلا سونا بُرا معلوم ہوا اس لئے تمہاری بیوی کو پہونچانے آیا ہوں، میں نے جو دیکھا تو واقع میں وہ نیک بخت ان کے پیچھے کھڑی ہوئی ہے انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کے دروازے میں کردیا اور دروازہ بند کردیا۔ وہ عورت مارے شرم کے گر پڑی۔ میں نے دروازے کو خوب بند کردیا۔ پھر جس پیالے میں روٹی اور تیل رکھا تھا اس کو چراغ کے سامنے سے ہٹایا کہ عورت کی نظر اس پر نہ پڑے۔ پھر چھت پر چڑھ کر اپنے ہمسایوں کو پکارا سب جمع ہوگئے پوچھا کہ کیا حال ہے۔ میں نے کہا کہ سعید بن المسیبؒ نے آج دن کو اپنی بیٹی مجھے بیاہی تھی اب مجھے خبر بھی نہ تھی وہ اسے یہاں پہونچا گئے۔ لوگوں نے تعجب کیا پوچھا کہ کیا سعید نے تمہارا نکاح کیا ہے میں نے کہا ہاں، انہوں نے پوچھا کہ لڑکی گھر میں ہے میں نے کہا کہ ہاں تو سب لوگ اس کے پاس گئے اور میری والدہ کو جو خبر پہونچی انہوں نے آکر کہا کہ اگر

تین دن تک تو نے اس کو چھیڑا تو کبھی منہ نہ دیکھوں گی، تین دن میں ہم اس کو ٹھیک کر لیں گے تب مضائقہ نہیں۔ تین دن میں علیحدہ رہا۔ پھر جو میں نے اس کو دیکھا اور اس سے بات چیت کی تو نہایت خوبصورت، کلام اللہ کی حافظ اور طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم اور حقوق شوہر سے واقف پایا۔ ایک مہینے تک نہ سعید بن المسیبؒ میرے پاس آئے اور نہ میں ان کے پاس گیا۔ بعد مہینے کے میں گیا تو آپ حلقہ میں تھے میں نے سلام کیا آپ نے جواب سلام کا دیکر کچھ نہ کہا۔ جب لوگ اٹھ گئے اس وقت پوچھا کہ اس آدمی کا کیا حال ہے، میں نے کہا بہت اچھا حال ہے دوست خوش ہوں اور دشمن جلیں، کہا کہ اگر کوئی بات خلاف مرضی ہو تو لاٹھی سے خبر لینا، میں گھر چلا آیا، انہوں نے بیس ہزار درہم میرے پاس بھیجدیے اور یہ لڑکی وہی تھی جس کو عبد الملک بن مروان اپنے بیٹے ولید کے ساتھ اپنے عہد خلافت میں نسبت چاہتے تھے مگر سعید ابن المسیبؒ نے انکار کر دیا تھا۔ اور عبد الملک نے ایک حیلہ قائم کرکے ان کے کوڑے مارے تھے، اور جاڑے کے موسم میں ایک گھڑا ٹھنڈا پانی ان پر ڈالا تھا۔ اور کمبل کا کرتہ پہنایا تھا۔ پس ان کا اسی رات رخصت کر دینا کمال دینداری اور احتیاط کی دلیل ہے۔ جزاہ اللہ جزاء

حکایت (۳۴۶) ابوبکر بن عبد اللہ مزنیؒ روایت کرتے ہیں کہ ایک قصاب اپنے ہمسایہ کی لونڈی پر عاشق ہوا۔ جب اس کے مالک نے اس کو کسی کام کے لئے دوسرے گاؤں میں بھیجا تو قصاب اس کے پیچھے ہوا، اور مطلب کا خواہاں، اس لونڈی نے کہا جتنا تم مجھے چاہتے ہو اس سے زیادہ میں تمہیں چاہتی ہوں، مگر اس بات سے درگذر کرو کہ مجھ کو خدا کا خوف معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کہا کہ جب تجھے خوف ہے تو مجھے نہ ہوگا۔ غرض کہ تائب ہو کر پھرا بعد اس کے اس کو اس شدت کی پیاس لگی کہ قریب مرنے کے ہو گیا۔ اتنے میں انبیائے بنی اسرائیل میں سے کسی کا قاصد ملا اس نے اس سے حال پوچھا اس نے کہا کہ میں پیاسا ہوں، نبی کے قاصد نے فرمایا کہ آؤ ہم تم دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اس گاؤں میں جانے تک ابر کا سایہ ہم پر کر دے اس نے کہا کہ میں نے کوئی کام نیک نہیں کیا کہ دعا مانگوں، تم دعا مانگو قاصد نے کہا اچھا میں دعا مانگتا ہوں تم آمین کہنا۔ پھر قاصد نے دعا شروع کی اور قصاب آمین کہتا گیا۔ یہانتک کہ ایک بادل کا ٹکڑہ ان دونوں کے سر پر ہوگیا اور گاؤں میں پہونچ گئے جب قصائی اپنے مکان کی طرف کو جدا ہوا تو ابر بھی اس کے ساتھ ہو لیا۔ قاصد نے کہا کہ تم تو کہتے تھے

کہ میرے پاس کوئی عمل نیک نہیں، دعا میں نے مانگی تھی اور آمین تم نے کہی تھی اور بادل دونوں پر آیا تھا اب کس طرح تمہارے ساتھ ہو لیا، اپنا حال مجھ سے کہو، اس نے قصہ توبہ کا بیان کیا قاصد نے کہا کہ خدا کے نزدیک تائب کا وہ درجہ ہے کہ کسی کا نہیں۔

حکایت (۹۴۶) احمد بن سعید اپنے باپ سے ناقل ہیں کہ کوفہ میں ہمارے پاس ایک جوان نہایت شکیل و خوبصورت و خوش سیرت عابد رہتا تھا، کبھی مسجد جامع سے گویا جدا نہ ہوتا ایک عورت جمیلہ عقیلہ اس کو دیکھ کر فریفتہ ہو گئی اور مدت تک ویسی ہی رہی، ایک روز وہ شخص مسجد کو جاتا تھا اس کی راہ میں کھڑی ہو گئی اور کہنے لگی کہ میاں صاحب جو کچھ میں کہوں اس کو سن لیجیے، پھر جو دل میں آئے سو کیجیے، مگر شخص مذکور نے کچھ نہ کہا اور چلا گیا، پھر جب وہ گھر کو جانے لگا، پھر راستہ روک کر کہا کہ میری بات سنتے جاؤ، انہوں نے گردن جھکالی اور بڑی دیر کے بعد فرمایا کہ یہ تہمت کی جگہ ہے مجھے اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ کوئی مجھ پر تہمت لگائے اس نے کہا کہ میں جو یہاں آکر کھڑی ہوں تو یہ بات نہیں ہے کہ تمہارا حال نہیں جانتی بلکہ خدا نہ کرے کہ لوگوں کو میری طرف سے ایسا ویسا حال معلوم ہو مگر مجھ کو خود اس جیسے کام کے لیے تمہارے پاس آنا پڑا۔ تمہیں خود معلوم ہے کہ لوگ تھوڑی سی بات کو زیادہ جانا کرتے ہیں۔ اور تم لوگ عابد مثل آئینہ کے، ذرا سی بات سے تم کو عیب لگ جاتا ہے مجھے سو کی ایک بات یہ کہنی ہے کہ ؎

سمایا ہے جس دن سے نظروں میں میری　　جدھر دیکھتی ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

تو میرے اور تمہارے معاملے کو خدا ہی چکائے، راوی کہتا ہے کہ وہ جوان یہ سن کر گھر چلے گئے اور نماز پڑھنی چاہی مگر سمجھ میں نہ آیا کہ کیا پڑھ رہے ہیں۔ ایک پرچہ کاغذ لے کر اس پر ایک رقعہ لکھا اور گھر سے نکلے، دیکھا کہ عورت راہ میں اسی جگہ کھڑی ہے۔ وہ رقعہ اس کی طرف پھینک کر اپنے گھر چلے آئے۔ مضمون رقعہ کا یہ تھا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اے عورت! آگاہ ہو کہ جب بندہ نافرمانی خدا کی کرتا ہے تو وہ بردباری فرماتا ہے اور جب دوبارہ کرتا ہے تب بھی وہ پردہ پوشی فرماتا ہے۔ ع

گنہ بیند و پردہ پوشد بہ حلم

اور جب گناہ کو اپنا شعار کر لیتا ہے تو پھر اس پر ایسا غضب نازل ہوتا ہے کہ نہ اس کو زمین و آسمان سہار سکیں نہ پہاڑ و اشجار نہ دود و دام ؎

بہ تہدید گر برکشد تیغ حکم — بمانند کروبیاں صُمٌّ بُکمٌ

پس ایسے غضب کی کس کو طاقت ہے اور جو تو نے بات کہی تھی وہ اگر باطل ہے تو یاد کر اس دن کو کہ آسمان گلے ہوئے تانبے کی شکل کا ہوگا اور پہاڑ دھنی ہوئی روئی کی طرح اور صولت جباری ور دبدبۂ قہاری اس زور شور پر ہوگا کہ تمام لوگ گھٹنے کے بل گرے ہوئے ہوں گے اور میرا یہ حال ہے کہ میں اپنے ہی نفس کی اصلاح نہیں کر سکتا تا بدیگرے چہ رسد اور اگر تیرا مقولہ حق ہے تو ایسا طبیب بتلائے دیتا ہوں کہ تمام دردوں کی دوا کرے اور مہلک بیماریوں کا علاج فرمائے۔ وہ وہ ذات پاک اللہ جل شانہٗ کی ہے، اسی کی طرف صدق دل سے رجوع کرنا چاہئے اور مجھکو تیری طرف سے یہی آیت کافی ہے۔ وَاَنْذِرْھُمْ یَوْمَ الْاٰزِفَۃِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَی الْحَنَاجِرِ کَاظِمِیْنَ مَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ حَمِیْمٍ وَّلَا شَفِیْعٍ یُّطَاعُ یَعْلَمُ خَآئِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ اس آیت سے کوئی مفر نہیں ہوتا۔ فقط۔ پھر وہ عورت بعد چندے آئی اور راہ میں کھڑی ہوئی جب اس شخص نے اس کو دور سے دیکھا گھر کو لوٹنے کا ارادہ کیا کہ اس کی صورت نظر نہ پڑے، اس نے کہا کیوں جاتے ہو، آج کے سوا کبھی ملاقات نہ ہوگی۔ اب خدا ہی کے یہاں ملیں گے، یہ کہہ کر خوب روئی اور کہا کہ میں خدا سے دعا کرتی ہوں کہ جس کے ہاتھ میں تیرا دل ہے کہ مجھ پر تیری مشکل آسان کرے۔ لیکن مجھ کو کوئی نصیحت اور وصیت کر کہ اس پر عمل کروں، اس نے کہا کہ میں بھی یہی وصیت کرتا ہوں کہ اپنے آپ کو اپنے نفس سے بچائے رکھنا اور یہ آیت یاد رکھنا۔ وَھُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ بِالَّیْلِ وَیَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّھَارِ اس عورت نے گریبان میں منہ ڈالکر پہلی مرتبہ سے بھی زیادہ رونا شروع کیا اور پھر افاقہ کے بعد گھر چلی آئی اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں چندے مصروف رہ کر اسی رنج میں مرگئی۔ وہ جوان اس کو یاد کر کے رویا کرتے لوگ پوچھتے کہ۔ مصرع

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

آپ ہی نے تو اس کو مایوس کیا تھا اب کیوں روتے ہو۔ فرماتے کہ میں نے بفحوائے "گربہ کشتن روز اول"، اس کی طمع کو اول ہی دفعہ ذبح کر ڈالا اور اس سے کنارہ کشی کو خدا کے یہاں اپنے لئے ذخیرہ کیا، اب یہ شرم آتی ہے کہ یہ ذخیرہ کہیں واپس نہ ہو جائے۔

حکایت (۱۵۰) منصور بن المعتمر کے حال میں لکھا ہے کہ عشاء کے بعد چالیس برس تک کوئی کلمہ نہیں بولتے تھے۔

حکایت (۶۵۱) اسی طرح ربیع بن خثیمؒ نے بیس برس تک کوئی دنیا کے کلام نہیں کئے اور جب صبح ہوتی دوات قلم اور پرچہ کاغذ اپنے پاس رکھ لیتے جو کچھ بولتے وہ کاغذ پر لکھ لیتے شام کو اپنے نفس سے اس کا حساب کرتے۔

حکایت (۶۵۲) مکی بن ابراہیم کہتے ہیں کہ ہم ابن عونؒ کے پاس تھے اس میں بلال بن ابی بردہؓ کا ذکر چلا تو لوگ لعنت اور مذمت کرنے لگے، ابن عون چپکے سنا کئے لوگوں نے ان سے کہا کہ تمہیں یاد ہے، اس نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تھا۔ آپ اس کو برا نہیں کہتے۔ آپ نے کہا کہ قیامت کو نامۂ اعمال میں بھی دو باتیں ہوں گی، ایک لا الٰہ الا اللہ، اور دوسرے فلانے نے فلاں کو لعنت کی۔ تو مجھ کو یہی اچھا معلوم ہوتا ہے کہ میرے نامۂ اعمال میں اول کلمہ نکلے دوسرا کلمہ نہ نکلے۔

حکایت (۶۵۳) ایک شخص نے اپنے بھائی سے کہا کہ تم کو یہ بھی خبر ہے کہ دوزخ میں جانا پڑے گا، اس نے جواب دیا کہ ہاں معلوم ہے، اس نے کہا یہ بھی معلوم ہے کہ اس میں سے نکلنا نصیب ہوگا۔ جواب دیا کہ یہ تو معلوم نہیں، کہا پھر خوشی کس چیز سے کر رہے ہو۔ کہتے ہیں کہ پھر کسی نے اس کو مرتے دم تک ہنستے نہ دیکھا۔

حکایت (۶۵۴) یوسف بن اسباط کہتے ہیں کہ حسین رضی اللہ عنہ تیس برس تک نہ ہنسے۔

حکایت (۶۵۵) عطا سلمی کی نقل ہے کہ وہ چالیس برس تک نہ ہنسے۔

حکایت (۶۵۶) وہب بن الورد نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ عید فطر میں ہنس رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر ان کی مغفرت ہوگئی ہے تو یہ فعل شکر کرنے والوں کا سا نہیں ہے اور اگر مغفرت نہیں ہوئی تو یہ کام خوف کرنیوالوں کا سا نہیں۔

حکایت (۶۵۷) روایت ہے کہ سلیمان بن عبد الملک بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس حضرت زہریؒ بھی تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا، سلیمان نے اس سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تو نے میرے حق میں ایسا ایسا کہا ہے۔ اس نے کہا کہ یہ حرکت مجھ سے نہیں ہوئی اور نہ میں نے کچھ کہا، سلیمان نے کہا کہ جس نے مجھ سے کہا ہے وہ سچا آدمی ہے۔ پھر حضرت زہری نے کہا کہ نمام سچا نہیں ہوتا۔ سلیمان نے کہا کہ واقع میں آپ نے درست فرمایا اور اس شخص سے کہا کہ سچ چھٹی ملی۔

حکایت (۶۵۸) ایک شخص نے عمرو بن عبید سے کہا کہ تمہارا رفیق اسواری ہمیشہ اپنے

مکانات میں تم کو بُرا کہا کرتا ہے، انہوں نے جواب دیا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ تو نے نہ تو اس کی رفاقت اور ہم نشینی کا حق سمجھا کر بُرا کہنے لگا اور نہ میرا خیال کیا کہ مجھ کو اس کا حال ایسا بتلایا جو مجھ کو بُرا معلوم ہو۔ خیر اگر یوں ہی ہے تو اس سے کہہ دینا کہ موت ہم دونوں کو آئے گی۔ اور قبر ہم دونوں کو کھپائے گی، اور قیامت میں اکٹھے ہوں گے۔ اور احکم الحاکمین فیصلہ فرمائے گا۔

حکایت (۶۵۹) منقول ہے کہ بعض چغل خوروں نے صاحب بن عبادؒ کو ایک پرچہ لکھا کہ جو یتیم آپ کی تربیت میں ہے اس کے پاس مال بہت ہے اگر داخل خزانہ ہو تو مناسب ہے انہوں نے اس پرچہ کی پشت پر لکھا کہ چغلی بہت بُری چیز ہے گو درست ہی کیوں نہ ہو، خدا تعالیٰ مرد متوفی پر رحمت کرے اور یتیم کو عوض عطا فرمائے اور اس کا مال بڑھا دے اور چغل خور پر لعنت کرے۔

حکایت (۶۶۰) علی بن زید حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے حال میں لکھتے ہیں کہ ایک بار ایک قریشی شخص نے ان سے سخت کلامی کی انہوں نے بڑی دیر تک سر نیچا کر لیا اور پھر فرمایا کہ تمہاری مرضی یہ تھی کہ حکومت کے جوش میں شیطان کے ہاتھوں خفیف ہو کر آج تمہارے ساتھ وہ بات کروں جس کو کل تم میرے ساتھ کرو۔

حکایت (۶۶۱) ایک عورت نے مالک بن دینارؒ کو کہا کہ او ریاکار آپ نے فرمایا کہ تیرے سوا مجھے کسی نے نہیں پہچانا۔ تو گویا وہ اپنے نفس سے آفت ریا دور کرنے میں مشغول تھے اور اس کو یہ سمجھاتے تھے کہ ریا تجھ سے چھوٹا نہیں جو کچھ ہے شیطان کا فریب ہے جب اس عورت نے ریاکار کہا تو چونکہ نفس کو پہلے ہی سے ریاکار جانتے تھے اسواسطے غصے نہ ہوئے۔

حکایت (۶۶۲) حضرت شعبیؒ کو کسی نے بُرا کہا، آپ نے فرمایا کہ اگر تو سچا ہے تو خدا میرے حال پر رحم کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو تیرے دل پر رحم کرے۔

حکایت (۶۶۳) حضرت ابن عباسؓ کو کسی شخص نے گالی دی جب وہ دے چکا تو آپ نے اپنے خادم عکرمہؓ سے فرمایا کہ دیکھو تو اگر اس کی کچھ حاجت ہو تو دیدو اس شخص پر گویا گھڑے پانی کے پڑ گئے سر نیچا کر لیا۔

حکایت (۶۶۴) حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ سے کسی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم فاسق ہو آپ نے فرمایا کہ تیری گواہی مقبول نہیں۔

حکایت (۶۶۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مست کو دیکھا اور چاہا کہ اس کو پکڑ کر سزا دیں، اس نے آپ کو کچھ بُرا کہا، آپ پھر آئے، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ نے بُرا کہنے سے اس کو کیوں چھوڑ دیا، آپ نے فرمایا کہ اس کے بُرا کہنے سے مجھے غصہ آگیا تھا اگر میں اس کو مارتا تو اپنے نفس کے غصّے کا بھی لگاؤ رہتا، اور مجھ کو یہ منظور ہے کہ کسی مسلمان کو اپنے نفس کی حمیت وغیرہ سے نہ ماروں۔

حکایت (۶۶۶) اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو جب ایک شخص نے غصّے کر دیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو مجھے غصہ نہ دلاتا تو میں سزا دیتا۔

حکایت (۶۶۷) روایت ہے کہ ایک چور حضرت عمار بن یاسرؓ کے خیمے میں گھسا اور پکڑا گیا لوگوں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالئے آپ نے فرمایا کہ نہیں میں اس کی پردہ پوشی کرونگا کہ اللہ تعالیٰ میری پردہ پوشی فرمائے۔

حکایت (۶۶۸) ایک بار حضرت ابن مسعودؓ کو بازار میں بیٹھے ہوئے کچھ سودا لیتے تھے، دام دینے کے واسطے عمامے میں سے درم نکالنے چاہے تو معلوم ہوا کہ کسی نے کھول لئے آپ نے فرمایا کہ جب تک میں یہاں بیٹھا ہوں تب تک موجود تھے۔ لوگ لینے والے کو بد دعا دینے لگے کہ الٰہی اس کے ہاتھ کٹ پڑیں اور اس کا بُرا ہو پس آپ نے فرمایا کہ الٰہی اگر اس کو کچھ حاجت تھی اور لے لیا ہے تو اس کو برکت دے کہ اس کا کام نکل جائے اور اگر گناہ پر جرأت کے سبب لے گیا ہو تو اسی گناہ کو اس کا پچھلا کفارہ کر دے کہ آگے پھر ایسا نہ کرے۔

حکایت (۶۶۹) فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خراسان کے ایک شخص کی نسبت میں نے کوئی زیادہ زاہد نہیں دیکھا وہ میرے ساتھ مسجد حرام میں بیٹھا تھا کہ طواف کو اٹھا اس کے دینار چوری گئے تو رونا شروع کیا۔ میں نے پوچھا کہ دیناروں کے واسطے روتے ہو، اس نے کہا کہ نہیں بلکہ اس وقت مجھ کو یہ تصور بندھ گیا ہے کہ میں اور چور خدا کے سامنے موجود ہیں اور اس کو کچھ حجت نہیں کہ پیش کرے اس لئے مجھکو رحم آیا اور رو پڑا۔

حکایت (۶۷۰) عمار بن سعیدؒ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ایک گاؤں پر ہوا، جس کے رہنے والے صحن اور راستوں میں مرے پڑے تھے آپ نے حواریین سے

ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ غضب الٰہی سے ہلاک ہوئے ہیں ورنہ ایک دوسرے کو دفن کرتے انہوں نے عرض کیا کہ کسی طرح انکا حال معلوم ہو جاتا تو خوب ہوتا۔ آپؑ نے جناب باری میں عرض کیا ارشاد ہوا کہ رات کے وقت ان کو پکارنا تو جواب دیں گے۔ رات ہو گئی، آپ نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر پکارا، او گاؤں والو! وہاں سے کسی نے جواب دیا کہ کیا ارشاد ہے اے روح اللہ! آپؑ نے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے، اس نے جواب دیا کہ شام کو اچھی طرح سوئے تھے صبح کو دوزخ میں جا پڑے۔ آپؑ نے کہا کہ اس کا کیا سبب تھا اس نے عرض کیا کہ ہم لوگوں کو محبتِ دنیا تھی اور گناہگاروں کی فرمانبرداری کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا کو کتنا چاہتے تھے، اس نے عرض کیا کہ جتنا بچہ اپنی ماں کو چاہتا ہے کہ جب سامنے آئی خوش ہوا اور جب چلی گئی رنجیدہ ہو کر رونے لگا۔ آپؑ نے پوچھا کہ تیرے ساتھی جواب کیوں نہیں دیتے عرض کیا اس لئے کہ ان کے منہ میں آگ کی لگامیں ہیں اور ان کی باگیں فرشتے کڑے تیز مزاج لئے ہوئے ہیں۔ آپؑ نے پوچھا کہ ان میں سے تو کس طرح بولتا ہے اس نے عرض کیا کہ میں ان میں تو نہ تھا لیکن چونکہ ان کے ساتھ رہتا تھا عذاب نے مجھ کو بھی نہ چھوڑا اب میں دوزخ کے کنارے پر لٹکا ہوا ہوں یہ نہیں جانتا کہ اس سے بچوں گا یا اس میں ڈھکیلا جاؤنگا آپ نے حواریین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو کی روٹی ٹکی نمک سے کھانی اور ٹاٹ پہننا اور گھورے پر سو رہنا بہت ہے اگر دنیا و آخرت میں تندرستی ملے۔

حکایت (۶۱۷) مسلمہ بن عبد الملک حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی خدمت میں نزع کی حالت میں گئے، اور ان سے کہا کہ آپ نے ایسا کام کیا جو کسی نے آپ سے پہلے نہیں کیا، وہ یہ ہے کہ اپنی اولاد کے لئے روپیہ چھوڑا نہ اشرفی اور ان کے تیرہ بیٹے تھے مسلمہ کا قول سن کر انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو ذرا بٹھلا دو، جب آپ بیٹھ گئے تو فرمایا کہ جو تم کہتے ہو کہ میں نے اولاد کے واسطے کچھ نہیں چھوڑا تو میں نے ان کا حق کچھ نہیں داب رکھا، اور جو غیروں کا حق تھا، وہ ان کو نہیں دیا، علاوہ ازیں میرے بیٹے دو طرح کے ہیں یا تو خدا کے فرمانبردار ہیں تو ایسوں کو خدا ہی کافی ہے چنانچہ خود فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ یا عاصی و نافرمان ہیں ان کی مجھے کچھ پروا نہیں جو ہو سو ہوا کرے۔

حکایت (۶۱۸) روایت ہے کہ محمد بن کعب قرظیؒ کو بہت سا مال ہاتھ لگا لوگوں نے کہا کہ اگر اسکو اپنے بیٹے کے واسطے رکھ چھوڑو تو مناسب ہے انہوں نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس کو تو اپنے لئے خدا کے پاس جمع کر دونگا

اور خدا کو اپنے بیٹے کے لئے چھوڑ جاؤنگا ۔

حکایت (۶۷۳) محمد بن منکدر ام درہ سے جو حضرت عائشہؓ کی خادمہ تھیں روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن زبیرؓ نے ایک لاکھ اسی ہزار درم دو گونوں میں حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجے آپ نے ایک طباق منگا کر ان کو لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ جب شام ہوئی مجھ سے کہا کہ ہماری افطاری لاؤ میں نے روٹی اور زیتون کا تیل سامنے رکھ دیا، اور کہا کہ آپ نے اتنا کچھ بانٹا یہ نہ ہو سکا کہ ہمارے افطار کے لئے ایک درم کا گوشت ہی منگا دیتیں ۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم پہلے سے کہتیں تو ایسا ہی کرتی ۔

حکایت (۶۷۴) ابان بن عثمانؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے یہ چاہا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو کچھ ضرر پہونچانا چاہئے۔ اس کے لئے تمام سرداران قریش کے پاس جاکر کہدیا کہ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ صبح کا کھانا میرے یہاں کھانا، لوگوں نے اس کے کہنے پر عمل کیا صبح کو سب سردار حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے گھر پر جمع ہوئے۔ حتی کہ گھر میں جگہ بھی نہ رہی۔ آپ نے ان کے آنے کا حال پوچھا۔ انہوں نے ماجرا بیان کیا کہ تمہارا پیام فلاں کی معرفت اس وقت کی دعوت کا پہونچا تھا۔ آپ نے سنتے ہی میوہ خرید کر ان کے سامنے رکھ دیا اور کچھ لوگوں کو کھانا پکانے کے لئے معین کیا۔ ہنوز میوہ نہ کھا چکے تھے کہ دستر خوان بچھایا گیا اور سب کھا پی کر چلے گئے۔ آپ نے اپنے کارپردازان سے پوچھا کہ جس قدر آج خرچ ہوا ہے اتنا روز ہو سکتا ہے یا نہیں انہوں نے کہا کہ البتہ ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا تو ہر روز یہ لوگ صبح کو یہاں ہی کھانا کھایا کریں ۔

حکایت (۶۷۵) ایک شخص نے حضرت امام حسنؓ سے کسی حاجت کا سوال کیا آپ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے جو مجھ سے سوال کیا اس کا حق مجھ پر بہت ہے اور مجھ کو یہ جاننا بھی دشوار ہے کہ تجھ کو کیا دینا چاہئے۔ اور جس قدر کا تو لائق ہے اتنا میرے پاس نہیں۔ علاوہ اس کے خدا کی راہ میں بہت دینا بھی تھوڑا ہی ہے۔ میرے قبضے میں تیری حاجت کے موافق تو نہیں مگر جو تھوڑے پر قناعت کرے اور مجھ کو زیادہ دینے کے لئے کسی تکلف اور حیلے کی حاجت نہ پڑنے دے تو البتہ قدر موجود حاضر کروں۔ اس نے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ جو آپ دیں گے مجھے قبول ہے اگر آپ دیں گے تو مشکور ہونگا، اور نہ دیں گے تو معذور جانوں گا آپ نے اپنے کارپرداز کو بلایا اور اس سے اپنے خرچ کا حساب کیا۔ اور سب حساب کر کے فرمایا کہ تین لاکھ

درم میں سے جتنا باقی ہو وہ لے آؤ اس نے پچاس ہزار درم لادیئے۔ آپ نے فرمایا، پانچسو دینار بھی تو تھے وہ کیا ہوئے اس نے کہا کہ میرے پاس موجود ہیں آپ نے ان کو بھی منگا لیا اور سب دینار و درم اس سائل کے حوالے کئے اور کہا ان کے لیجانے کو مزدور بلالاؤ جب مزدور آئے آپ نے اپنی چادر مزدوری میں ان مزدوروں کے حوالے کی آپ کے خادموں نے عرض کی کہ اب ہمارے پاس نہ دینار ہے نہ درم، آپ نے فرمایا مجھے توقع ہے کہ خدا تعالیٰ اس کا ثواب بہت بڑا عنایت فرمائے گا۔

حکایت (۶۷۶) ابو الحسن مدائنی کہتے ہیں کہ ایک بار حضرات امام حسنؓ، امام حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم حج کے لئے روانہ ہوئے راہ میں بار برداری سے بچھڑ گئے تو بھوک اور پیاس لگی اثنار راہ میں ایک بڑھیا اپنی جھونپڑی میں بیٹھی تھی۔ تینوں صاحبزادوں کا جو گذر وہاں سے ہوا، پوچھا کہ کیا تیرے پاس پانی ہے، کہا کہ ہے، یہ سن کر سواریوں سے اتر پڑے اور اس کے پاس ایک چھوٹی سی بکری الگ بندھی تھی کہا کہ اس کا دودھ نکال کر پی لو جب دودھ نکال کر پی لیا تو پوچھا کچھ کھانے کو بھی تیرے پاس ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میرے پاس سوائے اس بکری کے اور کچھ نہیں اگر تم میں سے کوئی اس کو ذبح کر کے صاف کر دے تو میں پکا دوں، صاحبزادوں نے اس کی تعمیل کی بڑھیا نے کھانا تیار کر دیا وہ کھا پی کر سیر ہوئے اور سہ پہر کے وقت تک ٹھہرے رہے جب چلنے لگے بڑھیا سے کہا کہ ہم لوگ قریشی ہیں اب حج کو جاتے ہیں وہاں سے اگر سلامت پھریں گے تو تو ہمارے پاس آئیو ہم تجھ سے سلوک کریں گے، یہ کہہ کر تشریف لے گئے جب اس عورت کا خاوند آیا تو اس نے تشریف لانا حضرات کا اور ذبح ہونا بکری کا بیان کیا وہ سن کر غصہ ہوا۔ کہ میری بکری کیا جانے کسکو کھلادی پھر کہتی ہے کہ وہ قریش کے لوگ تھے، پھر مدت کے بعد ان دونوں مرد و عورت کو مدینہ منورہ آنے کی ضرورت ہوئی وہاں پہونچ کر اونٹ کی مینگنیاں جمع کرتے اور ان کو بیچ کر اپنی گذران کرتے۔ اتفاقاً ایک روز بڑھیا اس طرف جانکلی جہاں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے آپ نے بڑھیا کو پہچانا مگر اس نے نہ پہچانا آپ نے خادم کو بھیج کر اس کو بلایا اور پوچھا مجھے پہچانتی ہے اس نے عرض کیا کہ میں نہیں پہچانتی آپ نے فرمایا کہ میں وہ ہوں جو فلاں روز تیرے یہاں مہمان ہوا تھا۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ وہ ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں

پھر آپ نے ایک ہزار بکریاں اور ہزار دینار بڑھیا کو دے کر اپنے غلام کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجدیا۔ انہوں نے بڑھیا سے پوچھا کہ تجھے میرے بھائی نے کیا دیا ہے اس نے عرض کیا کہ ہزار دینار اور ہزار بکریاں، آپ نے بھی اسی قدر اس کو دلوایا اور اپنے خادم کے ساتھ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پاس روانہ کردیا، انہوں نے پوچھا کہ حسنین رضی اللہ عنہما نے تجھ کو کیا دیا کہا دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریاں دیں۔ انہوں نے دو ہزار دینار اور دو ہزار بکریاں اپنے پاس سے دیں، اور فرمایا کہ اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو میں اتنا دیتا کہ حسنین رضی اللہ عنہما کو دینا بڑا مشکل پڑتا۔ غرض کہ بڑھیا چار ہزار دینار اور اتنی ہی بکریاں لے کر اپنے خاوند کے پاس آئی اور کہا کہ یہ عوض اس ایک بکری کا ہے کہ جسکو سرداران قریش نے کھایا تھا۔

حکایت (۶۷۷) ایک بار عبداللہ بن عامرؓ کریز مسجد سے تنہا اپنے گھر کو جاتے تھے ثقیف کی قوم سے ایک لڑکا ان کے پیچھے ہولیا۔ انہوں نے پوچھا تجھے مجھ سے کچھ کام ہے، اس نے کہا کہ کوئی کام نہیں، آپ تنہا جاتے تھے، میں اس لئے ساتھ ہولیا کہ خدا نخواستہ راستے میں اگر آپ پر کوئی بری بات پیش آوے تو میں اپنے اوپر اسے لوں اور آپکو بچاؤں۔ عبداللہؓ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور گھر پر آکر ہزار دینار عنایت کئے اور کہا کہ تجھ کو تیرے مربیوں نے خوب تعلیم کی ہے جا ان دیناروں کو اپنے مصرف میں لا۔

حکایت (۶۷۸) عبداللہ بن عامرؓ نے خالد بن عقبہؓ سے ان کا گھر جو بازار میں تھا نوے ہزار درم میں مول لیا۔ جب رات ہوئی تو خالد کے گھر والوں کے رونے کی آواز عبداللہؓ کے کانوں میں پہونچی۔ پوچھا کہ یہ کیوں روتے ہیں لوگوں نے کہا کہ اپنے گھر کے لئے روتے ہیں اپنے خادم سے آپ نے فرمایا کہ تو ان سے جاکر کہدے کہ مال اور مکان سب تمہارا ہے۔

حکایت (۶۷۹) روایت ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک بن انسؓ کی خدمت میں پانسو دینار بھیجے۔ یہ خبر لیث بن سعدؓ کو پہونچی انہوں نے ان کی خدمت میں ہزار دینار روانہ کئے۔ ہارون رشید نے لیث کو بلا کر عتاب کیا کہ تم ہماری رعیت ہو کیا وجہ کہ ہم نے پانسو بھیجے تو تم نے ہزار دئے۔ انہوں نے کہا کہ یا امیر المومنین میرے یہاں ہر روز ہزار دینار کا غلہ آتا ہے مجھے شرم آئی کہ ایسے شخص کو ایک دن کی آمدنی سے کیا کم دوں لیث بن سعد کی سخاوت مشہور ہے۔ یہی وجہ تھی کہ باوجود ہزار دینار آمدنی ہر روز کے ان پر زکوٰۃ

واجب نہ ہوئی۔ ایک بار کسی عورت نے ان سے شہد مانگا تو انہوں نے ایک مٹک شہد اسکو دیا کسی نے پوچھا کہ اس کا کام تو تھوڑے میں نکل جاتا، آپ نے فرمایا کہ اس نے اپنی حاجت کے موافق مانگا تھا ہم نے اس قدر دیا کہ جسقدر خدا تعالیٰ نے ہم پر نعمت کی تھی۔ اور یہ انکا دستور تھا کہ ہر روز جب تک تین سو ساٹھ مسکینوں کو کھانا اور صدقہ نہ دیدیتے کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالتے تھے۔

حکایت (۶۸۰) اعمشؒ روایت کرتے ہیں میری ایک بکری بیمار ہوئی خیثمہ بن عبدالرحمٰنؒ اس کو صبح و شام آکر پوچھتے کہ گھاس اچھی طرح کھاتی ہے یا نہیں۔ اور بچے بدون دودھ کے کیسے صبر کرتے ہیں اور یہ کہہ کر میرے بچھونے کے نیچے کچھ رکھ دیتے اور چلتے وقت کہہ جاتے کہ بچھونے تلے جو کچھ ہو نکال لینا۔ بکری کی بیماری کے دنوں میں میرے پاس تین سو دینار سے زیادہ پہونچ گئے۔ یہانتک کہ میرے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ کسی طرح یہ بکری بیمار ہی رہے تو بہتر ہے اس کی بیماری سے یہ کچھ ملا۔

حکایت (۶۸۱) قیس بن سعد بن عبادہ بیمار پڑے ان کے اقارب ان کی عیادت کو نہ آئے انہوں نے جو سبب پوچھا تو لوگوں نے کہا کہ چونکہ تمہارا قرض ان کے ذمے ہے اسلئے وہ آتے ہوئے شرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خدا مال کو ذلیل کرے یہ بھائیوں سے بھی نہیں ملنے دیتا پھر ایک پکارنے والے سے کہا کہ یوں پکارے کہ قیس بن سعدؓ کا جس کے ذمے کچھ آتا ہو وہ معاف ہے اس کو سنتے ہی لوگ اس کثرت سے آئے کہ آپ کے گھر کی سیڑھی بھی ٹوٹ گئی۔

حکایت (۶۸۲) شیخ ابوسعید حرکوشی نیشاپوری کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن حافظ بن محمدؒ سے سنا ہے کہ وہ زبانی شافعی مجاور مکہ کے بیان کرتے تھے کہ مصر میں کوئی شخص ایسا تھا کہ فقراء کے لیئے کچھ چندہ کر دیا کرتا تھا اتفاقاً ایک شخص کے گھر لڑکا پیدا ہوا، وہ اس شخص کے پاس آکر کہنے لگا کہ میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے اور اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے یہ سنتے ہی یہ شخص اس کے ساتھ ہوا اور بہت سے لوگوں کے پاس لے گیا۔ مگر کہیں سے کچھ نہ ملا پھر ایک آدمی کی قبر پہ آکر بیٹھا۔ اور کہنے لگا کہ خدا تجھے بخشے تو زندگی میں بہت کچھ دیا کرتا تھا۔ آج میں بہتوں کے پاس گیا اور اس شخص کے واسطے بہت سی کوشش کی کہ کچھ ملے مگر حسب اتفاق ہر سعی بیفائدہ ہوئی یہ کہہ کر ایک دینار نکالا اور اس کو خورد کر کے آدھا سائل کو دیا اور کہا کہ یہ میں تم کو قرض دیتا ہوں جب تمہارے پاس ہوا دا کر دینا، وہ شخص آدھا

دینار لے کر گھر چلا آیا، اور بچہ ہونے میں جو ضرورت تھی اس کو انجام دیا، رات کو اس مصری چندہ کرنے والے نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا کہ یوں کہتا ہے کہ تو نے جو کچھ مجھ سے کہا تھا وہ سب میں نے سنا مگر چونکہ مجھ کو اجازت جواب کی نہ تھی اس واسطے میں جواب نہ دے سکا۔ اب کہتا ہوں کہ تم میرے مکان پر جاکر میری اولاد سے کہو کر چولھے کے نیچے کھودیں وہاں سے ایک برتن میں پانسو دینار گڑے ہوئے نکلیں گے وہ ان سے لے کر اس لڑکے والے کو دیدو، جب صبح ہوئی تو وہ شخص اس کی اولاد کے پاس گیا اور خواب کا قصہ بیان کیا انہوں نے اس کو ٹھہرا کر جگہ کھودی اور دینار لاکر رکھدیئے کہ لیجاؤ اس نے جواب دیا کہ تمہارا مال ہے میرے خواب کا کیا اعتبار ہے انہوں نے کہا کہ مال والا تو مرنے پر بھی سخاوت کرتا ہے ہم جیتے جی کیسے نہ کریں، غرض بعد رد و کد اس شخص نے دینار لے لیے اور لڑکے والے کے پاس لاکر رکھے اور تمام ماجرا بیان کر کے کہا کہ اب تمہارا مال یہ ہے جو چاہو سو کرو۔ اس نے ایک دینار اٹھا کر خورد کیا اس میں سے نصف تو اس شخص کو بوجہ قرض دیا اور نصف خود رہنے دیا۔ کہ مجھے اسی قدر کفایت ہے۔ باقی تم فقیروں کو دیدو۔ ابو سعید راوی اس حکایت کے کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم ان سب میں زیادہ سخی کس کو کہنا چاہیے۔

حکایت (۶۸۳) امام شافعیؒ کہتے ہیں مجھے جب سے حماد بن سلیمانؒ کی ایک خبر پہونچی ہے تب سے میں ان سے محبت رکھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ایک روز وہ سوار جاتے تھے حرکت سے تکمہ ٹوٹ گیا، راستے میں ایک درزی سیتا تھا چاہا کہ اتر کر اس سے درست کرالیں، درزی نے قسم دلائی کہ آپ نہ اتریں اور خود اس کے ٹانکنے کو کھڑا ہو گیا۔ اور درست کر دیا۔ انہوں نے اس کو دس دینار دیئے اور معذرت کرنے لگے، کہ یہ مقدار قلیل ہے۔

حکایت (۶۸۴) ربیع بن سلیمانؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے شافعیؒ کی رکاب پکڑی آپ نے ربیعؒ سے کہا کہ اس کو چار دینار دو اور میری طرف سے معذرت کرو۔

حکایت (۶۸۵) روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کے پچاس ہزار درم حضرت طلحہؓ کے ذمے تھے ایک روز حضرت عثمانؓ مسجد کو تشریف لئے جاتے تھے کہ حضرت طلحہؓ نے فرمایا کہ آپکا مال موجود ہے لے لیجئے آپنے فرمایا کہ وہ میں نے آپ ہی کو دیا تھا کہ آپ کی مروت یعنی سخاوت

پر مدد و معاون ہو۔

حکایت (۶۸۶) سعدی بنت عوف کہتی ہیں کہ ایک روز حضرت طلحہؓ کی خدمت میں گئی، آپ کو کچھ مکدر دیکھ کر پوچھا کہ کیا حال ہے۔ فرمایا کہ میرے پاس کچھ مال جمع ہوگیا ہے اس کا تردد ہے، میں نے کہا کہ تردد کی کیا بات ہے، اپنی قوم کو بلوا کر بانٹ دو، آپ نے غلام کو بھیج کر سب کو بلوایا۔ اور مال تقسیم کر دیا۔ میں نے خادم سے پوچھا کہ کسقدر تھا کہا کہ چار لاکھ درم تھے۔

حکایت (۶۸۷) ایک اعرابی نے انہیں حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ سوال کیا اور اپنی قرابت بھی کچھ بیان کی آپ نے فرمایا کہ مجھ سے قرابت کی وجہ سے آج تک کسی نے کچھ نہیں مانگا تھا میرے پاس ایک قطعہ زمین ہے۔ جس کے حضرت عثمانؓ تین لاکھ درم دیتے ہیں اگر تو چاہے تو وہ زمین لے لے ورنہ اس کے دام تجھ کو دیدوں۔ اس نے دام ہی طلب کئے آپ نے وہ زمین حضرت عثمانؓ کو دے کر قیمت مذکورہ حوالے کی۔

حکایت (۶۸۸) روایت ہے کہ ایک روز حضرت علی مرتضیٰؓ روئے لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا سات روز سے میرے یہاں کوئی مہمان نہیں آیا، ڈر ہے کہ خدا نے کہیں مجھے ذلیل تو نہیں کیا۔

حکایت (۶۸۹) ایک شخص اپنے دوست کے دروازے پر گیا اور دستک دی اس نے پوچھا آپ کیسے آئے کہا کہ میرے ذمے چار سو درم ہیں اسنے چار سو درم تولکر حوالے کئے اور گھر میں روتا ہوا آیا بیوی نے کہا کہ اگر تم کو ان درموں کا دینا شاق تھا تو نہ دئے ہوتے۔ اس نے کہا کہ میں اس لئے روتا ہوں کہ مجھ کو اس کا حال بدوں اس کے کہے معلوم نہ ہوا۔ میں اگر خود جویا رہتا تو اسکو مانگنے کی کیوں حاجت پڑتی۔

حکایت (۶۹۰) روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اپنی کسی زمین کے دیکھنے کو نکلے راہ میں کسی باغ میں ٹھہرے کہ وہاں ایک غلام حبشی کام کر رہا تھا۔ جب اس غلام کا کھانا آیا اور اسی وقت ایک کتا بھی اسی احاطے میں گھس کر غلام کے پاس چلا آیا، اس نے ایک روٹی اس کو دیدی جب وہ کھا چکا تو دوسری دیدی، پھر تیسری دے دی اسی طرح اپنی کل غذا اس کو کھلا دی، حضرت عبداللہؓ بیٹھے دیکھا کئے۔ پھر اس غلام سے پوچھا کہ تیری غذا ہر روز کس قدر ہے۔ اس نے عرض کیا کہ اسی قدر ہے جو آپ نے دیکھی فرمایا کہ پھر تو نے سب کی سب کتے کو کیوں

کھلادی آپ کیوں نہ کھائی اس نے عرض کیا کہ یہاں کوئی کتا نہیں رہتا، معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتا مسافر ہے دور سے یہاں آیا تھا اور بھوکا تھا مجھ کو اس کا بھوکا رہنا اور آپ شکم سیر ہونا بُرا معلوم ہوا آپ نے فرمایا کہ پھر دن بھر کیا کھائے گا۔ اس نے عرض کیا کہ فاقہ کروں گا۔ پھر آپ نے سوچا کہ میں اس کو سخاوت پر ملامت کر رہا ہوں۔ یہ تو مجھ سے زیادہ سخی ہے پس آپ نے اس باغ اور غلام اور وہاں کے اسباب و سامان کو خرید کر اس غلام کو آزاد کر دیا اور وہ باغ اس کو ہبہ کر دیا۔

حکایت (٦٩١) حضرت ابوالحسن انطاکیؒ کے پاس ایک بار کسی گاؤں میں متفرق رہے کے تیس سے کچھ زیادہ آدمی جمع ہوئے ان کے پاس چند روٹیاں گنتی کی تھیں کہ سب کے شکم سیری کو کافی نہ تھیں پس روٹیوں کے ٹکڑے کر کے چراغ گل کر دیا اور کھانے کو بیٹھے جب کھانا بڑھایا تو معلوم ہوا سب کا سب موجود ہے کسی نے کچھ نہیں کھایا۔ ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ دوسرا کھالے تو بہتر ہے۔

حکایت (٦٩٢) روایت ہے کہ شعبہؒ کے پاس ایک سائل آیا آپ کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ آپ نے مکان کی ایک کڑی اتار کر اس کو دیدی اور معذرت کی۔

حکایت (٦٩٣) حذیفہ عدویؒ کہتے ہیں کہ میں شام کے نواح میں یوم یرموک گیا مجھے اپنے چچازاد کی تلاش تھی کہ اگر ان میں کوئی سانس باقی ہوگی تو پانی پلا دونگا اور منہ دھو دوں گا۔ اسی لئے تھوڑا پانی بھی لیتا گیا۔ جب معرکے کی جگہ میں ڈھونڈھا تو ان کو زندہ پایا پوچھا پانی پلادوں انہوں نے اشارے سے کہا کہ اچھا، جب میں نے پانی پلانا چاہا تو آہ کی آواز پاس سے آئی۔ میرے چچازاد نے اشارہ کیا کہ پہلے اس کو پلاؤ۔ جب میں وہاں لے گیا تو دیکھا ہشام بن عاصؓ ہیں۔ میں نے پوچھا کہ پانی پلاؤں یہ سن کر ایک اور آہ کی آواز آئی حضرت ہشام نے اشارہ کیا کہ اول وہاں لیجاؤ جب میں اس شخص کے پاس گیا تو وہ مر چکا تھا، وہاں سے پھر ہشام کے پاس آیا تو یہ بھی انتقال کر گئے پھر اپنے چچازاد کے پاس آیا تو ان کو بھی زندہ نہ پایا خدا تعالیٰ ان سب پر اپنا رحم کرے۔

حکایت (٦٩٤) عباس بن دہقانؒ کہتے ہیں کہ سوائے بشر بن الحارثؒ کے کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس طرح دنیا میں آیا ہو اسی طرح اٹھ جائے۔ بشر بن الحارثؒ

البتہ جیسے آئے تھے ویسے ہی گئے۔ ان کے مرض موت میں ایک شخص آیا اور حاجت کا سوال کیا۔ آپ نے اپنا کرتہ اتار کر اس کے حوالے کیا۔ اور ایک اور شخص سے ایک کپڑا مانگ لیا اس میں انتقال ہوا۔

حکایت (۶۹۵) روایت ہے کہ ابوالحسن بوشنگیؒ ایک روز پاخانے میں تھے آپ نے ایک شاگرد کو بلا کر فرمایا کہ میرا کرتہ بدن سے نکال کر فلاں شخص کو دیدے اس نے عرض کیا کہ آپ نے پاخانے میں سے نکلنے کا صبر نہ فرمایا، انہوں نے کہا کہ اس وقت میرے دل میں آیا کہ کرتہ دے ڈالوں اور اپنے نفس سے یہ خوف تھا کہیں بدل نہ جائے اس واسطے اسی وقت تعمیل کی۔

حکایت (۶۹۶) جریر رحمۃ اللہ علیہ لیثؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے ساتھ ہوا کہ میں آپ کی خدمت میں رہونگا۔ حضرتؑ نے اس کو ساتھ لیا۔ اور ایک ندی کے کنارے پر پہونچ کر ناشتہ کھایا۔ آپ کے ساتھ تین روٹیاں تھیں دو تو کھالیں تیسری باقی رہی حضرت عیسٰی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور نہر میں سے پانی پی کر پھر آئے، اور وہ روٹی نہ پائی آپؑ نے اس شخص سے پوچھا کہ روٹی کس نے لی، اس نے عرض کیا مجھ کو معلوم نہیں، آپ نے اس کو ساتھ لیا اور چل دیئے راہ میں ایک ہرنی ملی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ آپ نے ایک کو بلایا وہ چلا آیا، اس کو ذبح کر کے بھونا اور آپ نے مع اس شخص کے تناول فرمایا۔ پھر اس بچے کو ارشاد فرمایا۔ قم باذن اللہ (خدا کے حکم سے کھڑا ہو جا) وہ اٹھ کر چلا گیا۔ پھر آپ نے اس شخص سے کہا تجھ کو قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھ کو یہ معجزہ دکھلایا، بتلا دے کہ روٹی کس نے لی، اس نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا۔ پھر آپ اس کو ساتھ لے چلے۔ اور ایک چشمے پر پہونچے آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پانی پر چلے گئے جب اس سے پار ہوئے۔ پوچھا کہ تجھ کو قسم ہے اس معجزہ دکھلانے والے کی، بتلا دے روٹی کس نے لی، اس نے بدستور سابق عرض کیا۔ کہ مجھے معلوم نہیں، پھر ایک جنگل میں گئے وہاں بیٹھ کر حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے مٹی یا بالو جمع کرنا شروع کی اور ڈھیر بنا کر فرمایا کہ خدا کے حکم سے سونا ہو جا، وہ سونا ہو گیا، آپ نے اس کے تین حصے کئے اور فرمایا کہ ایک ان میں میرا ہے اور ایک تیرا اور ایک اس شخص کا جس نے روٹی لی۔ یہ سنتے ہی وہ بول اٹھا کہ روٹی تو میں نے ہی لی تھی، آپ نے فرمایا کہ یہ سب تو ہی رکھ اور اس سے علیحدہ ہو گئے یہ شخص

تنہا مال لئے جنگل میں تھا کہ اتنے میں دو شخص اس کے پاس آئے اور چاہا کہ اس کو مار کر مال چھین لیں اس نے کہا کہ اس کو ہم برابر تقسیم کر لیں، لڑنے کی ضرورت کیا ہے۔ اوّل ایک شخص گاؤں میں جا کر کھانا لے آئے کہ اس کو کھا لیں۔ غرض ایک ان میں سے کھانا لینے گیا، اور دل میں کہا کہ اگر اس کھانے میں زہر ملا دوں تو دونوں شخص مر جائیں گے، مال سارا مجھ کو ہی ملے گا اسی خیال سے کھانے میں زہر ملا دیا، اور ادھر دونوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اگر تیسرے شخص کو مار دیا جائے تو مال آدھا آدھا ہمارے حصے میں آئے گا، جب وہ کھانا لے کر آئے تو اس کو مار ڈالنا چاہیئے۔ چنانچہ جب وہ کھانا لے کر گیا تو ان دونوں نے اس کو مار ڈالا۔ اور کھانا کھا لیا، زہر کے باعث خود بھی وہیں کھیپ رہے اور سونا جوں کا توں جنگل میں پڑا رہا یہ تینوں اس کے گرد ڈھیر تھے اسی حال میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا گذر ان پر ہوا۔ آپ نے یاروں سے ارشاد فرمایا کہ دیکھ لو دنیا کا یہ حال ہے، اس سے بچتے رہو۔

حکایت (۶۹۷) روایت ہے کہ حضرت ذوالقرنینؑ ایک قوم پر گذرے کہ ان کے پاس دنیا کی چیزوں میں سے کچھ نہ تھا جیسے لوگوں کی غذا اور پوشاک وغیرہ ہوتی ہے انکی معاش کا طور یہ تھا کہ قبریں کھود رکھی تھیں صبح کو ان میں جھاڑو دیتے صاف کرتے اور ان کے پاس نماز پڑھتے اور جانوروں کی طرح ساگ چرتے اور قدرتِ خدا سے ہر طرح کا ساگ ان کے لئے وہاں موجود تھا، حضرت ذوالقرنین نے اپنا ایلچی بھیجا کہ ان کے سردار سے جا کر کہو کہ بادشاہ ذوالقرنینؑ تمکو بلاتا ہے۔ جب اس نے ان کے حاکم سے پیغام کہا اس نے جواب دیا کہ مجھے اس سے کچھ غرض نہیں ہے اگر اس کو کچھ مطلب ہو تو چلا آئے۔ حضرت ذوالقرنینؑ نے فرمایا کہ واقع میں سچ کہا۔ اور خود اس کے پاس تشریف لائے، اور فرمایا کہ میں نے تمہارے بلانے کو آدمی بھیجا تھا، تم نے انکار کیا اب میں خود آیا۔ اس نے عرض کیا کہ اگر مجھ کو کچھ مطلب ہوتا تو میں خود آتا آپ نے فرمایا کہ میں تمہارا جو حال دیکھتا ہوں ایسا کسی کا نہیں یہ کیا بات ہے کہ تمہارے پاس دنیا کی کوئی شئے نہیں، تم نے کچھ چاندی سونا کیوں پیدا نہیں کیا۔ کہ اور لوگوں کی طرح آسائش میں رہتے اس نے جواب دیا کہ ہم نے چاندی سونا اس واسطے برا جانا کہ جب کسی کو یہ ملتا ہے اس کا نفس یہی چاہتا ہے کہ اس سے افضل کوئی اور چیز ملے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر قبریں تم نے کس غرض سے کھودی ہیں، اور ہر صبح ان کو صاف کر کے ان کے پاس نماز پڑھتے ہو۔ اس نے کہا کہ اس سے ہماری یہ مراد ہے کہ اگر بالفرض دنیا کی طمع ہو بھی تو قبروں کے دیکھنے سے اس سے رک جاویں

اور طول امل دل سے جاتی رہے، آپ نے فرمایا کہ پھر ساگ کس واسطے کھاتے ہو، چوپایوں کو پال کر ان کا دودھ اور گوشت کیوں نہیں کھاتے اور سوار کیوں نہیں ہوتے، اس نے کہا کہ ہم اپنے پیٹ کو جانوروں کی قبر نہیں بناتے زمین کے ساگ پات سے بھی ضرورت رفع ہو جاتی ہے۔ آدمی کی زندگی کو ادنیٰ چیز کافی ہے۔ اور گلے سے اتر کر سب چیزیں ایک سی ہو جاتی ہیں۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ذوالقرنین کے پیچھے سے ایک کھوپڑی اٹھائی اور پوچھا کہ تم کو معلوم ہے کہ یہ کون ہے، آپ نے فرمایا میں نہیں جانتا، اس نے کہا کہ یہ ایک زمین کا بادشاہ تھا خدا تعالیٰ نے اس کو زمین کا حاکم کیا تھا، اس نے سرکشی اور ظلم و ستم کیا خدا تعالیٰ نے جب اس کا ظلم و ستم دیکھا، اس پر موت کو مسلط کیا۔ اب ڈھیلے کی طرح پڑا پھرتا ہے اور اس کے سارے عمل خدا تعالیٰ کو معلوم ہیں قیامت میں ان کا بدلہ پائے گا۔ پھر اور ایک پرانی کھوپڑی اٹھا کر پوچھا کہ اس کو جانتے ہو؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں، اس نے کہا کہ یہ بھی ایک بادشاہ کا سر ہے جو اس کے بعد ہوا اور پہلے کا ظلم و ستم اس کو معلوم تھا، اس نے لوگوں کے ساتھ تواضع اور فروتنی کی اور اپنی رعیت کے ساتھ عدل سے پیش آیا، اب اس حال میں ہو گیا، خداوند کریم نے اس کے عمل بھی گن رکھے ہیں اس کا ثواب قیامت میں پائے گا۔ پھر ذوالقرنین کی کھوپڑی کی طرف جھک کر کہا۔ اے ذوالقرنین یہ کھوپڑی بھی انہیں دونوں کی طرح ہو جائیگی، تو جو کچھ کیا کرے تامل سے کیا کر، آپ نے فرمایا کہ اگر تو میرے ساتھ چلے تو میں تجھ کو اپنا نائب اور وزیر مشیر اور شریک سلطنت کروں اس نے عرض کیا کہ میں اور آپ ایک جگہ نہیں رہ سکتے نہ اکٹھا ہو سکیں گے آپ نے پوچھا اس کا کیا سبب ہے اس نے کہا کہ اس وجہ سے کہ آدمی تمہارے سب دشمن ہیں اور میرے دوست۔ آپ نے فرمایا یہ کیوں ہے، اس نے کہا کہ اس لئے کہ آپ کے پاس ملک و دنیا ہے اسی کے سبب سب آپ کے دشمن ہیں اور چونکہ میں نے دنیا پر لات مار دی ہے۔ مجھ سے عداوت کی کوئی وجہ نہیں، میں چونکہ خود محتاج و مفلس ہوں میرا دشمن کوئی نہیں۔ یہ سن کر ذوالقرنین اس کے پاس سے چلے آئے اور اسکی باتوں پر کمال حیرت کرتے تھے۔ اور عبرت و نصیحت سمجھتے تھے۔

حکایت (۶۹۹) حضرت حسنؒ کا قول ہے کہ مردوں کے پیچھے جوتوں کی آواز ہوتی ہے اس پر احمقوں کے دل کم توقف کرتے ہیں۔ یعنی بے وقوف جلد شیخی میں آجاتے اور ایک روز آپ نکلے اور لوگ پیچھے ہوئے، آپ نے پوچھا کہ مجھ سے کچھ غرض ہے تو خیر ورنہ عجب نہیں

کہ یہ ساتھ چلنا ایمانداروں کے دل میں کچھ باقی نہ چھوڑے۔ یعنی مشایعت سے خوف سلب معرفت کا ہے۔

حکایت (۷۰۰) روایت ہے کہ ایک شخص ابن محیریز کے ساتھ سفر میں گیا جب ان سے جدا ہونے لگا تو عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کرو، آپ نے فرمایا کہ اگر تجھ سے ہو سکے تو یہ بات کر کہ دوسرے کو جان لے، اور تجھ کو کوئی نہ جانے، چلتے وقت تیرے ساتھ کوئی نہ ہو، دوسرے سے تو پوچھے اور تجھ سے کوئی نہ پوچھے۔

حکایت (۷۰۱) حضرت ایوب سفر کے لئے نکلے ان کے ساتھ بہت سے لوگ ہوئے آپ نے فرمایا اگر مجھ کو یہ علم نہ ہوتا کہ خدا جانتا ہے کہ میں دل سے مشایعت کو برا جانتا ہوں تو مجھے خوفِ غضبِ الٰہی تھا۔

حکایت (۷۰۲) بعض اکابر کا قول ہے کہ میں حضرت ابو قلابہ کے ساتھ تھا اتنے میں ایک شخص آیا جو بہت سے کپڑے پہنے تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس بولتے گدھے سے بچتے رہو یعنی طلب شہرت نہ کیجو۔

حکایت (۷۰۳) حضرت ثوریؒ فرماتے ہیں کہ بزرگانِ سابق دو شہرتوں کو برا جانتے تھے، عمدہ کپڑوں کی اور نکمے پھٹے پرانے کپڑوں کی، اس لئے کہ آدمیوں کی نظر دونوں پر یکساں پڑتی ہے۔

حکایت (۷۰۴) ایک شخص نے بشر بن الحارثؒ سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کرو، انہوں نے فرمایا اپنے ذکر کو بجھا دے اور غذا کو حلال و پاک بنا۔

حکایت (۷۰۵) حوشبؒ اس بات پر روئے کہ میرا نام جامع مسجد تک پہونچ گیا۔

حکایت (۷۰۶) محمد بن سویدؒ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں خشک سالی ہوئی ایک مرد صالح وہاں تھا کہ مسجد شریف ہی میں رہتا اور دعا مانگا کرتا۔ سب لوگ دعائیں کرتے کہ اتنے میں ایک شخص آیا جو پرانے کپڑے پہنے تھا، اس نے آکر دو مختصر رکعتیں پڑھیں اور ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ اسی وقت مینہ برسا دے، ابھی اس شخص نے ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے اور نہ دعا سے فارغ ہوا تھا کہ آسمان بادلوں سے ڈھک گیا، اور اتنا مینہ برسا کہ مدینے کے لوگ ڈوبنے کے خوف سے فریاد کرنے لگے پھر اس شخص نے عرض کیا کہ الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ اس قدر پانی ان کو بس ہے تو روک دے اسی وقت بارش تھم گئی اور

پھر یہ شخص مرد صالح کے پیچھے ہوا اور گھر اس کا معلوم کر کے صبح ہی اس کی خدمت میں گیا اور ملاقات کر کے کہا کہ میں ایک غرض سے آپ کے پاس آیا ہوں اس نے پوچھا کہ کیا مطلب ہے کہا یہ التجا ہے کہ آپ اپنی دعا میں مجھ کو بھی مخصوص کریں اس مرد صالح نے فرمایا سبحان اللہ تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں اپنی دعا میں تم کو خاص کروں، تمہارا حال تو کل معلوم ہی ہو گیا۔ یہ کہو کہ یہ رتبہ تم کو کیسے ملا۔ اس نے کہا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو امر و نہی کیا اس کو میں نے مانا اور اطاعت کی پس میں نے جو اللہ تعالیٰ سے سوال کیا اس نے میرا سوال مجھ کو عنایت کیا۔

حکایت (۷۰۷) عبداللہ بن المبارکؒ فرماتے ہیں کہ وہب بن منبہؒ سے روایت ہے کہ ایک سیاح درویش نے اپنے یاروں سے کہا کہ بھائیو! ہم نے سرکشی کے خوف کے مارے اپنا مال اور زن و فرزند تو چھوڑ دیئے مگر ہم کو یہ خوف ہے کہ جس قدر مالداروں کو مال سے طغیان ہوتا ہے کہیں اس سے زیادہ ہم کو دین سے نہ ہو جائے۔ دیکھو ہم میں سے اگر کوئی کسی سے ملتا ہے تو یہ چاہتا ہے کہ دینداری کے باعث ہماری تعظیم کرے اور اگر کچھ کام کو کہیں تو ہماری دینداری کے سبب اس کو لازم ہے کہ تعمیل کرے اور اگر کوئی چیز خریدا چاہتا ہے تو یہ اچھا جانتا ہے کہ ہماری دینداری کے جہت سے نرخ میں ارزاں ملے، یہ حال وہاں کے بادشاہ کو معلوم ہوا تو اپنے لشکر کو لے کر درویش کی زیارت کو چلا، تمام جنگل اور پہاڑ آدمیوں سے بھر گیا۔ درویش نے پوچھا کہ یہ ہجوم کیسا ہے لوگوں نے کہا کہ بادشاہ وقت آپ کی ملاقات کو آیا ہے، درویش نے خادم سے کہا کہ کھانا لاؤ وہ ساگ اور زیتون کا تیل اور خرما کے شگوفے لے آیا اور درویش نے اپنے کلے خوب بھر بھر کر بڑے بڑے لقمے کھانے شروع کئے اتنے میں بادشاہ نے آکر لوگوں سے پوچھا کہ تمہارا مرشد کہاں ہے انہوں نے درویش کی طرف اشارہ کر دیا کہ یہ ہے، بادشاہ نے پوچھا کہ تم کیسے ہو، اس نے جواب دیا کہ جیسے اور لوگ ہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے جواب دیا کہ خیریت سے ہوں بادشاہ نے کہا کہ اس شخص میں کچھ خیر و برکت نہیں۔ اور یہ کہہ کر لوٹ گیا۔ درویش نے کہا کہ الحمد للہ کہ تو مجھ کو برا کہتا پھرا۔

حکایت (۷۰۸) حضرت فضیل بن غزوانؒ سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے کہا کہ فلاں شخص آپ کو برا کہتا تھا آپ نے فرمایا کہ بخدا میں اس شخص کو جلاؤں گا جس نے اس کو امر کیا ہے

لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہے، فرمایا کہ شیطان ہے۔ پھر فرمایا کہ الٰہی تو اس شخص کی مغفرت کر جس نے مجھ کو بُرا کہا، اور فرمایا کہ میرے اس کہنے سے شیطان بیشک جلتا ہوگا کہ میں نے اس شخص کے باب میں خدا کی اطاعت کی۔

حکایت (۹۰۷) شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے شروع اسلام سے کوئی کلمہ بدون درستی و پرداخت کے منہ سے نہیں نکالا سوائے اس کلمے کے جو آج نکل گیا، اور اس روز غلام سے یہ کہا تھا کہ دسترخوان لے آؤ کہ اس کو بھیج دیں اور صبح کا کھانا منگا دیں، غرض یہ کہ بدون حاجت کبھی کلام زبان پر نہیں گذرا مگر آج اتفاق ہوگیا۔

حکایت (۷۱۰) سعید بن ابی مروانؒ سے روایت ہے کہ میں پہلو میں حضرت حسن بصریؒ کے بیٹھا تھا اور آپ مسجد میں کچھ فرماتے تھے اتنے میں دروازے سے حجاج بن یوسف مع اپنے اردلی کے زرہ ہوا در پر سوار اندر آیا اور مسجد میں چہار طرف دیکھنے لگا جتنا اجتماع کہ حضرت کے حلقے میں تھا اور جگہ نہ پایا۔ اسی طرف متوجہ ہوا۔ جب قریب حلقے کے پہونچا تو سواری سے اتر پڑا اور حضرت حسنؒ کی طرف چلا جب آپ نے اس کو اپنی طرف متوجہ دیکھا تو تھوڑی سی جگہ اپنی نشست میں سے چھوڑ دی، سعیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے بھی تھوڑی سی جگہ اپنی نشست میں سے چھوڑ دی تو مجھ میں اور حضرت حسنؒ میں تھوڑا فاصلہ ہوگیا، اسقدر جگہ میں حجاج آکر بیٹھ گیا۔ اور حضرت حسن جیسا کلام ہر روز کیا کرتے تھے ویسا ہی کہہ رہے تھے اس وقت بھی کہتے رہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج حسن ویسے کہاں ہوں گے، دیکھو حجاج کے بیٹھنے سے کچھ کلام زیادہ کریں گے جس سے اس کی طرف تقرب پایا جائے یا اس کے رعب میں آکر کچھ کلام کم کرتے ہیں، مگر حضرت حسنؒ نے اور دنوں کی مانند ایک ہی سی گفتگو کی یہانتک کہ کلام تمام کر دیا۔ اور کچھ پروانہ کی کہ کون بیٹھا ہے، جب آپ کلام سے فارغ ہوئے تو حجاج نے اپنا ہاتھ اٹھا کر آپ کے مونڈھے پر مارا اور کہا کہ شیخ نے سچ کہا، اور خوب کہا، لوگو! ایسی ہی مجالس میں بیٹھا کرو اور جو کچھ وہاں سنو اس کو اپنا خلق و عادت بنالو، مجھ کو حدیث شریف پہونچی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ان مجالس الذکر ریاض الجنۃ" اور ہم لوگ تو خلق کے انتظام میں مبتلا ہوگئے۔ ورنہ ان مجالس میں ہم سے زیادہ تم نہ بیٹھتے کیونکہ ہم کو ان مجالس کی خوبیاں

زیادہ معلوم ہیں۔ بعد اس کے حجاج نے تبسم کرکے ایسی تقریر کی کہ حضرت حسنؒ اور حاضرین جلسہ سب اس کی بلاغت پر متعجب ہوئے۔ اور فارغ ہوکر اُٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی شام کا حضرت حسنؒ کی مجلس میں آیا اور جس جگہ حجاج کھڑا تھا وہاں ہی کھڑا ہوکر کہنے لگا۔ اے مسلمانو! خدا کے بندو! تم کو تعجب نہیں ہوتا کہ میں ایک شخص بڈھا ہوں اور جہاد کرتا ہوں، گھوڑے، خچر اور خیمے کی مجھے تکلیف ہے۔ اور میرے پاس تین سو درم ہیں۔ جو لوگوں نے دیئے ہیں اور میری سات لڑکیاں ہیں۔ غرض یہانتک اپنی تنگدستی کی شکایت کی کہ حضرت حسنؒ اور سب لوگ ساتھی اس پر رحم کرنے لگے اور حضرت حسنؒ سر نیچے جھکائے تھے۔ جب وہ شخص کلام سے فارغ ہوا تو آپ نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ خدا ان امراء سے سمجھے انہوں نے اللہ کے بندوں کو اپنا غلام تصور کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے مال کو اپنا مال سمجھ لیا ہے لوگوں سے دینار و درم کے لیئے لڑتے ہیں۔ جب دشمن خدا جہاد کو جاتا ہے تو خود چمکتے ہوئے خیموں میں رہتا ہے اور تیز سواریوں پر سوار ہوتے ہیں اور اگر کسی دوسرے مسلمان بھائی کو جہاد پر بھیجا جاتا ہے تو بھوکا پیاسا پیادہ بھیج دیا جاتا ہے، اس طرح کی بڑی بڑی باتیں آپ نے سلاطین کے حق میں کہیں، اور ان کے عیبوں میں سے کچھ فروگذاشت نہ کیا ایک شخص اہل شام میں کا اُٹھا اور آپ کی چغلی حجاج سے جاکر کی اور بعینہٖ آپ کا کلام نقل کر دیا تھوڑی ہی دیر کے بعد حجاج کا آدمی آیا اور آپ سے کہا کہ امیر نے یاد کیا ہے حضرت حسنؒ ساتھ ہو لیئے اور ہم کو خوف ہوا کہ دیکھیئے اس سخت کلامی کا کیا نتیجہ ہو، ذرا دیر کے بعد آپ تبسم کرتے واپس آئے اور میں نے بہت کم آپ کو ہنستے دیکھا آپکا دستور ہمیشہ سے مسکرانے ہی کا تھا۔ جب تشریف لاکر اپنی جگہ بیٹھ گئے تو امانت کی عظمت بیان فرمائی اور فرمایا کہ آپس کے بیٹھنے میں بھی امانت ہے شاید تم کو یہ خیال ہوگا کہ خیانت درم و دینار کے سوا اور کسی چیز میں نہیں، حالانکہ اشد خیانت یہ ہے کہ تم لوگ ہمارے پاس بیٹھو اور ہم تم پر اعتبار کرکے کچھ ذکر کریں پھر تم اس کو ایک آگ کے شعلے سے جاکر کہدو۔ میرا حال یہ ہوا کہ جب اس شخص کے سامنے (حجاج کے) گیا تو اس نے کہا کہ آپ اپنی زبان کو کوتاہ کریں، یہ جو الفاظ کہے کہ دشمن خدا خود جہاد کرتا ہے تو ایسا ایسا ہوتا ہے اور جب دوسرے سے جہاد کراتا ہے تو چنیں چناں کرتا ہے۔ یہ باتیں مت کہو، ہمیں اسکی کچھ پروا نہیں کہ لوگوں کو تم ہم پر برانگیختہ کرو، اور نہ ہم اس بات سے تمہاری نصیحت کو لغو جانیں مگر آپ کو باتیں کم کرنی چاہئیں۔ پھر حسنؒ نے فرمایا کہ اس طرح خدا نے اسکو دفع کیا۔

حکایت (۱۱۷) حضرت ذوالنون مصریؒ ایک بار کھڑے ہوئے اور تھرانے لگے ایک

پیر جیوان کے ساتھ کھڑے ہوئے کہ ان میں اثر تکلیف کا معلوم ہوتا تھا، حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ اے شیخ اَلَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ط یعنی خدا تمہارے اس قیام کو دیکھتا ہے تکلیف کی کیا ضرورت ہے۔ پس وہ شیخ بیٹھ گیا۔

حکایت (۱۲/۷) روایت ہے کہ ایک عالم کنوئیں میں گر پڑے لوگ ان کے نکالنے کو آئے اور رسی اندر ڈالی تو انہوں نے اندر سے قسم دلائی کہ جس شخص نے مجھ سے ایک آیت بھی قرآن مجید کی پڑھی ہو یا حدیث سنی ہو وہ اس رسی کو ہاتھ نہ لگائے، اسی خوف سے کہ مبادا اتنی خدمت لینے سے ثواب نہ جاتا رہے۔

حکایت (۱۳/۷) شقیق بلخیؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک کپڑا حضرت سفیان ثوریؒ کے پاس بطور ہدیہ بھیجا، انہوں نے مجھکو واپس کردیا، میں نے عرض کیا کہ یا حضرت میں تو آپ سے حدیث نہیں پڑھتا ہوں کہ آپ پھیرے دیتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ یہ تو میں بھی جانتا ہوں، مگر تمہارا بھائی مجھ سے حدیث پڑھتا ہے مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں اس کے لئے میرا دل اوروں کی بہ نسبت زیادہ نرم نہ ہو جائے۔

حکایت (۱۴/۷) ایک بار ایک شخص انہیں کی خدمت میں ایک تھیلی یا دو تھیلیاں لایا اور اس شخص کا باپ آپ کا بڑا دوست تھا آپ اکثر اس کے پاس تشریف لے جاتے تھے، اس شخص نے عرض کیا کہ آپ کے دل میں میرے باپ کی طرف سے کوئی بات ہے، آپ نے فرمایا خدا اسے بخشے وہ ایسا اور ایسا تھا، اس کی مدح وثنا کی، اس نے عرض کیا کہ آپ تو جانتے ہی ہیں کہ یہ مال میرے قبضے میں اسی کے ترکے سے آیا ہے تو میں اس قدر لایا ہوں کہ آپ بھی اس سے اپنی عیال کی پرداخت کریں پس حضرت سفیانؒ نے قبول کرلیا۔ مگر جب وہ شخص چلا گیا تو اپنے بیٹے مبارک سے کہا کہ جلد جاؤ اور اس شخص کو میرے پاس بلالاؤ جب وہ شخص آیا تو آپ نے فرمایا کہ اب میری مرضی یہ ہے کہ اپنا مال لے جاؤ، اس نے ہرچند اصرار کیا مگر آپ نے نہ مانا اور واپس کردیا، شاید اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس کے باپ سے محبت للّٰہ تھی تو برا جانا کہ اس کے مال میں سے کچھ لیویں۔ آپ کے بیٹے مبارک کہتے ہیں کہ جب وہ شخص مال لے کر چلا گیا ہم نہیں رہ سکا اور آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ آپ کو کیا ہوا ہے یہ چند گنتی کے پتھر تھے ان کو واپس کیوں کردیا۔ تمہارے یہاں کیا کنبہ نہیں، تم کو مجھ پر رحم نہیں آتا۔ اپنے بھائیوں پر رحم نہیں کرتے نہ ہمارے عیال پر رحم کرتے ہو، غرض جتنا کہا گیا خوب کہا آپ نے ارشاد فرمایا کہ لوگو خدا سے

ڈرو! اُڑاؤ تو تم اور اسکی باز پرس ہو مجھ سے۔

حکایت (۷۱۵) روایت ہے کہ جیسی ذلت تونگروں کو حضرت سفیان ثوریؒ کی مجلس میں ہوتی تھی ایسی اور جگہ نہیں ہوتی تھی۔ آپ کا دستور تھا کہ تونگروں کو پچھلی صف میں بٹھلاتے تھے۔ اور اگلی صف میں فقرا ہوتے تھے۔ یہانتک کہ تونگران کی مجلس میں تمنا کرتے تھے کہ کاش! ہم فقیر ہوتے۔

حکایت (۷۱۶) ابن سماک نے اپنی لونڈی سے کہا تھا کہ نہیں معلوم کیا سبب ہے کہ جب میں بغداد میں آتا ہوں تو مجھ پر حکمت کا دروازہ کھل جاتا ہے یعنی کلام حکمت آمیز بہت کہتا ہوں اس نے جواب دیا کہ لالچ سے آپ کی زبان تیز ہو جاتی ہے۔

حکایت (۷۱۷) محمد بن واسعؒ نے اپنے لڑکے کو اتراتے دیکھکر بلایا اور کہا تجھے معلوم ہے کہ تو کون ہے، اور تیری ماں تو وہ تھی جس کو میں نے دو سو درم میں مول لیا تھا، اور تیرا باپ ایسا ہے کہ خدا تعالیٰ مسلمانوں میں ویسے بہت نکرے۔

حکایت (۷۱۸) روایت ہے کہ مطرف عبداللہ نے مہلبؒ کو دیکھا کہ حریری جبہ پہنے تجبتر کرتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اے بندۂ خدا اس چال کو خدا اور رسول بُرا جانتے ہیں اس نے جواب دیا کہ تم مجھے جانتے ہو، آپ نے فرمایا کہ ہاں جانتا ہوں۔ اوّل میں تو نطفہ خراب تھا اور انجام کو ایک مردار ناپاک ہو گا۔ اور اب غلاظت کو لادے پھرتا ہے۔ مہلبؒ یہ سن کر چلا گیا۔ اور وہ چال چھوڑ دی۔

حکایت (۷۱۹) حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا دستور تھا کہ جب صبح ہوتی تو رئیس تونگروں اور شریفوں کو دیکھا کرتے یہانتک کہ ان سے فارغ ہو کر مساکین میں آتے اور ان کے پاس بیٹھ جاتے۔ اور فرماتے کہ مسکین کا گذر مسکینوں ہی میں ہے۔

حکایت (۷۲۰) یونس بن عبیدؒ جب عرفات سے پھرے تو کہنے لگے کہ اگر میں لوگوں میں نہوتا تو یقیناً ان پر رحمت ہوتی۔ اب مجھے خوف ہے کہ شاید میرے سبب سے رحمت سے محروم نہ رہے ہوں۔

حکایت (۷۲۱) مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر پکارے کہ جو تم سب میں بُرا شخص ہو وہ باہر نکلے تو مجھ سے آگے کوئی نہ جا سکے گا۔ سب سے اول میں ہی دوڑوں البتہ جس کے اندر طاقت دوڑنے کی ہو وہ بڑھ جائے تو بڑھ جائے، راوی

کہتا ہے کہ جب ابن مبارکؒ کو حضرت مالکؒ کا یہ کلام پہونچا تو انھوں نے فرمایا مالکؒ اسی جہت سے مالک ہوا ہے۔

حکایت (۷۲۲) موسیٰ بن القاسم کہتے ہیں کہ ایک بار ہمارے یہاں زلزلہ اور سرخ آندھی آئی تو میں محمد بن مقاتلؒ کے پاس گیا اور کہا کہ اے ابو عبد اللہ آپ ہمارے امام ہیں خدا سے دعا مانگئے۔ آپ رونے لگے اور فرمایا کہ اگر میرے سبب تم ہلاک نہ ہو تو میں اسی کو غنیمت جانوں محمد بن قاسم کہتے ہیں کہ میں نے پھر خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ محمد بن مقاتلؒ کی دعا سے خدا تعالیٰ نے تم پر سے آندھی وغیرہ کو دور کر دیا۔

حکایت (۷۲۳) عمرو بن شیبہ کہتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں صفا اور مروہ کے درمیان تھا دیکھا کہ ایک شخص خچر پر سوار ہے اور اس کے آگے بہت سے غلام لوگوں کو دھکے دیتے اور سختی کرتے جاتے ہیں۔ پھر بعد چندے میرا گذر بغداد میں ہوا اور محل کے اوپر کھڑا ہوا تھا کہ ایک شخص ننگے سر اور ننگے پاؤں لمبے لمبے بال والا سامنے آیا میں نے اس کو بغور دیکھنا شروع کیا۔ اس نے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو، میں نے کہا کہ تمہاری صورت کا ایک آدمی میں نے مکہ معظمہ میں دیکھا تھا اور سب پتے بتلائے اس نے کہا میں وہی شخص ہوں، میں نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہوگیا اس نے جواب دیا کہ میں نے ایسی جگہ بلندی ظاہر کی تھی جہاں لوگ انکسار کرتے ہیں، اس کے عوض میں خدا تعالیٰ نے مجھ کو ایسی جگہ پست کر دیا جہاں لوگ رتبہ ظاہر کرتے ہیں۔

حکایت (۷۲۴) مغیرہ کہتے ہیں کہ ہم ابراہیمؒ سے اتنا ڈرتے تھے جیسے بادشاہ کا خوف ہوتا ہے اور وہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ جس زمانے میں میں فقیہہ کوفہ کا ہوا ہوں وہ بُرا زمانہ ہے کہ مجھ سا شخص فقیہہ گنا جائے۔

حکایت (۷۲۵) عطائے سلمی جب رعد کی آواز سنتے تو اٹھتے بیٹھتے اور درد زہ والی عورت کی طرح پیٹ پکڑتے اور کہتے یہ بلا میرے سبب سے تم پر آئے گی، اگر میں مرجاؤں تو لوگوں کو راحت پہونچے۔

حکایت (۷۲۶) ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن المبارکؒ کے لئے دعا دی کہ جو تم کو توقع ہو خدا تعالیٰ عنایت فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ توقع بعد معرفت کے ہوتی ہے یہاں

سرے سے معرفت ہی نہیں۔

حکایت (۷۲۷) حضرت سلمان فارسیؓ کے پاس ایک روز اہل قریش فخر کرنے لگے، آپ نے فرمایا اگر میرا حال پوچھتے ہو تو ناپاک نطفہ سے پیدا ہوا ہوں انجام کو مردار اور بدبودار ہو جاؤں گا پھر میزان میں اگر پلہ بھاری رہا تو میں اچھا ہوں اور اگر ہلکا رہا تو بُرا ہوں۔

حکایت (۷۲۸) حضرت حذیفہؓ نے ایک قوم کو نماز پڑھائی جب سلام پھیرا تو فرمایا میرے سوا اور کوئی امام تلاش کر لو، یا اکیلے پڑھ لیا کرو اس لئے کہ تمہاری امامت سے میرے جی میں یہ بات گذری کہ مجھ سے افضل ان میں کوئی نہیں۔

حکایت (۷۲۹) روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا کثرت فساد کے باعث اس کا نام فسادی ہو گیا تھا اور ایک عابد بنی اسرائیل میں کثرت عبادت سے عابد مشہور ہو گیا تھا اور یہاں تک عبادت کی تھی کہ ایک ابر کا ٹکڑا اس پر سایہ کئے رہتا تھا وہ شخص فسادی ایک روز اس کے پاس گذرا۔ اور دل میں سوچا کہ یہ عابد عبادت میں مشہور ہے اور میں فسادی ہوں، اگر میں اس کے پاس بیٹھ جاؤں تو کیا عجب ہے اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے یہ سوچ کر اس کے پاس جا بیٹھا۔ اور عابد نے سوچا کہ میں تو عابد ہوں اور یہ فسادی ہے میرے پاس کیوں بیٹھا اس سے تنگ کیا اور کہا کہ یہاں سے اُٹھ جا خدا تعالیٰ نے اس وقت کے نبی کو وحی کی کہ ان دونوں سے کہہ دو کہ عمل از سر نو کریں پہلے اعمال کا یہ حال ہے کہ میں نے فسادی کو بخشدیا اور عابد کے عمل باطل کر دیئے۔

حکایت (۷۳۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے کھانے سے کسی کوڑھی اور سفید داغ والے اور مریض کو نہ روکتے بلکہ اپنے دسترخوان پر بٹھلا لیتے۔

حکایت (۷۳۱) روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ کے یہاں ایک مہمان رات کو آیا اس وقت آپ کچھ لکھتے تھے اور چراغ میں تیل نہ تھا گل ہونے لگا، مہمان نے کہا کہ آپ فرمائیں تو میں اس کو درست کر دوں، آپ نے فرمایا، مہمان سے خدمت لینا اچھی بات نہیں، اس نے کہا کہ خادم کو جگا دوں آپ نے فرمایا وہ کچی نیند میں ہے یہ کہہ کر آپ ہی اٹھے اور کپی لے کر چراغ کو تیل سے بھر دیا مہمان نے کہا۔ اے امیر المومنین آپ ہی نے تکلیف کی، فرمایا کہ جب میں تیل لینے گیا تھا جب بھی عمر ہی تھا۔ اب پھر کر آیا تب بھی عمر ہی ہوں، مجھ میں سے کچھ کم نہیں ہو گیا۔ اور لوگوں میں سے بہتر وہی ہے جو اللہ

کے نزدیک متواضع ہو۔

حکایت (۳۲۷) حضرت ابو عبیدہ بن جراح جس وقت امیر لشکر تھے گھڑا پانی کا خود حمام میں لے جاتے تھے۔

حکایت (۳۳۷) ثابت ابن مالک روایت کرتے ہیں کہ جن دنوں حضرت ابو ہریرہ مروان کی طرف سے خلیفہ تھے میں نے دیکھا کہ بازار سے لکڑیوں کا گٹھا اُٹھائے لاتے ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ امیر کو راستہ دو۔

حکایت (۳۴۷) اصبغ بن نباتہ تابعی فرماتے ہیں کہ اب تک میری آنکھوں میں گویا تصویر بندھ رہی ہے کہ حضرت عمرؓ بائیں ہاتھ میں گوشت اور دہنے ہاتھ میں درّہ لئے ہوئے بازار میں گشت کرتے ہوئے اپنے گھر میں داخل ہوئے۔

حکایت (۳۵۷) بعض تابعین سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ نے ایک درم کا گوشت خرید کر اپنی چادر میں رکھ لیا۔ میں نے عرض کیا کہ لائیے میں لے چلوں آپ نے فرمایا کہ عیالداری کو اس کا لے چلنا زیبا تر ہے۔

حکایت (۳۶۷) زید بن وہب راوی ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ درّہ لے کر بازار میں نکلے۔ جو جامہ کہ اس وقت پہنے ہوئے تھے اس میں چودہ پیوند تھے جن میں سے بعضے چمڑے کے بھی تھے۔

حکایت (۳۷۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جو بعضے شخصوں نے پیوند لگی چادر کے باعث اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے دل میں خشوع ہوتا ہے اور لوگ اقتدا کرتے ہیں۔

حکایت (۳۸۷) طاؤس کہتے ہیں کہ باوجودیکہ میں اپنے ان ہی دو کپڑوں کو دھو لیتا ہوں، پھر بھی جب تک اجلے رہتے ہیں میں اپنے دل کو نہیں پہچانتا۔

حکایت (۳۹۷) روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز کے لئے قبل خلافت لباس ہزار دینار کا لیا جاتا تھا تو فرماتے تھے اس میں اگر سختی نہ ہوتی تو بہت عمدہ تھا، خلافت کے بعد ان کا لباس پانچ درم کو مول آتا تھا اور فرماتے تھے کہ اس میں یہی عیب ہے کہ نرم ہے۔ ورنہ بہت خوب تھا، لوگوں نے پوچھا کہ حضرت آپ کا لباس اور سواری اور عطر

سابق کہاں گیا، آپ نے فرمایا مجھ کو خدا تعالیٰ نے نفس زینت پسند اور شائق عنایت کیا ہے دنیا میں جو مرتبہ آتا گیا اس اعلیٰ مرتبہ کی خواہش کرتا گیا، یہانتک کہ جب سلطنت کا مزا اسنے چکھا جو سب دنیاوی مراتب سے اعلےٰ ہے تو مشتاق اللہ تعالےٰ کے نزدیک کے مراتب کا ہوا۔

حکایت (۷۴۰) سعید بن سوید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ہم کو نماز جمعہ کی پڑھائی اور بیٹھ گئے اس وقت آپ ایک کرتہ پہنے ہوئے تھے جس کے گریبان میں سامنے اور پیچھے پیوند لگا ہوا تھا۔ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اے امیرالمومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ دیا ہے آپ پہنتے کیوں نہیں آپ نے بڑی دیر تک سر جھکائے رکھا پھر سر اٹھا کر فرمایا کہ بہتر میانہ روی تو نگری میں ہوتی ہے اور عفو میں افضل وہی ہے جو قدرت کے وقت ہو، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص زینت کو خدا کے واسطے چھوڑ دے، اور خدا کے لئے تواضع کی راہ سے اچھے کپڑے پہننے ترک کرے تو اللہ تعالیٰ بالضرور اس کے لئے سب سے عمدہ لباس جنت کا تجویز فرمائے گا۔

حکایت (۷۴۱) روایت ہے کہ ایک عابد ایک پہاڑ پر جارہا۔ اس کو خواب میں یوں حکم ہوا کہ فلاں موچی سے جا کر اپنے لئے دعا کرا۔ عابد اس کے پاس آیا پوچھا کہ تمہارا عمل کیا ہے، اس نے کہا کہ میں دن کو روزہ رکھ کر مزدوری کرتا ہوں اور اس میں سے کچھ خیرات کرتا ہوں، اور بال بچوں کو کھلاتا ہوں، عابد پھر آیا اور کہنے لگا کہ یہ عمل تو اچھا ہے مگر ایسا تو نہیں جیسا صرف خدا کی طاعت کے سوا اور کچھ نہ کرے دوسری بار پھر خواب میں حکم ہوا کہ موچی سے جا کر پوچھ کہ تیرا رنگ زرد کیوں ہے جب آکر دریافت کیا تو اس نے کہا کہ جو آدمی مجھے نظر پڑتا ہے میں یہی تصور کرتا ہوں کہ یہ تو نجات پائے گا، اور میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ عابد نے کہا کہ اسی وجہ سے یہ شخص مقبول ہے۔

حکایت (۷۴۲) مسلم یسار فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سجدے میں اس زور سے گیا کہ میرے دونوں آگے کے دانت ٹوٹ گئے کسی نے مجھ سے کہا کہ ہم اللہ سے توقع مغفرت رکھتے ہیں لیکن اس لئے عمل نہیں کرتے۔ مسلم نے جواب دیا کہ رجا یہ ہرگز نہیں جس چیز کی رجا

ہو جاتی ہے آدمی اس کو ڈھونڈھتا ہے۔ اور جس چیز سے ڈرتا ہے اس سے بھاگتا ہے۔

حکایت (۳۴۳) حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ دو شخص مسجد میں آئے ان میں سے ایک مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ مجھ جیسا آدمی خدا کے گھر میں جائے، یعنی شدت احتیاط وانکسار سے یہ جملہ کہا اسی جگہ صدیقوں میں لکھا گیا۔ یعنی تعظیم مسجد اس درجہ پر کی کہ اپنے جانے سے گویا مسجد کو آلودہ سمجھا۔

حکایت (۳۴۴) حواریوں نے ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ دیکھئے یہ مسجد کتنی عمدہ ہے۔ آپ نے فرمایا اے میری امت میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی اینٹ پر اینٹ قائم نہ چھوڑے گا۔ اس مسجد والوں کے گناہ کے باعث سب کو برباد کرے گا، اللہ کے نزدیک سونے چاندی کی کچھ قدر ہے اور نہ ان اینٹوں کی قدر جو تم کو اچھی معلوم ہوتی ہیں بلکہ اس کے نزدیک سب محبوب چیزیں نیک دل ہیں ۔ ان سے اللہ تعالیٰ زمین کو آباد کرتا ہے اور جب وہ نیک بخت نہیں رہتے تو انہیں کی شامت سے زمین کو ویران کرتا ہے۔

حکایت (۳۴۵) روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا جس نے خدا تعالیٰ کی عبادت کی تھی پھر اس کی نافرمانی بھی بیس برس تک کی پھر آئینہ میں جو دیکھا تو ڈاڑھی میں سفیدی نظر آئی اور بڑا معلوم ہوا جناب الٰہی میں عرض کیا کہ خدایا میں نے بیس برس تک تیری طاعت کی اور بیس برس تک نافرمان رہا اب اگر اپنی حرکات سے باز آ کر تیری طرف رجوع کروں تو تو قبول فرمائے گا، اسی وقت ایک آواز سنی مگر کہنے والا نظر نہ آیا مطلب اس کا یہ تھا کہ تو نے ہم سے دوستی کی تو ہم نے بھی تجھ سے محبت رکھی اور جب تو نے ہم کو چھوڑا تو ہم نے بھی تجھ کو چھوڑ دیا اور تو نے نافرمانی کی تو ہم نے مہلت دی اب اگر رجوع کریگا تو پذیرا فرمائیں گے۔

حکایت (۳۴۶) بعض مریدین نے اپنے مرشد ابو عثمان مغربی سے عرض کیا کہ میری زبان بعض اوقات ذکر و قرآن پر جاری ہو جاتی ہے حالانکہ میرا دل غافل ہوتا ہے، انہوں نے فرمایا کہ خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہارے ایک عضو کو خیر میں لگایا اور ذکر کا عادی بنایا اور شر میں لگایا نہ فضول کا عادی فرمایا۔

حکایت (۳۴۷) بنی اسرائیل کے قصوں میں یہ بھی مذکور ہے کہ ایک شخص نے کسی دوسرے شہر میں

نکاح کیا تھا اپنے غلام کو اس عورت کو لانے کے لئے بھیجا، اثنا راہ میں اس کے نفس نے براہِ نفسانیت اس عورت سے اپنا مقصود چاہا مگر اس غلام نے اپنے نفس پر مجاہدہ کرکے روک رکھا اور اس کی خواہش سے مغلوب نہ ہوا، اللہ تعالیٰ نے اس کے تقوے کی بدولت اس کو بنی اسرائیل کا پیغامبر کردیا۔

حکایت (۴۸) بعض عارفین کے حال میں لکھا ہے کہ وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے کیچڑ میں جاتے تھے اور پاؤں گڑا کر رکھتے تھے کہ پھسل نہ جائے۔ انکا پاؤں پھسل گیا۔ اور گر پڑے پھر اٹھ کر عین کیچڑ میں روتے ہوئے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی حال بندے کا ہے کہ ہمیشہ گناہوں سے بچنا چاہتا ہے، اور کنارہ کشی کرتا ہے، یہانتک کہ ایک یا دو گناہوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، پھر تو بالکل گناہوں میں دھنس جاتا ہے۔

حکایت (۴۹) حضرت فضیلؒ نے فرمایا کہ آدمی پر جو گردش زمانہ یا تم ابنائے جنس ہو تو جانے کہ سب میرے گناہوں کی بدولت ہے۔

حکایت (۵۰) بعض اکابر کا قول ہے کہ اگر میرے گدھے کی عادت بگڑ بھی جائے تو میں یہی جانوں کہ میرے ہی قصور کے سبب سے ہے۔

حکایت (۵۱) ایک عارف فرماتے ہیں کہ میں اپنے گناہ کی عقوبت گھر کے چوہے میں بھی جانتا ہوں،

حکایت (۵۲) بعض صوفی راوی ہیں کہ میں نے شام کے ملک میں ایک غلام نصرانی خوبصورت کو دیکھا اور کھڑا ہو کر اس کے جمال کو تاکنے لگا، اتنے میں میرے پاس ابن جلاءؒ دمشقی آئے، اور میرا ہاتھ پکڑا، مجھ کو شرم آئی اور بات بنا کر ان سے عرض کیا کہ مجھے اس کی صورت دیکھ کر یہ تعجب تھا کہ نہ جانے خدا کی کیا حکمت ہے کہ ایسی صورت بھی آگ میں جائے گی، انھوں نے میرا ہاتھ دبایا اور فرمایا کہ چند روز بعد اس کی سزا تم کو ملے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ تیس برس بعد اس کی سزا مجھ کو ملی کسی مصیبت میں گرفتار ہوا۔

حکایت (۵۳) ابو عمرو بن علوانؒ سے ایک قصہ منقول ہے سب قصہ تو بہت طویل ہے الا اس میں انھوں نے لکھا ہے کہ میں ایک روز نماز پڑھتا تھا اثنائے نماز میں میرے دل میں

خواہش ابھری اس کی سوچ بہت دیر تک کے گیا یہانتک کہ اس سے خواہش لونڈے بازی کی پیدا ہوئی، فوراً میں زمین پر گر پڑا - اور تمام جسم سیاہ ہوگیا، لوگوں کی شرم سے میں تین دن گھر ہی میں چھپا رہا اور بدن کو صابون سے حمام میں جاکر دھوتا مگر سیاہی بڑھتی گئی، تین دن کے بعد رنگ صاف ہوا - پھر میں حسب الطلب حضرت جنید بغدادیؒ کے موضع رقعہ سے بغداد کو گیا جب ان کی خدمت میں پہونچا تو فرمایا کہ تجھے شرم نہ آئی کہ خدا کے سامنے کھڑا ہو کر تیرا نفس ایسا شہوت میں ڈوبا کہ تجھکو مغلوب کرکے حضوری الٰہی سے نکال دیا اگر میں تیرے لئے دعا نہ کرتا اور تیری طرف سے خدا کے سامنے تائب نہ ہوتا تو تو خدا کے سامنے اسی کالے رنگ سے جاتا مجھے بڑا تعجب ہوا کہ حضرت جنیدؒ نے میرا حال کس طرح معلوم کیا - میں تو رقعہ میں تھا اور آپ بغداد میں تشریف رکھتے تھے۔

حکایت (۷۵۴) ایک شخص نے حضرت محمد بن واسعؒ سے کہا کہ مجھے وصیت فرمایئے، آپ نے فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ دنیا اور آخرت میں بادشاہ رہنا، ان سے عرض کیا کہ یہ بات مجھ کو میسر کیسے ہوگی آپ نے فرمایا کہ دنیا میں زہد کو اپنے اوپر لازم کرنا۔

حکایت (۷۵۵) ایک شخص نے حضرت معاذؓ سے عرض کیا کہ مجھ کو وصیت فرمایئے آپ نے فرمایا کہ اگر تو رحم کیا کرے تو میں تیرے لئے جنت کا کفیل ہوں، گویا آپ کو بفراست اسکا سخت دل ہونا معلوم ہوگیا تھا اس لئے رحم کی وصیت کی۔

حکایت (۷۵۶) کسی نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے عرض کیا کہ مجھکو وصیت فرمایئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدا کا خوف اپنے اوپر لازم کر کہ ہر ایک بہتری کی جڑ یہی ہے اور جہاد کرنا اپنے اوپر لازم کر اسلام میں رہبانیت اسی کو کہتے ہیں اور قرآن مجید کو ہمیشہ پڑھا کر کہ وہ تیرے لئے زمین والوں میں نور ہوگا آسمان کے لوگوں میں تیری یاد رہیگی اور بہتر بات کے سوا سکوت اختیار کر اس کے باعث شیطان غالب ہو جائے گا۔

حکایت (۷۵۷) ایک شخص نے حضرت حسنؒ سے عرض کیا کہ مجھ کو وصیت فرمایئے فرمایا کہ خدا کی بات کی بڑائی کر خدا تیری عزت کرے گا۔

حکایت (۷۵۸) لقمانؑ نے اپنے بیٹے سے کہا کہ علماء سے اپنے زانو بھڑا مگر ان سے مجادلہ مت کر ورنہ تجھ کو برا سمجھیں گے اور دنیا میں بمقدار قوت بشری رکھ لے اور باقی جو کمائے آخرت کے لئے خرچ کر اور دنیا کو بالکل ترک مت کر کہ اپنا بوجھ لوگوں کے ذمے

ڈالے۔ اور ان کی گردن کا وبال بنے۔ اور روزہ ایسا رکھ جس سے شہوت ناقص ہو، ایسا مت رکھ جس سے نماز میں خلل واقع ہو اس لئے کہ نماز روزے سے افضل ہے۔ اور بیوقوف کے پاس مت بیٹھ اور نہ دوزخی آدمی سے ربط ۔

حکایت (۵۹) ایک شخص نے محمد بن کرامؒ سے وصیت چاہی۔ تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے خالق کی رضامندی میں اتنی کوشش کرنی چاہیے جتنی اپنے نفس کی رضامندی میں کوشش کرتے ہو۔

حکایت (۶۰) ایک شخص نے حامد لفاف سے وصیت کے لئے عرض کیا تو انہوں نے فرمایا کہ اپنے دین کا غلاف ایسا بناؤ جیسا کلام مجید کے لئے بنواتے ہو کہ کسی طرح کی گرد اس پر نہ پڑنے پائے۔ سائل نے پوچھا کہ دین کے غلاف سے کیا مراد ہے آپ نے فرمایا کہ طلب دنیا کو چھوڑ دینا الا بقدر ضرورت اور کثرتِ کلام زائد از ضرورت کا بھی تارک ہونا اور بے ضرورت لوگوں سے ملاقات ترک کریں۔

حکایت (۶۱) حضرت حسن بصریؒ نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو نامہ لکھا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے معلوم ہونا چاہیے کہ جس چیز سے اللہ تعالیٰ خوف دلاتا ہے اور ڈراتا ہے اس سے ڈرنا اور خوف کرنا چاہیے، اور جو تمہارے پاس اب موجود ہے اس میں سے آگے کے واسطے لے لو اور موت پر یہ حال ٹھیک ٹھیک معلوم ہوگا۔ والسلام

حکایت (۶۲) ایک بار حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت حسن بصریؒ کو لکھا کہ آپ مجھ کو وعظ و نصیحت کیجئے، اس کے جواب میں آپ نے لکھا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ سب سے بڑی ہول اور امور وحشتناک تمہارے آگے ہیں اور تم کو ان کا دیکھنا ضرور پڑیگا یا نجات سے یا تباہی کے ساتھ اور یہ بھی جان لو جو شخص اپنے نفس کو جانچتا رہتا ہے وہ نفع میں رہتا ہے اور جو اس سے غافل رہتا ہے وہ نقصان اٹھاتا ہے اور جو شخص انجام کار پر نظر رکھتا ہے وہ نجات پاتا ہے اور جو ہوائے نفس کی اطاعت کرتا ہے وہ گمراہ ہوتا ہے اور جو حلم کرتا ہے اس کو غنیمت ملتی ہے اور جو ڈرتا رہتا ہے وہ بچ جاتا ہے اور جو مامون رہتا ہے وہ عبرت پکڑتا ہے۔ اور عبرت والا صاحب بصیرت ہوتا ہے اور اہل بصیرت فہیم ہوتا ہے اور فہیم آدمی واقف کار ہوتا ہے، پس جب تم سے کوئی لغزش ہو جائے تو اس سے باز آجانا چاہیے اور جب ندامت کرو تو خطا کو جڑ سے اکھاڑ دو اور اگر کوئی بات نہ آتی ہو تو پوچھ لو

اور جس وقت تم کو غصہ آوے اس کو روکو انتہیٰ۔

حکایت (۷۶۳) مطرف بن عبد اللہؒ نے حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کی خدمت میں لکھا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے معلوم کرنا چاہئے کہ دنیا عقوبت کا گھر ہے، اس کو وہی جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں اور اس سے مغالطہ اسی کو ہوتا ہے جس کو علم نہیں، اے امیرالمومنین اس میں ایسے رہو جیسے کوئی اپنے زخم کا علاج کرتا ہے کہ خوف انجام کے ڈر سے شدت دوا پر صبر کیا کرتا ہے۔

حکایت (۷۶۴) حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے عدی بن ارطاۃ کو لکھا کہ بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ دنیا خدا کے اولیاء کی اور اس کے اعداء کی دونوں کی دشمن ہے اوس کے اولیاء کو رنج پہونچاتی ہے اور اعداء کو مغالطہ دیتی ہے۔

حکایت (۷۶۵) اور نیز اپنے عاملوں کو آپ نے لکھا کہ تم کو قدرت بندوں پر ظلم کرنے کی حاصل ہے مگر جب کسی پر ظلم کا ارادہ کرو تو یاد کرنا کہ تمہارے اوپر بھی قادر ہے اور اس بات کو خوب سمجھ لینا کہ جو کچھ لوگوں پر تم جور و ستم کروگے وہ ان پر گذر جاوے گا مگر تم پر باقی رہے گا اور یہ بھی جان لو کہ خدا تعالیٰ مظلوموں کے انتقام میں ظالموں کو پکڑے گا۔ والسلام

حکایت (۷۶۶) روایت ہے کہ بعض فقراء نے کسی اہل دل سے شکایت مفلسی کی کی اور اس کے باعث اپنا شدت سے غمگین رہنا بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ تمہیں یہ منظور ہے کہ تم اندھے ہو جاؤ اور دس ہزار درم لو اس نے انکار کیا، پھر انہوں نے فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ دس ہزار درم لو اور گونگے ہو جاؤ اس نے عرض کیا کہ نہیں، انہوں نے فرمایا کہ دس ہزار درم کے عوض تم کو لنجا اور لولا ہونا منظور ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں، انہوں نے فرمایا کہ تمہیں اپنے آقا کی شکایت کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ کہ باوجودیکہ پچاس ہزار درم کی مالیت اس نے تم کو دی پھر شکایت کرتے ہو۔

حکایت (۷۶۷) حکایت ہے کہ کوئی قاری مفلسی کے باعث نہایت تنگدل اور اور مضطر ہوا، خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ تم چاہو تو ہزار دینار لے لو ہم سورۂ انعام تم کو بھلا دیں گے اس نے کہا کہ یہ مجھے منظور نہیں۔ پھر منادی غیب نے کہا کہ سورۂ ہود کو بھلا دیں، اس نے کہا کہ نہیں۔ کہا کہ سورۂ یوسف کہا کہ نہیں اسیطرح

دس سورتوں کے نام لئے اور یہ سب پر انکار کرتا گیا۔ تب اس نے کہا کہ تیرے پاس ایک لاکھ دینار کی چیز ہے اور تو شکایت کرتا ہے۔ صبح کو اس کا افلاس دور ہو گیا۔

حکایت (۷۶۸) حضرت ابن السماک کسی خلیفہ کے پاس تشریف لیگئے وہ اس وقت پانی کا پیالہ لئے پی رہا تھا اس نے عرض کیا کہ مجھ کو کچھ نصیحت کیجئے آپ نے فرمایا کہ فرض کرو یہ پیالہ پانی کا تم کو تمہارے تمام نقدی کے عوض ملتا نہیں تو پیاسے رہتے تو تم نقدی سے دست بردار ہوتے یا نہیں، اس نے عرض کیا بیشک سب نقدی دے ڈالتا، پھر آپ نے فرمایا کہ اگر اسی کی عوض تمام ملک بھی دینا پڑتا تب بھی دیتے، اس نے کہا بیشک، آپ نے فرمایا کہ پھر ایسے ملک پر خوشی مت کرو جس کی قیمت ایک گھونٹ پانی ہے۔

حکایت (۷۶۹) بعض صوفیوں کا دستور تھا کہ ہر روز شفاخانہ اور گورستان اور ایسی جگہ میں جہاں مجرموں کو سزا ملتی تھی جایا کرتے تھے، شفاخانوں میں اس لئے جایا کرتے تھے کہ بیماروں کو انواع واقسام کے امراض میں مبتلا دیکھ کر اپنی صحت وسلامتی کا دھیان کریں اور دل کو یہ لوگوں کے مصائب دیکھکر شعور اپنی صحت کی نعمت ہو جائے، اور شکر نعمت بجالائے اور مجرموں کو اس لئے دیکھتے تھے کہ ان کو بباعث قتل وچوری وغیرہ کے طرح طرح کے عذاب دیئے جاتے تھے کوئی جان سے مار ڈالا جاتا تھا کسی کا ہاتھ کٹتا تھا کسی کا پاؤں تو ان کو دیکھکر خدا کا شکر کرتے کہ اس نے گناہوں سے محفوظ رکھا اور سزاؤں کی نوبت نہ آنے دی اور گورستان میں جانے کی وجہ یہ تھی کہ اس کو دیکھ کر یہ تصور آئے کہ مُردوں کو سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ دنیا میں واپس آویں تو ایک ہی روز کے لئے آویں عاصی تو اسلئے رجوع پسند کرتا ہے کہ تدارک ایام گذشتہ کرے اور مطیع اس لئے کہ طاعت زیادہ کرے۔

حکایت (۷۷۰) حضرت ربیع ابن خثیم باوجود کمال بصیرت کے اسی طریق سے مدد لیا کرتے تھے۔ تاکہ معرفتِ نعمہائے پختہ ہو جائے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ایک قبر کھود رکھی تھی اپنے گلے میں ایک طوق ڈال کر لحد میں لیٹتے، اور کہتے۔ رَبِّ ارْجِعُوْنِ لَعَلِّیْ اَعْمَلُ صَالِحًا۔ پھر کھڑے ہو جاتے اور کہتے اے ربیع تیرا سوال پورا ہوا تو اس وقت سے پہلے کچھ کرلے، جس وقت درخواست رجوع کرنے کی کرے گا اور واپس نہ بھیجا جاویگا۔

حکایت (۷۷۱) حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں کہ تو نعمتوں کا شکر ضرور کیا کرو ایسا کم ہوا ہے کہ نعمت کسی قوم کے پاس سے جا کر پھر آئی ہو۔

حکایت (۷۷۲) روایت ہے کہ کسی اہل دل کا کوئی دوست تھا اسے بادشاہ نے مقید کیا، اس نے یہ خبر ان بزرگ کو کہلا بھیجی اور شکوہ اپنے قید ہونے کا لکھا، انہوں نے جواب میں فرمایا کہ خدا کا شکر کرو بادشاہ نے اس شخص قیدی کو ہنڈوایا، اس نے پھر شکایت ان بزرگ کے پاس کہلا بھیجی، انہوں نے پھر فرمایا کہ خدا کا شکر کرا تنے میں ایک مجوسی قید ہوا جے دستوں کی بیماری تھی سلطان کے حکم سے ایک ہی بیڑی میں دونوں کو رکھا ایک کڑا اس شخص کے پاؤں میں اور دوسرا مجوسی کے پاؤں میں اس نے یہ ماجرا بھی کہلا بھیجا، انہوں نے فرمایا کہ شکر خدا کر، پھر وہ مجوسی پاخانے کے واسطے بہت دفعہ اٹھتا اور اس شخص کو بھی اس کے ساتھ اٹھنا پڑتا اور وقت فراغت تک اس کے سر پر کھڑا رہنا پڑتا۔ غرض اس تکلیف کو بھی اس نے بزرگ کی خدمت میں لکھا انہوں نے فرمایا کہ شکر خدا کر، تب اس نے دل تنگ ہو کر لکھا کہ کہاں تک شکر کئے جاؤں، اس مصیبت سے بڑھ کر کونسی مصیبت ہے انہوں نے جواب دیا کہ جو زنار مجوسی کی کمر میں ہے اگر تیری کمر میں ڈالدیا جاتا تو تو کیا کرتا۔

حکایت (۷۷۳) بعض اکابر سے کسی نے درخواست کی کہ آپ دعائے استسقاء کے لئے باہر نہیں نکلتے مینہ وقت سے بند ہے انہوں نے فرمایا کہ تم مینہ کی بارش میں تاخیر جانتے ہو اور میں پتھروں کی بارش میں تاخیر سمجھتا ہوں یعنی اعمال خلق پتھر برسنے کے ہیں پس اس میں گویا تاخیر کا ہونا داخل انعام ہے اس لئے میں طلب باراں کو نہیں نکلتا کہ مقام شکر ہے اظہار مصیبت کی گنجائش نہیں۔

حکایت (۷۷۴) حضرت عمر بن عبد العزیزؒ ایک اپنے بیمار لڑکے کے پاس گئے، اور فرمایا کہ جان پدر اگر تو میری ترازو میں ہو تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ میں تیری ترازو میں ہوں۔ اس نے عرض کیا کہ آپ کی مرضی کے موافق اگر ہو تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میری مرضی کے موافق ہو۔ خلاصہ حضرت عمر کے قول کا یہ ہے کہ اگر تو وفات پائے اور میں صبر کروں تو اس سے اس کو اچھا سمجھتا ہوں کہ میں وفات پاؤں اور تو صبر کرے یعنی جزائے صبر میرے نامۂ اعمال میں رہے اور حاصل لڑکے کے جواب کا ظاہر ہے کہ جو

بات والد کو محبوب وہی اس کو محبوب جاننا۔

حکایت (۷۷۵) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کسی نے ان کے لڑکے کی وفات کی خبر سنائی آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے ایک عیب کو چھپایا اور مشقت کو ٹالا، اور ثواب پہونچایا، پھر اتر کر دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا کہ جو کچھ خدا تعالیٰ کا حکم ہم کو تھا وہ ہم کر چکے۔ یعنی خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔ تو ہم نے دونوں باتیں ادا کیں۔

حکایت (۷۷۶) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جس شخص کو کوئی مصیبت آئے اور وہ اپنے کپڑے پھاڑے اور چھاتی کوٹے تو ایسا ہے کہ نیزہ لے کر وہ خدا تعالیٰ سے لڑنے کو تیار ہوا۔

حکایت (۷۷۷) حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا کہ سونا آگ سے امتحان کیا جاتا ہے اور ایماندار بندے کا امتحان مصیبت سے ہوتا ہے پس جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو محبوب جانتا ہے تو ان کو مبتلائے مصیبت کرکے امتحان لیتا ہے اس صورت میں جو شخص اس سے راضی رہتا ہے وہ بھی اس سے راضی ہے اور جو ناراض ہوتا ہے اس سے وہ ناراض ہے۔

حکایت (۷۷۸) احنف بن قیسؒ کہتے ہیں کہ ایک روز میری ڈاڑھ میں بہت درد تھا میں نے اپنے چچا سے کہا کہ ڈاڑھ کے درد کے مارے مجھے رات بھر نیند نہیں آئی اسی طرح تین بار میں نے کہا، انہوں نے فرمایا کہ تو ایک ہی رات میں ڈاڑھ کی اتنی شکایت کرتا ہے۔ میری آنکھ تیس برس سے جاتی رہی ہے، مگر کسی کو معلوم بھی نہیں ہوا۔

حکایت (۷۷۹) بعض اکابر سے مروی ہے کہ میں نے ایک سفر میں ایک بوڑھا نہایت سال خوردہ دیکھا، میں نے اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ ابتدائے جوانی میں میں اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا اور وہ مجھے ایسا ہی چاہتی تھی اور اتفاق سے اس کا نکاح بھی مجھ سے ہوا۔ شب زفاف کو میں نے اس سے کہا کہ آؤ اس رات کو نوافل شکر میں کاٹیں کہ خدا کا شکر ہے کہ ہم کو ملایا، غرض وہ رات ہم دونوں نے نماز میں کاٹی اور کسی کو فرصت ایک دوسرے کے پاس رہنے کی نہ ہوئی۔ ہر ایک کی زبان حال گویا یہ

کہہ رہی تھی - ع

چلو بس ہو چکا ملنا نہ ہم خالی نہ تم خالی ۔

جب دوسری رات ہوئی تب بھی ہم دونوں نے وہی گفتگو کی اور رات بھر شکر گزاری میں کاٹ دی۔ اسی طرح ستر یا اسی برس سے اسی حال پر ہم دونوں ہیں، پھر اس نے بڑھیا سے پوچھا کہ یوں ہی ہے، اس نے کہا کہ واقع میں جیسا کہتا ہے ویسا ہی ہوا ہے۔

حکایت (۸۰) حدیث میں یہ قصہ مذکور ہے کہ بنی اسرائیل میں سے دو شخصوں نے آپس میں خدا کے واسطے بھائی چارہ کیا تھا۔ ایک دن ان دونوں میں سے ایک اپنے نفس پر زیادتی کرتا تھا اور دوسرا عابد تھا۔ اور ہمیشہ پہلے کو وعظ و ملامت کرتا تھا وہ اس کے جواب میں کہہ دیتا کہ میں جانوں اور میرا پروردگار تم میرے اوپر ناظر مقرر نہیں یہاں تک کہ ایک روز عابد نے اس دوسرے شخص کو گناہ کبیرہ کرتے دیکھ لیا اور غصے میں آکر کہا کہ تجھ کو خدا نہ بخشے، خدا تعالیٰ اس عاصی سے قیامت کے روز فرمائے گا کہ کیا کسی کو یہ تاب و طاقت ہے کہ میری رحمت میرے بندوں سے روک دے، جا میں نے تجھ کو بخش دیا۔ اور عابد سے ارشاد فرمائے گا کہ تجھ پر میں نے دوزخ کو لازم کر دیا۔

حکایت (۸۱) روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک چور چالیس برس تک راہزنی کرتا رہا۔ اس کے پاس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گذر ہوا۔ اور آپ کے پیچھے ایک عابد حواریین میں سے تھا۔ چور نے اپنے دل میں کہا، کہ یہ پیغمبر خدا یہاں سے گذرتے ہیں اور ان کے پہلو میں ایک حواری بھی ہے اگر میں بھی اتر کر ان کے ساتھ ہولوں تو بہتر ہے، ارادہ کر کے اترا اور چاہتا تھا کہ عابد کے پاس جائے مگر اس کی تعظیم اور اپنے نفس کی تحقیر کر کے کہتا تھا کہ مجھ جیسے شخص کو اس عابد کے برابر چلنا نہیں چاہئے۔ اُدھر عابد نے جو معلوم کیا کہ میرے ساتھ چور آتا ہے تو اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص میری برابری کرتا ہے اس خیال سے اس سے کنارہ کر کے آگے بڑھ گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے برابر چلنے لگا۔ صرف چور پیچھے رہ گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ ان دونوں سے کہہ دو کہ تمہارے پہلے عمل ہم نے باطل کر دیئے اب نئے سرے سے عمل کرو

خواری کے حسنات جاتے رہے، اس وجہ سے کہ اس نے اپنے نفس پر عجب کیا اور اس دوسرے شخص کی برائیاں مٹا دیں اس لئے کہ اس نے اپنے نفس کو حقیر جانا حضرت نے بموجب حکم کے ان دونوں کو اطلاع کردی، اور چور کو اپنے ساتھ لیا اور اس کو حواری کیا۔

حکایت (۷۸۲) بکر بن سلیم صواف فرماتے ہیں کہ ہم مالک بن انس کے پاس اس شام کو گئے جس میں ان کا انتقال ہوا۔ ہم نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے، انہوں نے فرمایا، مجھے نہیں معلوم کہ تم کو کیا جواب دوں، مگر عنقریب تم خدا تعالیٰ کا عفو اتنا دیکھو گے جس کا کچھ تم کو گمان بھی نہ ہوگا۔ پھر ہم وہاں ہی تھے یہاں تک کہ آپ کی آنکھیں ہم ہی نے بند کیں۔

حکایت (۷۸۳) روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے یہاں ایک مجوسی نے مہمان ہونا چاہا، آپ نے اس سے ارشاد فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہو جاوے تو میں کھانا کھلا دوں گا۔ وہ مجوسی چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی بھیجی کہ تم نے اس کے دین سے اختلاف کے باعث اس کو کھانا نہ کھلایا ہم اس کو ستر برس سے باوجود کفر کے کھانا دیئے جاتے ہیں اگر تم ایک رات کھلا دیتے تو کیا تھا۔ حضرت ابراہیم اسی وقت اس مجوسی کے پیچھے دوڑتے گئے اور اس کو بلا لائے اور ضیافت کی مجوسی نے پوچھا کہ اب سبب ضیافت کیا ہے۔ اول تو آپ نے انکار ہی کر دیا تھا مگر آپ نے سارا قصہ اس سے مذکور فرمایا۔ مجوسی نے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ مجھ سے یہ معاملہ کرتا ہے پھر آپ سے عرض کر کے مسلمان ہو گیا۔

حکایت (۷۸۴) استاد ابوسہل صعلوک جو ہمیشہ ڈرانے میں معروف تھے انہوں نے ابوسہل زجاجی کو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا، انہوں نے جواب دیا کہ جس قدر تم ڈرایا کرتے تھے اس سے معاملہ ہم نے سہل دیکھا۔

حکایت (۷۸۵) عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفی سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ تین مرد اور ایک عورت جنازہ لئے جاتے ہیں، میں نے عورت کی طرف کا پایہ لے لیا، اور قبرستان میں جا کر بعد نماز اس میت کو دفن کیا پھر میں نے اس عورت سے پوچھا کہ یہ مردہ تیرا کون تھا، اس نے کہا کہ میرا بیٹا تھا۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے کوئی پڑوسی نہ تھا

اس نے کہا پروسی کیوں نہیں ہیں مگر اس مردے کو حقیر سمجھتے تھے، میں نے کہا کہ اس میں کیا برائی تھی؟ اس نے کہا کہ یہ لڑکا مخنث تھا مجھے اس عورت پر رحم آیا اور اس کو اپنے گھر لے جا کر کچھ نقد اور جنس اور کپڑا دیا۔ اور اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا گویا چودھویں رات کا چاند ہے اور سفید کپڑے پہنے ہے اور میرا شکر گذار ہے میں نے پوچھا کہ تو کون ہے، اس نے کہا میں وہی مخنث ہوں جسکو تم نے آج دفن کیا تھا لوگوں نے جو مجھکو حقیر سمجھا اسلئے خدا تعالیٰ نے مجھ پر رحم کیا۔

حکایت (۸۶) ابراہیم طروش سے روایت ہے کہ ہم بغداد میں دجلہ کے کنارے پر حضرت معروف کرخیؒ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اس درمیان میں ایک چھوٹی سی ڈونگی پر کچھ جوان تھے ان لوگ ڈھول بجاتے اور شراب پیتے اور کھیلتے نکلے لوگوں نے حضرت معروف کرخیؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ دیکھئے یہ لوگ علانیہ خدا کی نافرمانی کرتے ہیں، ان پر بددعا کیجئے۔ انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ الٰہی جیسا تو نے ان کو دنیا میں خوش کیا، آخرت میں بھی خوش کر لوگوں نے عرض کیا کہ ہماری غرض تو یہ تھی کہ آپ ان پر بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا اگر خدا تعالیٰ آخرت میں خوش کرے گا تو اوّل دنیا میں تائب کردے گا۔ یعنی خلاصہ میری دعا کا یہ ہے کہ ان کو ان حرکات سے توبہ نصیب کر۔

حکایت (۸۷) حضرت حسنؒ سے بعض لوگوں نے کہا کہ ہم کیا علاج کریں ہم ایسے لوگوں میں بیٹھتے ہیں کہ وہ ہمکو اتنا ڈراتے ہیں کہ ہمارے دل گویا اڑنے لگتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ اس کو خوب جان لو کہ ایسے لوگوں میں بیٹھنا کہ وہ تم کو ڈرائیں یہانتک کہ تم کو امن پہونچ جائے اس سے بہتر ہے کہ تم ایسوں کے ساتھ بیٹھو کہ وہ تم کو بے خوف کرتے رہیں اور تم کو ایک دفعہ ہی خوف آدبائے۔

حکایت (۸۸) حضرت محمد بن منکدرؒ جب روتے تو اپنے چہرے اور ریش پر آنسو مل لیتے، اور فرماتے کہ مجھکو خبر پہونچی ہے کہ جس جگہ آنسو لگ جاویں گے وہاں آتش دوزخ نہ پہونچے گی۔

حکایت (۸۹) جب کہ حضرت سلیمانؒ تیمی کی وفات قریب ہوئی تو اپنے بیٹے سے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے اجازتوں کا ذکر اور جب تک میرا دم مال ہو رجا کا بیان کرتے رہو

کہ میں خدا سے حسنِ ظن کے ساتھ ملوں۔

حکایت (۹۰) جب حضرت سفیان ثوریؒ پر نزع کا عالم ہوا اور خوف بہت معلوم ہوا تو اپنے گرد علماء کو جمع کیا کہ وہ توقع دلائیں۔

حکایت (۹۱) حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اپنے لڑکے سے نزع کے وقت ارشاد فرمایا کہ مجھ سے وہ احادیث بیان کر جن میں رجاء اور حسنِ ظن کا مذکور ہے۔

حکایت (۹۲) بعض صلحاء نے حضرت ابو سلیمان دارانیؒ کو خواب میں دیکھا کہ وہ اڑتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا کہ میں ابھی قید سے چھوٹا ہوں، صبح کو جو جاگے تو لوگوں نے ابو سلیمان کا حال پوچھا، لوگوں نے کہا کہ شب گزشتہ ان کا وصال ہو گیا۔

حکایت (۹۳) بعض عارفین کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص میرے ساتھ پچاس برس تک موحد رہے اور فقط ایک ستون کی آڑ میں ہو کر مر جائے تو میں اس کی توحید کو یقیناً نہیں کہہ سکتا ہوں اس واسطے کہ مجھے کیا معلوم ہے کہ وہ اتنے عرصے میں ستون کی آڑ میں گیا اس کے دل پر کیا کیا تغیرات ہوئے۔

حکایت (۹۴) بعض عارف فرماتے ہیں کہ اگر گھر کے دروازے پر مرنے سے شہادت ملتی ہو اور کوٹھری کے دروازے پر مرنے سے مسلمانی پر خاتمہ ہوتا ہو تو مجھ کو یہی منظور ہو کر اسلام پر مروں اور حجرے کے باہر نہ نکلوں اس واسطے کہ حجرے کے دروازے سے گھر کے دروازے تک جانے میں مجھے کیا معلوم ہے کہ میرے دل پر کیا تبدل ہو جائے گا۔

حکایت (۹۵) جب حضرت سفیان ثوریؒ کا وقت مرگ قریب پہونچا تو رونے لگے اور نہایت خائف تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ کو رجا کرنی چاہئے خدا تعالیٰ کا عفو تمہارے گناہوں سے بڑا ہے ۔

گر عظیم ست از فرو دستاں گناہ از جنابش عفو کردن اعظم ست

آپ نے فرمایا میں گناہوں کے واسطے نہیں روتا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ خاتمہ توحید پر ہوگا اور پہاڑوں کے برابر گناہ ہو جائیں تو بھی کچھ غم نہیں۔

حکایت (۹۶) حکایت ہے کہ بعض خائفین میں سے ایک شخص نے اپنے کسی بھائی کو وصیت کی کہ جب میں مرنے لگوں، میرے سرہانے بیٹھنا، اگر دیکھو کہ میرا خاتمہ توحید پہ ہوا

تو تمام میرا مال لے کر اس کے بادام اور شکر خرید کر شہر کے لڑکوں کو تقسیم کرنا اور کہنا کہ ایک شخص قید میں سے چھوٹا ہے اس کی شیرینی ہے۔ اور اگر میرا خاتمہ توحید پر نہ ہو تو لوگوں کو خبر کر دینا کہ یہ شخص توحید پر نہیں مرا۔ ایسا نہ ہو کر کوئی دھوکے میں آ کر میرے جنازے پر آئے اور مرنے کے بعد مجھ پر ریا لاحق ہو، اگر تم سب سے کہدوگے تو جس کا دل چاہے گا آئے گا ریا کے باعث کوئی نہ آئے گا، ان کے بھائی نے پوچھا کہ میں کیسے جانوں کہ آپ کا خاتمہ توحید پر ہوا یا نہیں انہوں نے کچھ علامت بتادی کہ توحید کی پہچان یہ ہوگی جب ان کی وفات ہوئی تو ان کے بھائی نے علامت توحید پائی اور بموجب وصیت بادام اور شکر لے کر تقسیم کر دیئے۔

حکایت (۷۹۷) حضرت ابو یزید بسطامیؒ فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد کو جاتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا میری کمر میں زنار ہے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں گرجا یا آتش خانے میں لیجائے اور مسجد میں گھسنے تک وہ زنار رہتا ہے مسجد میں جانے سے علیحدہ ہو جاتا ہے۔ یہ بات ہر روز پانچ بار ہوا کرتی ہے۔

حکایت (۷۹۸) کسی بقال کی نقل ہے کہ اس کو مرنے کے وقت کلمۂ شہادت لوگ سکھلانے لگے۔ تو وہ چار، پانچ، چھ، کہنے لگا۔ اس لئے کہ موت سے پہلے بہت دنوں حساب میں مصروف تھا۔

حکایت (۷۹۹) یزید رقاشی راوی ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک روز چالیس ہزار آدمیوں سے نکلے کہ ان کو وعظ سناتے تھے، اور ڈراتے تھے ان میں سے تیس ہزار مر گئے اور دس ہزار آپ کے ساتھ واپس آئے اور آپ کی دو لونڈیاں تھیں کہ ان کو یہ کام سپرد تھا کہ جب آپ پر خوف آتا اور گر کر تڑپتے تو وہ دونوں سینے اور پاؤں پر بیٹھ جاتیں کہ کہیں جوڑ علیحدہ ہو کر مر نہ جائیں۔

حکایت (۸۰۰) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت یحیٰی بن زکریا علیہما السلام بیت المقدس کے اندر آٹھ برس کی عمر میں گئے۔ عابدین کو دیکھا کہ بال اور اون کے کپڑے پہنے ہیں اور ان میں سے جو نہایت کوشش کرنے والے ہیں ان کو دیکھا کہ اپنے گلے کی ہڈیوں کو چیر کر ان میں زنجیریں ڈال رکھی ہیں، اور اپنے آپ کو بیت المقدس کے کونے میں باندھ رکھا ہے ان کو دیکھ کر آپ کو ہول ہوئی اور اپنے ماں باپ کی طرف رجوع کیا۔ کچھ لڑکوں پر آپ کا گذر ہوا کہ وہ کھیل رہے تھے انہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آؤ ہمارے ساتھ کھیلو،

آپ نے فرمایا کہ میں اس واسطے پیدا نہیں ہوا کہ کھیلوں، گھر پر آ کر ماں باپ سے عرض کیا کہ مجھ کو کرتہ بالوں کا بنا دو، انہوں نے بنا دیا، آپ بیت المقدس کو چلے آئے۔ دن کو اس کی خدمت کرتے اور رات وہیں کاٹ کر صبح کر دیتے۔ یہاں تک کہ آپ پندرہ برس گذر گئے تب آپ بیت المقدس سے نکل کر پہاڑوں اور گھاٹیوں کے غاروں میں جا رہے آپ کے ماں باپ ڈھونڈھنے نکلے ان کو بحیرہ اردن پر پایا کہ پانی میں پاؤں تر کر رہے ہیں۔ اور پیاس کی شدت سے گویا جان نکلی جاتی ہے، اور کہہ رہے ہیں کہ قسم ہے تیری عزت اور بزرگی کی کہ ٹھنڈا پانی نہ پیوں گا۔ جب تک مجھ کو یہ معلوم نہ ہو کہ تیرے نزدیک میرا ٹھکانہ کہاں ہے۔ آپ کے ماں باپ ایک جو کی ٹکیا لے گئے تھے ان سے کہا کہ اس میں سے کھا کر پانی پینا چاہئے، انہوں نے منظور کیا اور حکم کی تعمیل کی اور اپنی قسم کا کفارہ دیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف میں وَبِرًّا بِوَالِدَيْهِ۔ فرمایا غرض ان کو ماں باپ بیت المقدس ہٹا لائے تو آپ کا دستور تھا کہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ درخت اور پتھر رونے لگتے اور حضرت زکریا علیہ السلام بھی آپ کے رونے سے اسقدر روتے کہ بیہوش ہو جاتے تو ہمیشہ اسی طرح رویا کرتے، حتیٰ کہ ان کے آنسوؤں سے ان کے رخسار کا گوشت جاتا رہا اور دیکھنے والوں کو آپ کی ڈاڑھیں معلوم ہونے لگیں ان کی ماں نے ان سے فرمایا کہ بیٹا اگر تم کہو تو کوئی ایسی چیز تمہارے لئے بنا دوں جس سے تم اپنی ڈاڑھیں لوگوں کی نظر سے چھپاؤ، آپ نے عرض کیا کہ بہتر ہے، انہوں نے دو پہل نمدے کے سے کر آپ کے گالوں پر چپکا دئیے۔ پس جب نماز کو کھڑے ہوتے تو روتے اور جب وہ پہل آنسوؤں سے بھیگ جاتے ان کو مادر مشفقہ نچوڑ ڈالتیں۔ جب اپنے آنسو اپنی ماں کے ہاتھوں پر بہتے دیکھتے تو فرماتے، الٰہی یہ میرے آنسو ہیں اور یہ میری ماں ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تو ارحم الراحمین ہے۔ پس ایک روز ان کو حضرت زکریا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جان پدر میں نے تو خدا سے یہ دعا مانگی تھی کہ تجھ کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے اور تو رویا ہی کرتا ہے تیرے حال زار سے ہم کو کیسے چین ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ بابا جان حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا ہے کہ جنت اور دوزخ کے بیچ میں ایک جنگل ہے جس کو بجز رونے والوں کے اور کوئی طے نہ کرے گا حضرت زکریا نے فرمایا تو بیٹا اب رویا کرو میرا اطمینان ہوا۔

حکایت (۸۰۱) روایت ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام جب اپنی خطا یاد کرتے تھے بیہوش ہو جاتے تھے اور آپ کے دل کی تڑپ ایک کوس تک سنی جاتی تھی، اس وقت آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السّلام تشریف لاتے اور کہتے خدا تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے، اور فرماتا ہے کہ تم نے دیکھا کبھی کہ کوئی خلیل اپنے خلیل سے ڈرتا ہو، آپ فرماتے کہ اے جبرئیلؑ جب میں اپنا قصور یاد کرتا ہوں تو اپنی خلت بھول جاتا ہوں۔

حکایت (۸۰۲) روایت ہے کہ حضرت عمرؓ جب کوئی آیت قرآن مجید کی سنتے تو مارے خوف کے بیہوش ہوکر گر پڑتے اور پھر چند روز ان کی عیادت ہوا کرتی، اور ایک روز آپ نے ایک تنکا زمین سے اُٹھایا اور کہا کہ کیا خوب ہوتا جو میں یہ تنکا ہوتا، کاش میں کوئی چیز مذکور نہ ہوتا، کاش میں نسیاً منسیا ہوتا، کاش میری ماں مجھکو نہ جنتی ؎

مرا اے کاشکے مادر نمی زاد وگرمی زاد کس شیرم نمی داد

آپکے منہ پر آنسوؤں کے دو کالے خط تھے اور فرماتے تھے کہ جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے وہ اپنا غصہ نہیں نکالتا اور جو کوئی اس سے تقویٰ کرتا ہے اپنی جی چاہتی بات نہیں کرتا اور اگر قیامت نہوتی ہم کچھ اور ہی ڈھنگ دیکھتے اور جب آپ نے سورہ کورت پڑھی اور اس آیت پر پہونچے وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ؕ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ اور ایک روز ایک شخص کے مکان کے پاس سے گذرے کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا اور سورہ طور پڑھتا تھا آپ کھڑے ہوکر سننے لگے جب اس نے پڑھا اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَالَهُ مِنْ دَافِعٍ اپنی سواری سے اترے اور ایک دیوار سے تکیہ لگاکر تھوڑی دیر ٹھہرے پھر مکان کو چلے آئے اور مہینہ بھر بیمار رہے۔ لوگ عیادت کو آتے مگر کسی کو نہ معلوم تھا کہ آپ کو کیا مرض ہے۔

حکایت (۸۰۳) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نماز فجر کے سلام کے بعد فرمایا اس وقت کہ آپ کو کچھ رنج تھا اور اپنا ہاتھ پھیرتے جاتے تھے کہ میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، لیکن آج کوئی چیز ایسی نہیں دیکھتا جو ان کی سی ہو، ان کا دستور تھا کہ پراگندہ مو، زرد رنگ، غبار آلودہ رہتے تھے۔ ان کی آنکھوں بیچ میں بکریوں کے زانو کا سا گھٹا تھا۔ رات کو اللہ کے واسطے سجدہ کرتے اور کھڑے رہتے خدا کی کتاب پڑھتے عبادت میں پیشانی اور پاؤں پر نوبت بنوبت زور دیتے۔ اور جب صبح ہوتی تو جیسے تیز ہوا سے درخت ہلتا ہے اس طرح کانپتے آنکھوں

میں سے اتنے آنسو بہاتے کہ ان کے کپڑے تر ہو جاتے اور اب تو بجز اگر گویا میں ایسے لوگوں میں ہوں جو رات کو خواب خرگوش میں رہتے ہیں پھر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور جب تک کہ آپ کو ابن ملجم ملعون نے زخمی کیا، کبھی کسی نے اس تقریر کے بعد ہنستے نہ دیکھا۔

حکایت (۸۰۴) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جب وضو کرتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا ان کے گھر والے پوچھتے کہ وضو کے وقت آپ کا یہ کیا حال ہوتا ہے، آپ فرماتے کہ تم کو معلوم ہے کہ کس کے سامنے کھڑا ہوا چاہتا ہوں۔

حکایت (۸۰۵) مسور بن مخرمہ شدت خوف کے باعث کلام مجید کچھ نہیں سن سکتے تھے، جب کوئی ایک حرف یا ایک آیت پڑھتا تھا تو ایک چیخ مارتے تھے اور کئی دن تک ہوش نہ آتا تھا، ایک روز ایک شخص قبیلہ خثعم سے آیا اور ان کے پاس یہ آیت پڑھی یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ میں تو مجرمین میں ہوں متقی نہیں ہوں ذرا قاری صاحب پھر سے تو پڑھئے اس نے پھر پڑھا، وہ ایک نعرہ مار کر سفر آخرت کر گئے۔

حکایت (۸۰۶) یحیٰی رونے والے کے سامنے کسی نے یہ آیت پڑھی اِذْ وُقِفُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ۔ انہوں نے ایک چیخ ماری کہ اس سے چار مہینے بیمار رہے بصرہ کے نواح تک کے لوگ ان کی بیمار پرسی کو آئے۔

حکایت (۸۰۷) حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں طواف خانہ کعبہ کر رہا تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت عابدہ کعبہ کا پردہ پکڑے کہہ رہی ہے کہ الٰہی بہت سی شہوتوں کی لذت تو جاتی رہی عذاب ان کا باقی رہا، الٰہی تیرے پاس سوائے دوزخ کے کیا اور کوئی سزا یا ادب کی چیز نہیں یہ کہہ کر اور روتی اسی طرح روتے روتے صبح کر دی۔ میں نے یہ حال دیکھ کر اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر چیخ ماری کہ وائے ہمارے حال پر۔

حکایت (۸۰۸) روایت ہے کہ فضیل عرفہ کے روز پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے اور لوگ دعا مانگ رہے تھے۔ کہ جب آفتاب بغروب ہوا تو اپنی ڈاڑھی مٹھی میں پکڑ کر آسمان کی طرف سر اٹھایا، اور کہا اگر تو بخش بھی دے گا تب بھی مجھ کو تجھ سے بڑی حیا ہے

پھر لوگوں کے ساتھ وہاں سے چلے آئے۔

حکایت (۸۰۹) حضرت حسن بصریؒ ایک نوجوان پر سے گذرے کہ اپنی ہنسی میں ڈوبا ہوا تھا اور ایک مجلس میں لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا تو پل صراط پر گذرا ہے اس نے عرض کیا کہ نہیں، آپ نے پوچھا تجھے معلوم ہے کہ تو جنت میں جاویگا یا دوزخ میں، اس نے عرض کیا کہ نہیں، آپ نے فرمایا کہ پھر یہ ہنسی کیسی ہے۔ راوی کہتا ہے کہ پھر اس شخص کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔

حکایت (۸۱۰) حماد بن عبد ربہ جب بیٹھتے تو ایسی جگہ بیٹھتے گویا اٹھ کھڑے ہیں اگر کوئی ان سے کہتا کہ آپ اطمینان سے بیٹھیں تو فرماتے کہ اطمینان سے بیٹھنا نڈر شخص کا ہوتا ہے میں تو بےخوف نہیں کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔

حکایت (۸۱۱) فرقد سبخی سے کسی نے کہا کہ بنی اسرائیل کی کوئی بڑی عجیب خبر جو تمہیں پہونچی ہو ہم سے کہو جواب دیا کہ مجھے یوں خبر پہونچی ہے کہ بیت المقدس میں پانسو باکرہ عورتیں جن کا لباس کمبل اور ٹاٹ تھا آئیں اور خدا کے ثواب و عذاب کا آپس میں ذکر کیا اور سب کی سب ایک ہی روز میں مر گئیں۔

حکایت (۸۱۲) حضرت عطاء سلمیؒ بھی خائفین میں سے تھے اللہ تعالیٰ سے کبھی جنت کا سوال نہ کرتے صرف معاف کرنے کی درخواست کیا کرتے اور مرض میں ان سے لوگوں نے کہا کہ آپ کا دل کسی چیز کو چاہتا ہے انہوں نے فرمایا کہ دوزخ کے خوف نے میرے دل میں کسی چیز کی خواہش کے لئے جگہ نہیں چھوڑی۔ کہتے ہیں کہ چالیس برس تک انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف نہیں اٹھایا، نہ کبھی اس عرصے میں ہنسے تھے، اور ایک روز جو سر آسمان کی طرف کیا تو اتنا ڈرے کہ گر پڑے، اور آنت پھٹ گئی آپ کا دستور تھا کہ رات کو کسی وقت اپنا جسم ٹٹولا کرتے اس خوف سے کہ کہیں مسخ تو نہیں ہو گیا ہے، اور جب کبھی آندھی چلتی یا بجلی گرتی یا غلہ گران ہوتا تو فرماتے کہ یہ آفتیں میرے ہی باعث ہیں۔ اگر میں مر جاؤں تو لوگ راحت پا ویں۔

حکایت (۸۱۳) اور خود فرماتے ہیں کہ ایک روز ہم عتبہ غلام کے ساتھ نکلے اور ہم میں ایسے جوان اور ادھیڑ لوگ تھے کہ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے، کثرت قیام

سے ان کے پاؤں سوج گئے تھے اور آنکھیں اندر دھنس گئی تھیں اور پوست استخوانوں پر جا لگا تھا، رگیں تار ستار کی طرح معلوم ہوتی تھیں، ایسے ہو گئے تھے جیسے تربوز کے چھلکے کہ اندر کچھ نہیں ہوتا۔ گویا قبروں سے نکلے ہیں، یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت کرنے والوں کو کیسی بزرگی دی اور نافرمانوں کو کیسے ذلیل کیا، اسی حال میں چلے جاتے تھے کہ ایک ان میں سے ایک شخص کا گذر ایک جگہ پر ہوا، فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑا اس کے ساتھی گرد بیٹھ کر رونے لگے۔ جاڑا بہت شدت سے تھا مگر اس کی پیشانی سے پسینہ ٹپکتا تھا۔ جب منہ پر پانی کا چھینٹا دیا تو اس کو ہوش آیا۔ اس سے ماجرا پوچھا، اس نے کہا کہ میں نے اس جگہ خدا کی نافرمانی کی تھی جگہ دیکھ کر مجھے یاد آگئی، اور خوف سے یہ پچھاڑ کھائی۔

حکایت (۸۱۴) صالح مری کہتے ہیں کہ میں نے ایک زاہد کے پاس یہ آیت پڑھی۔ یَوْمَ تقلب وُجُوهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یَا لَیْتَنَا اَطَعْنَا اللّٰہَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا وہ شخص بے ہوش ہو گیا اور پھر جو ہوش آیا تو کیا کہا کہ اے صالح کچھ اور پڑھ کہ مجھے رنج معلوم ہوتا ہے میں نے کہا کُلَّمَا اَرَادُوْا اَنْ یَخْرُجُوْا مِنْهَا اُعِیْدُوْا فِیْهَا۔ وہ شخص مر گیا۔

حکایت (۸۱۵) روایت ہے کہ زرارہ بن اوفیؒ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی جب پڑھا فاذا نقر فی الناقور۔ بیہوش ہو کر گر پڑے اور مر گئے۔

حکایت (۸۱۶) حضرت داؤد طائیؒ نے ایک عورت کو اپنے لڑکے کی قبر پر روتے دیکھا کہ یہ کہہ رہی ہے بیٹا نہ معلوم تیرے کونسے گال کو پہلے کیڑے نے کھایا وہ سنتے ہی اسی جگہ بیہوش ہو کر گر پڑے۔

حکایت (۸۱۷) روایت ہے کہ حضرت سفیان ثوریؒ بیمار پڑے ان کا قارورہ ایک ذمی طبیب کو دکھایا گیا، اسنے کہا کہ اس شخص کے جگر کو خوف نے ٹکڑے کر دیا پھر آ کر نبض دیکھی تو کہا کہ ملتِ اسلام میں اس جیسا آدمی مجھ کو نہیں معلوم ہوا۔

حکایت (۸۱۸) ذر بن عمرؒ نے اپنے باپ عمر بن ذرؒ سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ اور کہنے والے کچھ کہتے ہیں تو کوئی نہیں روتا مگر جب تم کچھ کہتے ہو تو سب طرف سے آواز رونے کی سنتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ جس عورت کا بچہ مر جائے اس کا رونا اور جو اجرت لے کر روئے اس کا رونا برابر نہیں ہوتا۔ غرض یہ کہ گریۂ خوف کو دل میں

تاثیر زیادہ ہے۔

حکایت (۸۱۹) صالح مری کہتے ہیں کہ ایک بار ابن السماکؒ میرے پاس آئے اور کہا کہ مجھ کو اپنی قوم کے عابدوں کی کچھ عجیب بات دکھلاؤ، میں ان کو ایک محلے میں ایک شخص کے پاس لے گیا جو ایک جھونپڑے میں رہتا تھا۔ ہم نے اس سے اجازت پاس آنے کی چاہی اور چلے گئے دیکھا تو ایک شخص چٹائی بنا رہا تھا۔ میں نے اس کے سامنے یہ آیت پڑھی۔ اذالاغلال فی اعناقھم والسلاسل یسحبون فی الحمیم ثم فی النار یسجرون وہ شخص چیخ مار کر بے ہوش ہو گیا ہم اس کو ویسا ہی چھوڑ کر نکل آئے اور دوسرے کے گھر گئے اس کے پاس بھی میں نے وہی آیت پڑھی وہ بھی چیخا اور بیہوش ہو کر گر گیا۔ وہاں سے ہم تیسرے کے پاس گئے اس سے اجازت چاہی اس نے کہا کہ اگر ہم کو ہمارے پروردگار سے نہ روکو تو چلے آؤ، اس کے پاس میں نے پڑھا ذٰلک لمن خاف مقامی وخاف وعید۔ اس نے ایک نعرہ مارا اور اس کے نتھنوں سے خون نکلنے لگا اور اسی خون میں تڑپنے لگا۔ یہانتک کہ خون خشک ہو گیا۔ اس کو بھی ہم ویسا ہی چھوڑ آئے۔ غرض کہ میں نے ابن السماکؒ کو چھ شخصوں کے پاس پھرایا۔ کہ ہر ایک کو بے ہوش چھوڑ کر اس کے پاس سے چلے آئے۔ پھر میں ان کو ساتویں کے پاس لایا اور اجازت چاہی تو ایک عورت نے جھونپڑے کے اندر سے کہا کہ چلے آؤ، دیکھا تو ایک پیر فرتوت اپنے مصلے پر بیٹھا ہوا ہے اس کو ہم نے سلام کیا وہ خبردار نہ ہوا۔ میں نے بڑی آواز سے کہا کہ خبردار لوگوں کو کل کھڑا ہونا ہے۔ بوڑھے نے کہا کہ کمبخت کس کے سامنے۔ اتنا کہہ کر حیران منہ کھلا ہوا آنکھیں اوپر کو رہ گیا اور آواز پست سے اوہ اوہ کرنے لگا۔ یہانتک آواز بند ہو گئی۔ اس کی عورت نے کہا کہ اب اس کے پاس سے جاؤ کیونکہ اس وقت تم کو اس سے کچھ نفع نہ ہوگا، اس کی حالت کچھ اور ہو گئی ہے پھر کچھ دنوں بعد میں نے وہاں کے لوگوں سے ان ساتوں کا احوال پوچھا، انہوں نے کہا کہ ان میں سے ایک تین دن تک ویسا ہی حیران اور مبہوت رہا کہ فرض بھی نہیں پڑھتا تھا۔ مگر بعد تین دن کے ہوش آیا۔

حکایت (۸۲۰) حجاج نے حضرت سعید بن جبیرؓ سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ تم کبھی نہیں ہنستے انہوں نے فرمایا ہنسنے کی کیا صورت ہے دوزخ دھونک دی گئی ہے اور طوق تیار ہیں اور فرشتے دوزخ کے مستعد و آمادہ کھڑے ہیں۔

حکایت (۸۲۱) ایک شخص نے حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا کہ اے ابو سعیدؒ آپ کو صبح کیسے ہوئی آپ نے فرمایا کہ خیریت کے ساتھ اس نے پوچھا کہ آپ کا حال کیا ہے آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ تو میرا حال پوچھتا ہے، یہ بتاؤ کہ اگر کچھ لوگ کشتی میں سوار ہو کر بیچ میں سمندر کے پہونچیں اور کشتی ٹوٹ جائے اور ایک ایک آدمی ایک ایک تختے سے لگا رہ جائے تو ان کا حال تمہارے ذہن میں کیسا ہے۔ اس نے کہا کہ بہت سخت مصیبت کا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرا حال ان کے حال سے بھی زیادہ سخت ہے۔

حکایت (۸۲۲) حضرت عمر بن عبد العزیزؓ کی ایک لونڈی ان کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سلام کر کے ان کے گھر میں جو مسجد تھی اس میں رکعتیں نماز کی پڑھیں اور پھر اس کو نیند آگئی اور سو رہی اور خواب ہی میں روئی جب جاگی تو آپ کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ یا امیر المومنین میں نے اس وقت عجیب معاملہ دیکھا، آپ نے پوچھا کیا معاملہ ہے، اس نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ دوزخ دوزخیوں کے واسطے دھڑ دھڑ جل رہی ہے، پھر پل لا کر اس کی پشت پر رکھا گیا، آپ نے فرمایا کہ پھر کیا ہوا۔ اس نے کہا کہ پھر عبد الملک ابن مروان کو لائے اور اس پل پر اس کو چڑھایا وہ تھوڑا ہی جانے پایا تھا کہ پل الٹ گیا اور وہ دوزخ میں جا پڑا، آپ نے فرمایا کہ پھر؟ اس نے کہا کہ پھر عبد الملک کے بیٹے ولید کو لائے اور اس کو پل پر سوار کیا وہ بھی تھوڑی ہی دور چلا تھا کہ پل نے کروٹ لی اور دوزخ میں جا پڑا، آپ نے پوچھا پھر اس نے کہا کہ سلیمان بن عبد الملک کو لائے اور پل پر چڑھایا وہ بھی تھوڑا ہی چلا تھا کہ پل ترچھا ہو گیا اور دوزخ میں گر پڑا آپ نے پوچھا پھر، اس نے کہا کہ پھر میں نے یہ دیکھا کہ آپ کو لائے، یہ اس کا کہنا تھا کہ آپ نے ایک دفعہ ایسی چیخ ماری کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ اور وہ لونڈی اٹھی اور آپ کے کان میں پکار پکار کر کہنے لگی کہ اے امیر المومنین بخدا میں نے یہ دیکھا کہ آپ بچ گئے، آپ نے نجات پائی۔ ہر چند وہ کان میں چیختی رہی مگر آپ برابر نعرے مارتے رہے اور پاؤں دے دے مارتے تھے۔

حکایت (۸۲۳) حضرت طاؤسؒ کے لئے بستر کیا جاتا تو لیٹتے اور گرم کڑاہی کے دانے کی طرح اس پر ادھر ادھر لوٹتے پھر اس پر سے اچھل کر اس کو لپیٹ دھرتے اور رو بقبلہ کی طرف صبح تک متوجہ ہوتے، اور کہتے رہتے دوزخ کے بیان نے خوف

والوں کی نیند اُڑادی۔

حکایت (۸۲۴) حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا، دوزخ میں سے ایک شخص ہزار برس کے بعد نکلے گا۔ کیا اچھا ہو کہ وہ شخص میں ہوں اور یہ اسی لئے فرمایا کہ خوفِ دوزخ میں ہمیشہ رہنے اور سوء خاتمہ کا تھا۔ کہتے ہیں کہ آپ چالیس برس ہنیں ہنسے راوی کہتے ہیں کہ جب میں ان کو بیٹھا دیکھتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا قیدی ہے کہ گردن مارنے کے لئے پکڑا ہوا آیا ہے، اور اگر آپ وعظ فرماتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آخرت کو سامنے دیکھتے ہیں اور اس کا حال آنکھو دیکھا بیان کرتے ہیں اور جب چپ ہوتے گویا آنکھوں کے سامنے آگ بھڑک رہی ہے اور جب ان پر اس شدتِ خوف وغم کا لوگوں نے عتاب کیا تو فرمایا کہ میں کیسے بے خوف ہو جاؤں اس سے کہ خدا تعالیٰ نے اگر کوئی مجھ سے بُرائی دیکھ لی ہو اور مجھکو بُرا جان کر فرمانے لگے کہ چلا جا میں تجھ کو نہ بخشونگا تو پھر عمل کرنا میرا بیکار ہے۔

حکایت (۸۲۵) حضرت ابن السماکؒ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مجلس میں وعظ کہا تو ایک جوان ان میں سے اُٹھا اور کہا کہ تم نے آج ایک ایسا جملہ کہا کہ اگر ہم اس کے سوا اور کچھ نہیں سنیں تو کچھ پروا نہیں، میں نے پوچھا کہ وہ کیا جملہ ہے، اس نے کہا کہ آپ نے جو یہ فرمایا کہ خائفین کے دو خلود یعنی ہمیشہ رہنے نے ٹکڑے کئے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ یا جنت میں ہمیشہ رہنا ہے یا دوزخ میں۔ حضرت ابن السماکؒ فرماتے ہیں کہ پھر وہ چلا گیا، اور دوسرے وعظ میں میں نے اس کو نہ پایا لوگوں سے اس کا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ بیمار ہے، میں اس کی عیادت کو آیا اور پوچھا کہ بھائی تیرا کیا حال ہے اس نے جواب دیا کہ اے ابو العباس یہ نوبت تمہارے اسی جملے سے ہوئی ہے کہ دو خلود یعنی خلود جنت خواہ خلود دوزخ نے خائفین کے دل کے ٹکڑے کر ڈالے ہیں۔ پھر وہ شخص اسی مرض میں مرگیا میں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تجھ سے کیا معاملہ کیا اس نے جواب دیا کہ مجھ کو بخشدیا اور رحم کیا اور جنت میں داخل کیا، میں نے پوچھا کہ کس وجہ سے کہا کہ اسی جملے کی بدولت۔

حکایت (۸۲۶) احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ میں نے ابو سلیمان دارانیؒ سے کہا کہ حضرت مالک بن دینارؒ نے مغیرہ سے فرمایا کہ گھر میں جا کر وہ کوزہ جو تو نے مجھکو تحفۃً دیا ہے لے لے

اس لئے کہ شیطان مجھے وسوسہ میں ڈالتا ہے کہ اس کو چھوڑ دے گا۔

حکایت (۸۲۷) ایک شخص حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کے پاس دس ہزار درم لایا آپ نے اس کے قبول کرنے سے انکار فرمایا، اس شخص نے بہت منت کی تو آپ نے فرمایا کہ کیا تجھے یہ منظور ہے کہ دس ہزار درم کے عوض میں میرا نام فقیروں کے دفتر میں سے مٹا دے سو ایسا میں کبھی نہ کروں گا۔

حکایت (۸۲۸) حضرت ابو ذرؓ ایک روز لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے ان کی بی بی آئیں اور کہا کہ آپ یہاں ان میں بیٹھے ہوئے ہیں اور گھر میں نہ سالن کا ریزہ نہ ستو کی مٹھی آپ نے فرمایا کچھ مضائقہ نہیں، ہمارے سامنے ایک بڑی سخت گھاٹی دشوار گذار ہے اس سے وہی بچیگا جو ہلکا ہوگا۔ ان کی بی بی راضی ہو کر چلی گئیں۔

حکایت (۸۲۹) بعض مجاور مکہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس کچھ درم تھے جن کو میں نے خدائے تعالیٰ کی راہ میں صرف کرنے کو رکھے تھے میں نے ایک فقیر کو سنا کہ اپنے طواف سے فارغ ہو کر آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔ رباعی

یارب تجھے معلوم ہے میں ہوں بھوکا — تن پر مرے باقی نہیں ثابت کپڑا
اس بھوک۔ برہنگی میں کیا ہے منظور — ہر حال کا میرے تو ہے دانا بینا

میں نے جو دیکھا تو معلوم ہوا اس کے پاس دو کپڑے ایسے پھٹے ہوئے ہیں کہ اس کا بدن بھی نہیں چھپتا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اپنے درموں کے لئے اس سے عمدہ تر مصرف اور کوئی نہ ملے گا۔ میں ان درموں کو اس کے پاس لے آیا اس نے دیکھ کر اس میں سے پانچ درم لے لئے اور کہا کہ چار درم کی دو چادریں آجائیں گی اور ایک درم کو میں خرچ کرونگا باقی کی مجھکو حاجت نہیں لے جاؤ جب دوسری رات ہوئی تو میں نے دو چادریں پہنے دیکھا اور اسی وقت میرے دل میں اس کی طرف سے کچھ وسوسہ شیطانی گذرا اس نے میری طرف دیکھ کر میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ سات بار طواف کرایا ہر ایک پھیرے میں ایک نئی قسم کا جوہر زمین کی کانوں میں سے ہمارے پاؤں کے نیچے ٹخنوں تک ہو جاتا تھا، مثلاً ایک دفعہ سونا ایک دفعہ چاندی پھر یاقوت اور موتی اور گوہر، یہ چیزیں لوگوں کو نہ سوجھتی تھیں، اس نے کہا خدا تعالیٰ نے یہ سب کچھ دیا مگر میں نے زہد کیا لوگوں کے ہاتھ سے لیتا ہوں اسلئے کہ یہ سب چیزیں بوجھ اور وبال اور ان سے کیسہ لہ

لے لینے ہیں بندوں کے لئے رحمت و نعمت ہے انتہی۔

حکایت (۸۳۰) حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے حضرت شقیق بلخیؒ سے جبکہ آپ خراسان سے ان کے پاس تشریف لائے، پوچھا کہ آپ نے اپنے یاروں میں سے فقراء کو کیسے چھوڑا حضرت شقیقؒ نے فرمایا کہ میں نے اس حال میں چھوڑا کہ اگر ان کو کوئی کچھ دے تو شکر کریں اور نہ دے تو صبر کریں۔ اور اپنی دانست میں چونکہ سوال نہ کرنے کا وصف بیان کیا تھا تو نہایت درجہ کی گویا تعریف کی تھی حضرت ابراہیم بن ادہمؒ نے فرمایا کہ بلخ کے کتوں کو بھی ایسا چھوڑا ہے، انہوں نے پوچھا کہ پھر آپ کے پاس فقیر کیسے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ہمارے پاس فقیر ایسے ہیں کہ اگر ان میں کوئی کچھ نہ دے تو شکر کریں۔ اور اگر دے تو اپنے اوپر دوسرے کو ترجیح دیں، اور وہ اسے حوالے کریں، حضرت شقیقؒ نے ان کا سر چوم لیا۔ اور کہا کہ استاد بجا فرماتے ہو۔

حکایت (۸۳۱) روایت ہے کہ کسی بزرگ نے حضرت ابوالحسن نوریؒ کو دیکھا کہ اپنا ہاتھ پھیلاتے اور بعض موقع پر لوگوں سے سوال کر لیتے وہ بزرگ کہتے ہیں کہ مجھ کو ان کی یہ بات ناپسند ہوئی کہ ایسے شخص کو سوال کیا مناسب ہے، پھر میں حضرت جنید بغدادیؒ کے پاس آیا اور ان کی خدمت میں ان کا ماجرا ذکر کیا، انہوں نے فرمایا کہ نوریؒ کے اس فعل کو برا نہ جاننا چاہیئے کہ وہ لوگوں سے اس لئے لیتے ہیں کہ دیں، یعنی ان سے سوال اسی لئے کیا کہ آخرت میں ان کو ثواب ملے، ان کا کچھ غرض نہو۔ اور گویا کہ اس قول میں اشارہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی طرف کہ آپؐ نے فرمایا "ید المعطی ہی العلیا" یعنی دینے والے کا ہاتھ اونچا ہے۔ اس کے معنے بعضوں نے یہ فرمائے ہیں کہ معطی کے ہاتھ سے غرض لینے والے کے ہاتھ سے ہے اس واسطے کہ ثواب وہی دیتا ہے، اور اعتبار ثواب ہی کا ہے، مال کا نہیں۔ حضرت جنیدؒ نے فرمایا کہ ترازو لے آؤ جب ترازو آئی تو سو درم تولے اور ایک مٹھی بھر کر ان سو میں ملا دیئے اور کہا کہ نوریؒ کے پاس لے جاؤ۔ اور ان کو دیدو، راوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ وزن تو اس لئے کیا کرتے ہیں کہ مقدار معین ہو جائے مگر انہوں نے تو سو کو تول کر اس میں بے گنتی پھر کیسے ملا دیئے، یہ تو آدمی حکیم ہیں، اور پوچھتے ہوئے مجھے حیا آئی آخر تھیلی کو میں

حضرت ابوالحسن نوریؒ کے پاس لایا انہوں نے فرمایا کہ ترازو لاؤ، ترازو سے سو درم تول کر فرمایا کہ ان کو جنیدؒ کے پاس لے جاؤ اور کہنا کہ میں تم سے کچھ نہیں پذیرا کرتا۔ اور سو سے جس قدر زیادہ ہیں لئے لیتا ہوں، ان کی اس بات سے مجھے اور زیادہ تعجب ہوا اور میں نے ان سے پوچھا، انہوں نے فرمایا کہ جنیدؒ حکمتی آدمی ہے وہ چاہتا ہے کہ رسی کے دونوں سرے آپ ہی پکڑے، اس نے سوچ تولے تھے تو خود آپ نے سمجھ کر ثواب آخرت کے لینے کے لئے تولے تھے اور ان پر مٹھی بھر بے تولے جو ڈالے وہ اللہ کی نیت سے ڈالے تو میں نے جو خدا کے واسطے تھے ان کو لے لیا اور جو ان کے خود کے تھے ان کو واپس کر دیا۔ راوی ان روپیوں کو حضرت جنیدؒ کی خدمت میں لائے وہ رونے لگے اور فرمایا کہ نوریؒ نے اپنا مال لے لیا اور ہمارا پھیر دیا، خیر خدا تعالیٰ مالک ہے۔ انتہیٰ۔

حکایت (۸۳۲) یوسف بن اسباطؒ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے تین باتیں چاہتا ہوں، اوّل یہ کہ میں جب مروں تو میرے پاس ایک درم بھی نہو، دوم یہ کہ مجھ پر کسی کا قرض نہو، سوم یہ کہ میری ہڈی پر گوشت نہ ہو۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تینوں باتیں عطا فرمائیں۔

حکایت (۸۳۳) روایت ہے کہ کسی بادشاہ نے فقہا کے پاس کچھ انعام بھیجا انہوں نے اسے قبول کر لیا۔ اور حضرت فضیل بن عیاضؒ کے پاس جو دس ہزار درم بھیجے تو انہوں نے قبول نہ کئے، ان کے بیٹوں نے ان سے عرض کیا کہ اور فقہا نے تو قبول کر لئے اور آپ باوجود افلاس کے پھیرے دیتے ہیں حضرت فضیلؒ رو پڑے اور فرمایا کہ تم کو معلوم ہے میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کچھ لوگوں کے پاس ایک بیل تھا، اس سے کھیتی کرتے تھے جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اس کو ذبح کر ڈالا قبل اس کے کہ اس کے چمڑے سے منتفع ہوں، ایسے ہی یہ بھی مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں کہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں، بیٹو تم کو بھوک سے مر رہنا اس بات سے بہتر ہے کہ تم اپنے پدر پیر کو ذبح کرو۔

حکایت (۸۳۴) ابو حازمؒ کی بی بی نے ان سے کہا کہ اب موسم سرما سر پر آ گیا ہم کو غلہ اور کپڑے اور لکڑی کی ضرورت ہے اس کے بدون چارہ نہیں انہوں نے فرمایا کہ ان سب چیزوں سے چارہ ہے، چارہ اس سے نہیں کہ مریں گے

اور اس کے بعد اٹھائے جائیں گے، اور خدا تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہوں گے پھر جنت جگہ ہوگی یا دوزخ۔

حکایت (۸۳۵) حضرت حسنؓ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اپنے کپڑے کیوں نہیں دھوتے آپ نے فرمایا کہ مرگ اس سے بھی جلد تر ہے، یعنی موت بہت قریب ہے۔

حکایت (۸۳۶) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے اور ایسوں کے ساتھ رہا ہوں کہ دنیا کی کسی بات سے خوش نہ ہوتے تھے، کوئی شے ان پر آرہے، اور کسی چیز پر رنج نہ کرتے تھے جو چلی جائے، اور دنیا ان کے نزدیک خاک سے بھی ذلیل تر ہے۔ بعضے پچاس اور ساٹھ برس زندگی بسر کرتے تھے اس طرح کہ نہ کبھی ان کا کپڑا تہ ہوا نہ ان کے لئے ہنڈیا چڑھی نہ زمین پر کچھ بچھا اور نہ اپنے گھر میں کبھی کھانے کو کھایا جب رات ہوجاتی تو کھڑے ہوجاتے سجدے کرتے آنسو رخساروں پہ بہاتے اللہ تعالیٰ سے اپنی آزادی کے لئے سرگوشی کرتے رہتے، جب نیکی کرتے تو اس کے شکر میں مشغول ہوجاتے۔ اور اللہ سے اس کے قبول کی درخواست کرتے اور جب بدی کرتے تو رنج کرتے اور درخواست مغفرت کرتے ہمیشہ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ مگر بخدا کہ گناہ ہونے نہیں بچے اور نہ بدون مغفرت اور رحمتِ الٰہی کے ساحلِ نجات پر پہونچے۔

حکایت (۸۳۷) حضرت ابو یزید نے ابو موسیٰ عبدالرحیمؒ سے پوچھا کہ تم کیا ذکر کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ زہد کا، پوچھا کہ کس چیز سے کہا دنیا سے۔ انہوں نے اپنا ہاتھ جھاڑا اور کہا کہ، میں جانتا تھا کہ کسی چیز کی گفتگو ہوتی ہوگی، دنیا تو ناچیز ہے زہد اس میں کیا ہوگا۔

حکایت (۸۳۸) نہایت اعلیٰ درجہ زہد کا، وہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل تھا کہ لیٹتے وقت پتھر سر کے تلے رکھ لیا کہ شیطان نے آپ سے کہا کہ آپ نے تو دنیا کو ترک کیا تھا، اب یہ کیا ہوا، آپ نے فرمایا کہ اب تو نے کونسی چیز دنیا کی دیکھی، اس نے کہا کہ سر تلے پتھر رکھا کہ سر اونچا رہے اور آسائش ملے۔ آپ نے پتھر نکال کر پھینک دیا کہ لے اس کو اور دنیا کو دونوں کو لے جا۔

حکایت (۸۳۹) حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حال میں ہے کہ آپ نے ٹاٹ اس قدر پہنا کہ آپؑ کی جلد پر اس کے نشان پڑ گئے اور نرم لباس کو نہ پہنا کہ جلد کو آسائش ہوگی

آپ کی مادر شفقہ نے فرمایا کہ ٹاٹ کے عوض اون کا کرتہ پہن لو، آپ نے ویسا ہی کیا، وحی ہوئی کہ اے یحییٰ! ہمارے اوپر دنیا کو پسند کیا۔ آپ رو دیے اور اس کرتے کو نکال کر اپنا پہلا ہی لباس پہن لیا۔

حکایت (۸۴۰) حضرت امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ زہد حضرت اویسؒ ہی کا تھا کہ برہنگی سے یہ نوبت پہونچی تھی کہ ایک چٹائی کے تھیلے میں بیٹھے رہتے تھے۔

حکایت (۸۴۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے دیوار والے نے ان کو اُٹھا دیا آپؑ نے فرمایا تو نے مجھے نہیں اُٹھایا مجھے اس نے اٹھایا جس کو میرے لئے سایہ میں آسائش لینا منظور نہ ہوئی۔

حکایت (۸۴۲) حضرت داؤد طائیؒ اپنا پانی کھلے گھڑے میں رکھتے اور دھوپ میں سے علیحدہ نہ کرتے۔ اور گرم پانی پیتے اور فرماتے کہ جو کوئی ٹھنڈا پانی پیوے اس پر دنیا کا چھوڑنا مشکل پڑتا ہے۔

حکایت (۸۴۳) حضرت عمرو بن الاسود عنسیؒ نے فرمایا کہ میں کبھی شہرت کا کپڑا نہ پہنوں گا۔ اور نہ کبھی رات کو کپڑا بچھا کر سوؤنگا، اور نہ کبھی عمدہ سواری پر سوار ہوں گا، اور نہ اپنا پیٹ غذا سے کبھی بھروں گا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا اچھا معلوم ہو وہ عمرو بن اسودؒ کو دیکھے۔

حکایت (۸۴۴) خواصؒ دو کپڑوں سے زیادہ نہ پہنتے تھے ایک کرتہ اور اس کے نیچے ایک تہمد، اور اپنا کرتہ پلٹ کر اس کا دامن سر پر ڈال لیتے تھے۔

حکایت (۸۴۵) محمد بن واسع حضرت قتیبہ کے پاس اون کا کرتہ پہنے گئے، انھوں نے پوچھا کہ اون کے کرتے کی تمکو کیا ضرورت ہوئی، وہ چپکے ہو رہے، انھوں نے کہا کہ میں تم سے کہتا ہوں جواب نہیں دیتے، محمد بن واسعؒ نے کہا کہ اگر یہ کہوں کہ زہد کی راہ سے پہنا تو اپنے منہ میاں مٹھو بننا ہے اور مفلسی کے باعث کہوں تو خدا تعالیٰ کی شکایت ہوگی یہ دونوں باتیں مجھے ناپسند ہیں۔

حکایت (۸۴۶) کسی نے حضرت سلمان فارسیؓ سے کہا کہ آپ عمدہ کپڑا کیوں نہیں پہنتے آپ نے فرمایا کہ غلام کو عمدہ کپڑے سے کیا نسبت مگر آزاد ہو جائے گا تو اس کو بخدا ایسے کپڑے

ملیں گے کہ کبھی پرانے نہ ہوں گے۔

حکایت (۸۴۷) یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو معاویہ اسود کو دیکھا کہ وہ گھوڑوں پر سے چیتھڑے اٹھاتے تھے اور ان کو دھو کر اور سی کر پہنتے تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم اس سے بہتر پہنا کرو، فرمایا کہ ہمارا کیا نقصان ہے جو مصیبت فقر کی دنیا میں پہونچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کا تدارک جنت میں کر دے گا۔ یحییٰ بن معینؒ ان کے قول کو بیان کر کے رویا کرتے تھے۔

حکایت (۸۴۸) حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ ہم صفوان بن محیریز کی خدمت میں گئے وہ ایک نرکل کے مکان میں تھے جو جھکا ہوا تھا کسی نے ان سے کہا کہ اگر آپ اس کو درست کرلیں تو بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہت سے آدمی اس میں مر چکے ہیں، اور یہ بدستور موجود ہے۔

حکایت (۸۴۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شام کو تشریف لے جاتے ہوئے ایک محل دیکھا کہ چونے اور اینٹ سے بنا ہوا تھا، آپ نے اللہ اکبر کہہ کر فرمایا مجھے گمان نہ تھا کہ اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو ہامان کی سی عمارت بنا دیں گے یعنے فرعون نے جو ہامان کو حکم دیا تھا کہ اَوْقِدْ لِی یَا هَامَانُ عَلَی الطِّیْنِ ط اس سے غرض پختہ عمارت کی تھی۔

حکایت (۸۵۰) بعض اکابر نے ایک جامع مسجد کسی شہر میں دیکھی اور فرمایا کہ میں نے اس مسجد کو شاخ خرما سے بنی دیکھی ہے۔ پھر کچے لدے کی پھر اب اینٹ کی بنی دیکھی، جنہوں نے اول بنائی تھی وہ دوسرے فرقے سے بہتر تھے اور دوسری دفعہ کے بنانے والے تیسری بار کے لوگوں سے اچھے تھے۔

حکایت (۸۵۱) ایک شخص حضرت ابوذرؓ کے گھر گیا اور ہر طرف دیکھنے لگا، پھر عرض کیا، اے ابوذرؓ! آپ کے مکان میں کچھ سامان وغیرہ نظر نہیں آتا آپ نے فرمایا ہمارا ایک اور مکان ہے اچھی چیز ہم وہاں بھیجدیتے ہیں، اس نے عرض کیا کہ جب تک آپ اس مکان میں رہیں جب تک کچھ اسباب یہاں بھی چاہئے، آپ نے فرمایا گھر کا مالک ہم کو اس میں رہنے نہیں دیگا۔

حکایت (۸۵۲) جب حضرت عمیر بن سعدؓ جو امیر حمص تھے حضرت عمرؓ کی خدمت

کی حاضر ہوئے آپ نے پوچھا تیرے پاس دنیا سے کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک لاٹھی ہے جس پر تکیہ کرتا ہوں اگر سانپ وغیرہ مل جائے تو مار ڈالتا ہوں اور ایک توشہ دان ساتھ ہے جس میں کھانا رہتا ہے۔ اور ایک پیالہ ہے جس میں کھاتا ہوں اور سر دھوتا ہوں اور ایک لوٹا ہے جس میں پینے اور وضو کرنے کے لئے پانی رکھتا ہوں اس کے سوا دنیا میں جتنی چیزیں ہیں وہ انہیں کی تابع ہیں۔ آپ نے فرمایا تو نے درست کہا، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے۔

حکایت (۸۵۳) حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر نیک بندے ایسے دیکھے ہیں کہ ان کے پاس بجز کپڑے کے اور کچھ نہ تھا ان میں سے کسی زمین پر کوئی کپڑا انہیں بچھایا جب سونا چاہا زمین ہی پر اپنا جسم لگا کر کپڑا اوپر ڈھانک لیا۔

حکایت (۸۵۴) حضرت امام احمد ابن حنبلؒ نے ابوبکر مروزی کو فرمایا کہ فلاں فقیر کو اجرت معمول سے کچھ زیادہ دینا۔ جب وہ دینے لگے فقیر نے واپس کر دی اور چلا گیا امام احمد صاحب نے فرمایا کہ اب جاکر اس کو دیدو اب وہ لے گا وہ گئے اور اس کو دیا تو لے لیا۔ امام صاحب نے پوچھا کہ یہ کیا بات تھی کہ یہاں نہ لیا جب یہاں سے چلا گیا تو نفس کو نا امیدی اور یاس ہو گئی تو لے لیا۔

حکایت (۸۵۵) خواص جب کبھی اپنی رغبت کسی شخص کو دینے کی طرف دیکھتے یا نفس کے لینے کے عادی ہو جانے سے خوف کرتے تو اس سے کوئی چیز قبول نہ کرتے، اور ان سے جو کسی نے پوچھا کہ آپ نے اپنے سفر میں سب سے زیادہ عجیب بات کیا دیکھی فرمایا کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا، اور وہ میری صحبت سے راضی ہوئے مگر میں ان سے اس جہت سے علیحدہ ہو گیا کہ کہیں میرے نفس کو ان کے ساتھ سکون و قرار نہ ہو جائے۔ اور توکل میں نقصان نہ ہونے پائے۔

حکایت (۸۵۶) نباجؒ کی حکایت ہے کہ ان کو ایک لونڈی کی ضرورت خدمت کے واسطے ہوئی۔ انہوں نے اپنے بھائیوں سے صاف صاف کہدیا، ان سب نے لونڈی کے دام ان کے لئے جمع کر دیئے اور کہا کہ اب قافلہ آنے کو ہے اس میں سے جو نسی لونڈی مناسب ہو گی وہ لی جائے گی جب قافلہ آیا تو سب لوگوں کی رائے ایک لونڈی پر متفق ہو گئی کہ یہ نباج کے لائق ہے۔ اس لونڈی کے مالک سے اس کے دام پوچھے

اس نے کہا کہ یہ بکاؤ نہیں ہے۔ جب لوگوں نے زیادہ اصرار کیا تو کہا کہ یہ لونڈی نبان جمال کے واسطے ہے اس کو ایک سمرقند کی عورت نے ہدیہ بھیجی ہے۔ وہ لونڈی نبان کے پاس ارسال کی گئی اور ان سے قصہ بیان کیا گیا۔

حکایت (۸۵۷) ابو سعید خرازؒ کہتے ہیں کہ میں جنگل میں بدون زاد راہ کے گیا۔ اور فاقہ پر فاقہ ہوا، دور سے ایک منزل نظر پڑی اس کو دیکھ کر میں خوش ہوا کہ اب پہونچ گیا۔ پھر دل میں سوچا کہ میں نے غیر پر تکیہ کیا اور قسم کھائی کہ اس گاؤں میں نہ جاؤں گا، جب تک کہ مجھے خود کوئی نہ لے جائے۔ میں نے اپنے سلئے ریت میں ایک گڑھا کھودا اور اپنا جسم اس میں سینے تک چھپا دیا، آدھی رات کو وہاں کے لوگوں نے ایک بلند آواز سنی کہ اے بستی والو! ایک اللہ کے دلی نے اپنے آپ کو اس ریت میں قید کیا ہے اس کی خبر لو، وہاں سے کچھ لوگ آئے اور مجھ کو نکال کر لے گئے۔

حکایت (۸۵۸) روایت ہے کہ ابو تراب بخشی نے ایک شخص کو دیکھا کہ تین دن کے بھوکا رہنے کے بعد ایک تربوز کے چھلکے کو کھانے کے لئے اٹھایا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ تصوف تیرے مناسب حال نہیں، تو بازار میں رہا کر، یعنی بدون توکل کے تصوف مت کر اور توکل نہیں درست ہے مگر اسی شخص کو جو کھانے سے تین دن سے زیادہ صبر کرے۔

حکایت (۸۵۹) حسین منازلی حضرت بشرؒ کے یاروں میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں حضرت بشرؒ کی خدمت میں چاشت کے وقت بیٹھا تھا، اتنے میں ایک بزرگ آپ کی خدمت میں ادھیڑ عمر کے گندم گوں کلے بٹھنے ہوئے تشریف لائے حضرت بشرؒ ان کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور میں نے ان کو اور کسی کی تعظیم کے لئے اٹھتے نہیں دیکھا تھا پھر آپ نے مجھ کو چند درم دیئے اور فرمایا کہ بہت عمدہ کھانا اور خوشبو جو ہماری حیثیت کے لائق ہو خرید لاؤ اور آپ نے ایسے الفاظ کبھی مجھ سے نہیں فرمائے تھے۔ غرض کہ میں کھانا لے آیا۔ آپ نے ان بزرگ کے ساتھ کھانا کھایا۔ حالانکہ پہلے کسی کے ساتھ کھاتے میں نے ان کو نہ دیکھا تھا۔ جب بقدر حاجت کھا چکے تو اور کھانا جو بہت کچھ بچ رہا تھا تو وہ بزرگ اس کو لے کر اپنے کپڑے میں باندھ کر ساتھ لے گئے مجھ کو تعجب ہوا

اور ان کی حرکت بُری معلوم ہوئی حضرت بشرؒ نے مجھ سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم کو ان کی یہ حرکت ناپسند معلوم ہوئی میں نے عرض کیا کہ البتہ اس وجہ سے کہ وہ کھانا بچا ہوا بے اجازت لے گئے آپ نے فرمایا یہ بزرگ ہمارے بھائی فتح موصلی ہیں کہ آج موصل سے ہم سے ملنے کو تشریف لائے تھے ان کی غرض اس فعل سے یہ تھی کہ ہم کو تعلیم کر دیں کہ جب توکل صحیح ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ذخیرہ کرنا کچھ ضرر نہیں کرتا۔

حکایت (۸۶۰) خواص سفر میں ابھی، ڈولچی، مقراض اور سوئی رکھا کرتے تھے، مگر کھانا نہ رکھتے تھے، اس لئے کہ خدا تعالیٰ کی عادت سے دونوں چیزوں میں فرق ہے۔

حکایت (۸۶۱) بعض اکابر سے ایسے وقت میں کہ ان کی چیز چوری گئی تھی کسی نے کہا کہ آپ اپنے ظالم پر بددعا کیوں نہیں کرتے، آپ نے فرمایا کہ میں یہ اچھا نہیں جانتا کہ اس پر شیطان کا مددگار بنوں، کسی نے پوچھا کہ بھلا اگر وہ چیز آپ کے پاس لاوے آپ نے فرمایا لینا تو درکنار، اس کو دیکھوں نہیں، اس واسطے کہ وہ چیز میں نے اس کو معاف کر دی۔

حکایت (۸۶۲) بعض بزرگوں سے کسی نے درخواست کی کہ اپنے ظالم پر بددعا کرو انہوں نے فرمایا کہ مجھ پر کسی نے ظلم ہی نہیں کیا۔ پھر فرمایا کہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا یہ کیا تھوڑا ہے کہ میں اس بے چارے پر اور زیادہ بُرائی چاہوں۔

حکایت (۸۶۳) علی بن فضیل طواف کرتے تھے، ان کے دینار چوری گئے ان کے باپ نے ان کو دیکھا کہ روتے ہیں۔ پوچھا کہ دیناروں کے واسطے روتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ اس بیچارے کے حال پر روتا ہوں، کہ قیامت کو اس سے سوال ہوگا اور اس سے کچھ نہ بن پڑے گا۔

حکایت (۸۶۴) حضرت بشرؒ عبدالرحمان طبیب کے سامنے اپنے درد کا بیان کرتے اور حضرت امام احمد بن حنبلؒ جو مرض ہوتا اس کو کہہ دیا کرتے اور فرماتے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی قدرت نے مجھ میں اثر کیا میں صرف اس کو کہتا ہوں۔

حکایت (۸۶۵) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حالت مرض میں لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیسے ہیں، آپ نے فرمایا کہ بُرا ہوں، لوگ ایک دوسرے کو تاکنے لگے

یعنی اس جواب کو اچھا نہ جانا، بلکہ شکایت سمجھی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا میں خدا تعالیٰ پر بہادری کروں۔

حکایت (۸۶۶) بعض عابد شکایت کے خوف سے اور اس ڈر سے کہ کہیں کلام زیادہ نہ ہو جائے اپنی عیادت بُری جانتے تھے، حتیٰ کہ اگر بیمار پڑتے تو اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیتے، کوئی ان کے پاس نہ جاتا، جب اچھے ہو جاتے تو خود ہی لوگوں میں نکلتے۔

حکایت (۸۶۷) حضرت فضیلؒ فرمایا کرتے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ بیمار ہوں مگر عیادت کرنے والے نہ ہوں، میں بیماری سے انہیں لوگوں کے باعث گھبراتا ہوں۔

حکایت (۸۶۸) حضرت عیسیٰ علیہ السّلام تین شخصوں پر گذرے جن کے بدن لاغر اور رنگ متغیر تھے، آپ نے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کیوں ہوا ہے انہوں نے عرض کیا کہ آتشِ دوزخ کے خوف سے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ خوف والوں کو ضرور مامون رکھے گا۔ پھر وہاں سے بڑھ کر آپؑ اور تین شخصوں پر گذرے وہ پہلوں سے بھی زیادہ دبلے اور رنگ متغیر تھے آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کس وجہ سے ہے انہوں نے عرض کیا جنت کے شوق کے باعث سے، آپؑ نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ تم کو وہ چیز عطا کرے، جس کے تم متوقع ہو پھر آپؑ بڑھے اور تین شخص دیکھے جو پہلے دونوں فرقوں سے بھی زیادہ دبلے اور رنگ بدلے تھے، نور کا یہ عالم تھا کہ گویا چہروں پر آئینے چڑھے تھے، آپؑ نے ان سے پوچھا کہ کس چیز سے تم ایسے ہو رہے ہو، انہوں نے عرض کیا کہ ہم اللہ عزوجل سے محبت رکھتے ہیں، آپ نے فرمایا مقرب تمہیں ہو۔

حکایت (۸۶۹) عبد الواحد بن زیدؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک شخص پر گذرا جو برف میں سوتا تھا، میں نے پوچھا کہ تمہیں سردی نہیں معلوم ہوتی۔ اس نے کہا کہ جو شخص محبت الٰہی میں گرم رہتا ہے اس کو سردی نہیں معلوم ہوتی۔

حکایت (۸۷۰) حضرتِ معروف کرخیؒ کے بعض مریدوں نے ان سے سوال کیا کہ اے ابو محفوظ آپ ارشاد فرمائیں کہ کونسی چیز نے آپ کو عبادت کی ترغیب

دی اور خلق سے علیحدہ کیا، آپ چپ ہو رہے، اس نے کہا کہ موت کی یاد نے آپ کا یہ حال کیا ہے، آپ نے فرمایا موت کی کیا اصل ہے، اس نے کہا کہ قبر و برزخ کی یاد سے ایسے ہوئے، آپ نے فرمایا کہ یہ بھی بے اصل ہیں، اس نے کہا کہ دوزخ کے خوف اور جنت کی توقع نے ایسا کیا ہے، آپ نے فرمایا ان کی بھی کچھ اصل نہیں یہ سب چیزیں ایک بادشاہ کے قبضے میں ہیں، اگر اس کو چاہو تو یہ سب باتیں تم کو بھلا دے، اور اگر تم میں اور اس میں معرفت ہو جائے تو پھر ان سب سے بچا دے۔

حکایت (۸۷۱) بعض شیوخ نے حضرت بشر بن ابی الحارث کو خواب میں دیکھا ان سے پوچھا کہ ابو نصر، تمار اور عبدالوہاب وراق کا کیا حال ہے، آپ نے فرمایا کہ میں نے ان کو اس وقت خدا تعالیٰ کے سامنے کھاتے پیتے چھوڑا ہے۔ اس نے پوچھا کہ آپکا کیا حال ہے، کہا اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ مجھے کھانے پینے کی طرف رغبت کم ہے اس لئے مجھ کو اپنا دیدار مرحمت فرمایا۔

حکایت (۸۷۲) علی بن الموفق رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ جنت میں داخل کرئے گئے ہیں، کہتے ہیں کہ وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دستر خوان پر بیٹھا ہے اور دو فرشتے اس کے دونوں طرف ہیں انواع و اقسام کے میوے ان کو کھلا رہے ہیں اور ایک شخص کو دیکھا کہ جنت کے دروازے پر کھڑے ہوئے لوگوں کی صورتیں پہچانتے ہیں اور بعض کو اندر کر دیتے ہیں اور بعض کو واپس کرتے ہیں پھر میں ان سے خطیرۂ قدس کی طرف آگے بڑھ گیا، وہاں سرادقات عرش میں ایک شخص کو دیکھا کہ اللہ جل شانہ کی طرف تاک لگائے ہوئے ہے اور کسی طرف نہیں دیکھتا میں نے رضوان سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے، کہا گیا معروف کرخی ہیں کہ جنہوں نے خدا کی عبادت نہ خوف آتش سے کی نہ توقع جنت بلکہ صرف اس کی محبت سے کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک حد تک اپنی طرف دیکھنے کی اجازت دے دی، اور کہا کہ تم وہ ہی ہو تم نے سب مقصدوں کو چھوڑ کر مجھ کو اختیار کیا۔

حکایت (۸۷۳) اسحٰق بن سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ میرے باپ

یعنی سعدؓ مجھ سے فرماتے تھے کہ عبداللہ بن جحشؓ نے مجھ سے جنگِ احد کے روز کہا کہ آؤ خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں، پس ایک طرف کو ہو کر عبداللہؓ نے یوں دعا مانگی کہ الٰہی میں تجھ کو قسم دیتا ہوں کہ جب کل کو میں دشمن کے مقابل ہوں تو میرا مقابلہ کسی ہولناک اور شدید الغضب سے ہو جس سے میں لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر مجھ کو پکڑ کے میرے ناک کان کاٹے اور میرا پیٹ چیرے اور میں تیرے سامنے جاؤں تو تو مجھ سے پوچھے اے عبداللہ تیرے ناک کان کس نے کاٹے، میں عرض کروں، الٰہی تیرے راستے میں اور تیرے رسولؐ کے راستے میں میرا یہ حال ہوا ہے، تو فرمائے کہ سچ کہتا ہے۔ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ میں نے آخر روز میں دیکھا کہ عبداللہ بن جحشؓ کے ناک کان ایک ڈورے میں بندھے لٹکے ہیں اور سعید بن المسیبؒ فرماتے ہیں کہ مجھ کو توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ عبداللہ بن جحشؓ کی بقیہ قسم بھی پوری کرے، جیسے اس نے اتنی سچی کی ہے۔

حکایت (۸۷۴) روایت کہ زلیخا جب ایمان لائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کے نکاح میں آئی تو ان سے علیحدہ ہو کر عبادت میں مصروف ہوئی اور خدا تعالیٰ کی ہو رہی، اگر آپؑ دن کو اپنے پاس بلاتے تو رات پر ٹال دیتی اور رات کو بلاتے تو دن پر، اور کہتی کہ اے یوسف میں آپؑ سے جب تک محبت رکھتی تھی کہ مجھ کو خدا تعالیٰ کی معرفت نہ تھی اب کہ میں نے اس کو پہچان لیا تو اس کی محبت نے میرے دل میں کسی غیر کی محبت نہ چھوڑی۔ اور مجھ کو اس محبت کا عوض منظور نہیں کہ اس کی محبت چھوڑ کر دوسرے کی محبت اختیار کروں۔ یہی حال ہوتا ہے، یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ کو خداوند کریم کا حکم اسی طرح ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ تو زلیخا سے ہم بستر ہو، اس کے پیٹ سے ہم دو لڑکے عنایت فرما دیں گے اور دونوں کو نبی کریں گے۔ زلیخا نے عرض کیا کہ اگر خداوند کریم نے آپ کو ارشاد فرمایا ہے اور مجھ کو اس نعمت کا ذریعہ بنایا ہے تو میں خدا تعالیٰ کے حکم کی تابع ہوں اور صحبت پر راضی ہوں۔

حکایت (۸۷۵) برخ غلام حبشی کے احوال میں جس کے طفیل سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارانِ رحمت کی دعا کی تھی۔ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

کو ارشاد فرمایا برخ اچھا بندہ ہے، مگر اس میں ایک عیب ہے، آپ نے عرض کیا کہ الٰہی اس کا عیب کیا ہے، فرمایا کہ اس کو نسیم سحر اچھی معلوم ہوتی ہے، اس کی طرف رغبت کرتا ہے، اور جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے وہ کسی چیز کی طرف رغبت نہیں کرتا۔

حکایت (۸۷۶) روایت ہے کہ ایک عابد نے خدا تعالیٰ کی عبادت مدت تک کسی جنگل میں کی، پھر ایک پرند کو دیکھا کہ ایک درخت پر آشیانہ بنایا ہے اس میں بیٹھکر چہچہے کرتا ہے۔ عابد نے کہا کہ اگر میں اپنی عبادت کی جگہ اس درخت کے پاس کر لوں تو اس پرند کے چہچہے سے کچھ دل لگی ہو۔ جب عبادت کی جگہ درخت کے پاس کر لی تو خدا تعالیٰ نے اس وقت کے نبی پر وحی بھیجی کہ فلاں عابد سے کہدو کہ تو نے فلاں مخلوق سے انس کر لیا ہے، اس کی سزا میں میں نے تیرا ایسا درجہ کم کر دیا کہ اب کسی عمل سے کبھی نہ ملے گا۔

حکایت (۸۷۷) حضرت ابراہیم بن ادہمؒ سفر کرتے ہوئے ایک پہاڑ پر پہنچے، ایک آواز آئی کہ کوئی یہ کہتا ہے۔ قطعہ

ہم نے بخشے جتنے ہیں تیرے گناہ پر نہیں بخشا قصور اعراض کا
فوت جو تجھ سے ہوا وہ ہے معاف فوت جو ہم سے ہوا باقی رہا

اس کو سن کر آپ تڑپے اور بیہوش ہو گئے ایک رات دن ہوش نہ آیا، بہت سے حالات آپ پر طاری ہوئے، پھر ایک آواز پہاڑ سے سنی کہ اے ابراہیمؒ بندہ ہو جا، ابراہیمؒ کہتے ہیں کہ میں بندہ ہو گیا، اور ہوش میں آیا۔

حکایت (۸۷۸) روایت ہے کہ بعض ابدال نے کسی صدیق سے درخواست کی کہ خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ایک ذرّہ بھر اپنی معرفت مجھ کو عنایت فرمائے۔ انہوں نے دعا کی اور وہ مقبول ہوئی، ان بزرگ کا یہ حال ہوا کہ پہاڑوں میں سرگرداں پھرے، عقل حیران اور دل پریشان تھا۔ سات روز تک آنکھیں پتھرا گئیں نہ اپنے آپ کسی چیز سے نفع لیا نہ انسے کسی چیز کو فائدہ پہونچا صدیق نے خدا تعالیٰ سے ان کے لئے دعا مانگی کہ الٰہی ذرہ بھر معرفت سے کچھ کم کر دے ان پر وحی ہوئی کہ ہم نے اس کو ذرہ بھر معرفت کا لاکھواں حصہ عنایت فرمایا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب تو نے

اس کے لئے دعا کی تھی اسی وقت ہمارے لاکھ بندوں نے بھی درخواست کی تھی ہیں نے ان کی دعا قبول کرنے میں تاخیر کی تھی مگر جب تو اس شخص کا سفارشی ہوا اور تیری دعا قبول ہوئی تو ان کی بھی دعا قبول فرمائی، اور ذرہ بھر معرفت لاکھ بندوں میں تقسیم کردی جس کا نتیجہ تو نے دیکھا۔ صدیق نے عرض کیا کہ اے احکم الحاکمین جس قدر تو نے اس کو عنایت فرمایا ہے اس میں سے کم کر دے، اللہ تعالیٰ نے دس ہزار واں حصہ اس لاکھویں حصے کا رہنے دیا اور باقی کو سلب کر دیا تب اس کا خوفِ محبت و رجا ٹھکانے ہوا اور پریشانی دفع ہوئی، اور عارفوں کی طرح وہ ہو گیا۔

حکایت (۸۷۹) حضرت ذوالنون مصریؒ اپنے کسی بھائی کے پاس تشریف لے گئے جو اپنی محبت کا ذکر لوگوں سے کیا کرتا تھا۔ آپ نے اس کو مصیبت میں مبتلا دیکھا، اور فرمایا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف کی چوٹ کی تکلیف معلوم کرتا ہے وہ اس سے محبت نہیں رکھتا، اس شخص نے کہا کہ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اس کی چوٹ سے لذت یاب نہیں ہوتا وہ اس سے محبت نہیں رکھتا حضرت ذوالنونؒ نے فرمایا کہ میں یہ کہتا ہوں کہ جو شخص اپنے نفس کو اس کا محب مشہور کرتا ہے وہ اس سے محبت نہیں رکھتا۔ اس شخص نے استغفار و توبہ کی کہ پھر میں ذکر محبت کسی سے نہ کروں گا۔

حکایت (۸۸۰) بعض مکاشفین بیان کرتے ہیں کہ میں نے تیس برس ظاہر و باطن سے جتنی مجھ میں طاقت تھی کوشش کے ساتھ عبادت کی یہاں تک مجھ کو گمان ہوا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک میرا رتبہ کچھ ہوا ہوگا۔ اور ان بزرگ نے اپنے مکاشفات اور اسرارِ سماوی کے ظاہر ہونے کو ایک بڑی داستان میں بیان کر کے آخر میں لکھا ہے کہ میں ایک فرشتوں کی صف میں پہونچا جن کی تعداد عدد مخلوقات کے برابر تھی ان سے میں نے پوچھا کہ تم کون ہو، جواب دیا کہ ہم خدائے عزوجل کے محب ہیں اس کی عبادت یہاں تین لاکھ برس سے ایسی کرتے ہیں کہ ہماری زبان پر سوائے اس کے اور کچھ نہیں گذرا، تب تو مجھ کو اپنے عمل سے بہت حیا آئی اور سب اعمال میں نے ان لوگوں کو بخش دیے جو مستحق وعید ہیں تاکہ ان پر

دوزخ میں تخفیف ہو۔

حکایت (۸۸۱) حضرت جنیدؒ اپنے استاد و مرشد حضرت سریؒ کا حال بیان فرماتے ہیں کہ ایک بار وہ بیمار ہوئے، ہم کو نہ تو سبب ان کی بیماری کا معلوم ہوا نہ دوا، ہم سے کسی نے ایک طبیب حاذق کا ذکر کیا، تو میں ان کا قارورہ لے کر اس طبیب کے پاس گیا۔ اس نے قارورہ دیکھا اور بڑی دیر تک دیکھتا رہا، پھر مجھ سے کہا کہ یہ قارورہ تو عاشق کا سا معلوم ہوتا ہے، میں نے یہ سنکر پچھاڑ کھائی اور اور بیہوش ہو گیا شیشی میرے ہاتھ سے گر گئی۔ بعد ہوش آنے کے مرشد کی خدمت میں آکر سب حال کہا اور آپ نے تبسم کرکے فرمایا کہ واقع میں وہ قارورہ خوب پہچانتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کیا قارورے میں بھی عشق ظاہر ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں قارورے میں بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

حکایت (۸۸۲) ایک بار حضرت سریؒ نے فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ دوں کہ اسی کی محبت نے میرا پوست ہڈیوں پر لگا دیا اور بدن کو دبلا کر دیا پھر بے ہوش ہو گئے۔

حکایت (۸۸۳) واضح ہو کہ انس جب دائمی اور غالب اور مستحکم ہو جاتا ہے اور انبساط اور کشادگی کا خوف اس کو مکدر او منغص نہیں کرتا تو اس کا انس ایک انبساط اور کشادگی اقوال و افعال اور خدا تعالیٰ کی مناجات میں پیدا کرتا ہے اور بعض اوقات بظاہر برا ہوتا ہے اس وجہ سے کہ متضمن جرأت اور قلت ہیئت کا ہوتا ہے مگر جو شخص کہ مقام انس میں مقیم ہوتا ہے اس سے وہ کشادگی برداشت کرلی جاتی ہے۔ اور جو اس مقام میں مقیم نہیں اور فعل و کلام میں انس والوں کی مشابہت کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور قریب بہ کفر ہو جاتا ہے اس کی مثال مناجات برخ اسود کی ہے، جس کے باب میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو حکم ہوا تھا کہ اس سے درخواست کرو کہ بنی اسرائیل کے لئے باران رحمت کی دعا مانگے اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ جب بنی اسرائیل میں سات برس خشکی اور قحط سالی ہوئی حضرت موسیٰ علیہ السّلام ستر ہزار آدمیوں کو ساتھ لے کر مینہ کے واسطے دعا کرنے کو نکلے اور دعا مانگی اللہ جل شانہٗ نے ان پر وحی بھیجی کہ میں ان لوگوں کی دعا کیسے قبول کروں ان کے گناہ

ان پر چھلکے گئے ہیں باطن کے خبیث ہیں، بدونِ یقین کے مجھ سے دعا مانگتے ہیں میرے عذاب سے نڈر ہیں۔ تو میرے ایک بندے کے پاس جا جس کو برخ کہتے ہیں اس سے کہہ دے کہ مینہ کے واسطے باہر نکلکر دعا کرے تاکہ میں قبول کروں موسیٰ علیہ السلام نے جو برخ کا حال لوگوں سے پوچھا تو کسی نے نہ بتایا۔ ایک روز آپ راہ میں چلے جاتے تھے دیکھیں تو ایک غلام حبشی سامنے سے آتا ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں سجدے کی خاک لگی ہوئی ہے اور گلے سے ایک چادر بندھی ہوئی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو نورِ الٰہی سے پہچانا اور نام پوچھا اس نے کہا میرا نام برخ ہے آپ نے فرمایا ہم تو مدت سے تمہاری تلاش میں ہیں۔ ہمارے ساتھ چلو اور بارانِ رحمت کے لئے دعا مانگو وہ آپ کے ساتھ نکلا اور اس طرح دعا مانگی کہ الٰہی نہ تو یہ تیرا کام ہے نہ یہ تیرا حلم اور تجھ کو یہ کیا سوجھی ہے جو خشکی کر رکھی ہے کیا تیرے پاس کے چشمے گھٹ گئے ہیں، یا ہوائیں تیری طاعت سے منحرف ہیں یا جو تیرے یہاں چیز ہے وہ بڑ گئی ہے، یا گنہگاروں پر تیرا غصہ سخت ہو گیا ہے۔ کیا خطا واروں کو پیدا کرنے سے پہلے تو غفار نہیں تھا، تو نے ہی تو رحمت کو پیدا کیا اور مہر کا حکم دیا کیا اب ہم کو یہ دکھاتا ہے کہ تجھ تک کسی کی رسائی نہیں یا جلد سزا اس لئے دیتا ہے کہ کہیں مخلوق تجھ سے بھاگ نہ جائے اسی طرح کی باتیں کہتا رہا یہاں تک کہ پانی برسنا شروع ہوا اور بنی اسرائیل تر ہو گئے اور گھاس خدا کے حکم سے جمنا شروع ہوا اس زور سے ابھرا کہ دوپہر میں زانو تک پہونچ گیا۔ اس کے بعد برخ واپس آیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو اس کو ملے تو کہنے لگا۔ کیوں میں اپنے رب کے ساتھ کیسا جھگڑا اور اس نے میرے ساتھ کیسا انصاف کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر قصد کیا تو خدا تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ برخ مجھ سے دن میں تین بار ہنستا ہے۔

حکایت (۸۸۴) حضرت حسنؒ سے روایت ہے کہ بصرہ میں ایک بار چند چھپر آگ سے جل گئے ان کے بیچ میں ایک چھپر باقی رہ گیا۔ اس وقت حضرت ابو موسیٰؓ بصرہ کے سردار تھے۔ آپ کو اس حال کی خبر ہوئی تو اس چھپر کے مالک کو بلوایا دیکھا تو ایک پیر مرد تھے، آپ نے ان سے پوچھا کہ یہ کیا بات کہ تمہارا چھپر نہ جلا انھوں نے کہا کہ میں نے خدا تعالیٰ کو قسم دے دی تھی کہ اس کو نہ جلا دے حضرت

ابو موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جن کے سروں کے بال پراگندہ اور کپڑے میلے ہوں گے مگر وہ لوگ خدا تعالیٰ کو کچھ قسم دیں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو سچا کر دے گا۔

حکایت (۸۸۵) اور یہ بھی انہیں سے روایت ہے کہ بصرہ میں ایک بار آگ لگی تو ابو عبیدہ خواصؒ تشریف لائے تو آگ کے اوپر چلنے لگے حاکم بصرہ نے ان سے عرض کیا کہ دیکھئے آپ جل نہ جائیں آپ نے فرمایا کہ میں نے خدا تعالیٰ کو قسم دے دی ہے کہ مجھ کو آگ سے نہ جلاوے۔ حاکم نے عرض کیا کہ تو پھر آگ کو بھی قسم دیجئے کہ وہ بجھ جاوے۔ آپ نے آگ کو قسم دی وہ بجھ گئی۔

حکایت (۸۸۶) ایک روز ابو حفصؒ چلے جاتے تھے کہ سامنے سے ایک روستائی آیا جس کے ہوش ٹھکانے نہ تھے، آپ نے اس سے پوچھا کہ تجھ پر کیا مصیبت پڑی ہے اس نے کہا کہ میرا گدھا کھو گیا ہے اور اس کے سوا میرے پاس اور نہیں یہ سن کر آپ ٹھہر گئے اور جناب باری میں عرض کیا کہ قسم ہے تیری عزت و جلال کی میں ایک قدم بھی نہ چلوں گا جب تک تو اس شخص کا گدھا اس کے پاس نہ پہونچا دے گا آپ کا یہ کہنا تھا کہ اسی وقت گدھا آموجود ہوا اور آپ وہاں سے آگے بڑھے، پس اس طرح کے معاملات انس والوں سے ہوا کرتے ہیں۔ دوسرے کو حق نہیں پہونچتا کہ ان لوگوں جیسا بن جاوے۔

حکایت (۸۸۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں آگ کی جنگاری ٹولوں جو جلادے سو جلادے اور چھوڑ دے سو چھوڑ دے تو میرے نزدیک یہ اس بات سے بہتر ہے کہ جو چیز ہوگئی ہو اس کو میں کہوں کہ کاش نہ ہوتی یا نہ ہوئی چیز کو کہوں کہ کاش ہو جاتی۔

حکایت (۸۸۸) ایک شخص نے حضرت محمد بن واسعؒ کے پاؤں میں زخم دیکھ کر کہا کہ مجھے تمہارے اس زخم سے ترس آتا ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ زخم جب سے ہوا ہے میں شکر کرتا ہوں کہ آنکھ میں نہ لگا۔

حکایت (۸۸۹) بنی اسرائیل کے قصوں میں ہے کہ ایک عابد نے اللہ تعالیٰ کی عبادت مدت تک کی اس کو خواب میں دکھلایا گیا کہ فلانی عورت بکریاں چرانے والی جنت میں

تیری رفیق ہو گی عابد نے اٹھ کر اس عورت کا نشان پوچھ کر اس کو تلاش کیا اور تین دن اس کے یہاں مہمان رہے۔ تاکہ اس کا عمل دیکھیں۔ عابد خود تو رات کو کھڑے رہتے اور وہ لیٹ کر سو جاتی دن کو یہ روزہ رکھتے اور وہ افطار کرتی اس سے پوچھا کہ تیرا عمل اس کے سوا کچھ اور بھی ہے اس نے کہا کہ اور تو کچھ بھی نہیں یہی جو تم نے دیکھا میں تو اپنے آپ میں اور کچھ نہیں جانتی یہ کہتے رہے کہ بھلا یاد کر کے کہو کوئی اور بات بھی ہے اس نے کہا کہ ایک چھوٹی سی خصلت مجھ میں اور ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر میں سختی میں ہوتی ہوں تو اس امر کی تمنا نہیں کرتی کہ اچھی حالت میں ہوں اور اگر مرض میں ہوں تو یہ تمنا نہیں کرتی کہ تندرستی میں ہو جاؤں اور اگر دھوپ میں رہوں تو سایہ کی تمنی نہیں ہوتی۔ یہ سن کر عابد نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھا اور کہا، یہ چھوٹی سی خصلت ہے یہ تو ایسی بڑی خصلت ہے جس سے عابد عاجز ہیں۔

حکایت (۸۹۰) روایت ہے کہ حضرت فتح موصلی کی بی بی لغزش کھا کر گریں اور ناخن ٹوٹ گیا، آپ ہنس پڑیں کسی نے پوچھا آپ کو درد نہیں معلوم ہوتا، جواب دیا کہ ثواب کی لذت نے میرے دل سے درد کی تلخی دور کر دی۔

حکایت (۸۹۱) حضرت سہیلؒ کو ایک مرض تھا کہ اوروں کو وہ ہوتا تو اس کا علاج کیا کرتے اور اپنا نہ کرتے ان سے کسی نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یار دوست کی مار میں آزار نہیں ہوا کرتا اور دوسری صورت یہ ہے کہ درد تو معلوم ہوتا ہے مگر اس سے راضی ہوں، بلکہ رغبت اور خواہش سے اس امر کو چاہتا ہوں یعنی گو طبیعت پر ناگوار گذرے مگر عقل کی رو سے اس کی طرف رغبت ہو۔ مثلاً جو شخص فصاد سے فصد کھلائے یا پچھنے لگوائے تو اس کو فصد حجامت کا درد تو معلوم ہوتا ہے مگر فصد و حجامت پر راضی ہوتا ہے۔ اور فصاد کے فعل کا ممنون ہوتا ہے۔ پس یہی حال اس شخص کا ہے جو تکلیف کی چیزوں پر راضی رہے۔ اسی طرح جو فائدہ کی طلب میں سفر کرتا ہے اس کو سفر کی تکلیف معلوم ہوتی ہے مگر ثمرۂ سفر ایسا اچھا اس کے نزدیک ہے کہ اس کے باعث تکلیف سفر کو گوارا کرتا ہے، اور اس سے راضی ہے اور جب آدمی کو یہ یقین ہو کہ مصیبت کا ثواب خدا تعالیٰ کے یہاں ذخیرہ ہے بہ نسبت اس چیز کے جو اس کے پاس سے جاتی رہی جو بڑھ کر ہے، تو بیشک جو مصیبت خدا تعالیٰ کی طرف سے آئیگی اس پر

راضی ہوگا اور اس پر رغبت کرے گا اور اسے اچھا جاننے لگا اور خدا تعالیٰ کا شکر اس پر کرے گا۔ یہ اسی صورت میں ہے کہ اس ثواب اور احسان کا لحاظ رکھے، جو اس کو مصیبت کے عوض ملے گا۔ اور ہوسکتا ہے کہ محبت ایسی غالب ہو کہ حبیب کی مراد اور رضا ہی مطلوب و مقصود ہو جاوے اور کچھ مراد ہی نہ رہے اور یہ سب باتیں خلق کی محبت میں دیکھی جاتی ہیں، وصف کرنے والوں نے اپنی نظم و نثر میں ان کو بیان کیا ہے اور اس میں اور کوئی بات نہیں صرف لحاظ صورت ظاہری کے جمال کا جو آنکھ سے سوجھتی ہے اب اس جمال کو دیکھو تو صرف گوشت و پوست و خون ہے جس میں نجاست اور خاک بلا ملی ہوئی ہے، اس کا آغاز ایک نطفۂ ناپاک ہے اور اس کا انجام ایک پلید مردار اور بیچ میں پائخانے کو اٹھائے پھرتا ہے اور اگر مدرک کو دیکھے تو آنکھ خسیس ہے جو اکثر دھوکا دیتی ہے۔ یعنی چھوٹی چیز کو بڑی دیکھتی ہے اور بڑی کو چھوٹی اور دور کو نزدیک اور بدصورت کو خوبصورت پس جب ایسی حالت میں محبت کا یہ حال ہو جاتا ہے تو جمال ازلی اور ابدی کی محبت میں یہ امر کیسے محال ہوسکتا ہے، اس جمال کے کمال کی بھی کچھ نہایت ہی نہیں اور اس کا ادراک چشم بصیرت سے ہوتا ہے جس میں کبھی غلطی نہیں ہوتی اور نہ اس پر موت آتی ہے بلکہ بصیرت باطنی بعد موت کے باقی رہتی ہے، اور خدا تعالیٰ کے نزدیک زندہ اور اس کے رزق سے خوش ہوکر بعد موت زیادتی متنبہ اور انکشاف سے بہرہ ور ہوتی ہے۔ اس بات کو اگر چشم عبرت سے دیکھو تو صاف ظاہر ہے اور اس کا پایا جانا اور عاشقوں کے احوال و اقوال اس پر شاہد ہیں، چنانچہ حضرت شقیق بلخیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے مرشد سری سقطیؒ سے پوچھا کہ عاشق کو بلا کی تکلیف ہوتی ہے یا نہیں انہوں نے فرمایا کہ نہیں، میں نے کہا کہ اگرچہ تلوار سے مارا جائے، آپ نے فرمایا کہ گو تلوار سے ستر ضربیں لگائی جائیں اور بعض اکابر فرماتے ہیں کہ مجھ کو وہی اچھا معلوم ہوتا ہے جو اس کو پسند ہو یہاں تک کہ اگر وہ میرے لئے دوزخ پسند کرے تو میں دوزخ میں جانا محبوب جانتا ہوں۔

حکایت (۸۹۲) بشر بن الحارث کہتے ہیں کہ بغداد کے محلہ شرقیہ میں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہزار کوڑے لگے اس نے کچھ اف نہ کیا پھر اس کو قید خانے

میں لے گئے، میں اس کے پیچھے گیا، اور پوچھا کہ تجھ کو کیوں مارا اس نے کہا کہ اس لئے کہ میں عاشق ہوں، میں نے کہا کہ تو چپکا کیوں رہا، اس نے کہا کہ میرا معشوق میرے سامنے مجھے دیکھتا تھا، میں نے کہا کہ پھر کیا اچھا ہو جو تو عاشق حقیقی کی طرف دیکھے یہ سنکر اس نے چیخ ماری اور پچھاڑ کھا کر مر گیا۔

حکایت (۸۹۳) بشرؒ کہتے ہیں کہ میں نے شروع سلوک میں جزیرۂ عبادان کا قصد کیا وہاں ایک شخص کو دیکھا کہ اندھا اور کوڑھی اور مجنون اور مرگی زدہ ہے، اور چیونٹیاں اس کا گوشت کھا رہی ہیں، میں نے اس کا سر اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور کچھ کہتا رہا۔ جب اس کو ہوش آیا تو کہا، یہ کون اجنبی آدمی ہے جو میرے اور میرے پرودگار کے معاملے میں دخل دیتا ہے۔ اگر وہ میرا ایک ایک جوڑ کاٹ ڈالے گا تب بھی میں اسکی محبت زیادہ ہی کروں گا بشرؒ کہتے ہیں کہ بعد اس معاملے کے جب کبھی مجھکو اس طرح کا معاملہ بندے میں اور پروردگار میں معلوم ہوا میں نے کبھی اس کو بُرا نہیں جانا۔

حکایت (۸۹۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ایک لڑکا بیمار ہوا آپ کو بہت شدت سے اس کا غم ہوا یہانتک کہ لوگوں کو خوف ہوا کہ کہیں اس لڑکے کے سبب آپ کو کچھ ہو نہ جاوے۔ وہ لڑکا جب مر گیا تو آپ اس کے جنازے کے ساتھ ہوئے اور کسی شخص کے چہرے پر ایسی خوشی نہ ہوتی ہوگی جیسی آپ کو اس وقت تھی لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ مجھکو اس کی بیماری سے اسکے اوپر ترس آتا تھا، اس لئے غمگین تھا، اب جو مشیتِ الٰہی ہو چکی تو میں اس پر خوش ہوں۔

حکایت (۸۹۵) حضرت عیسٰی علیہ السّلام ایک شخص اندھے برص والے اپاہج دونوں طرف سے فالج زدہ پر گذرے کہ اس کا گوشت جذام کے باعث بکھر گیا تھا اور وہ یہ کہتا تھا کہ شکر ہے اس خدا کا جس نے مجھے ایسے امراض سے صحت دی جس میں بہتوں کو مبتلا کر رکھا ہے حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے اس سے کہا کہ بھلا وہ کونسی مصیبت ہے جو تیرے اوپر نہیں، اس نے کہا کہ اے روح اللہ میں اس شخص سے بہتر ہوں جس کے دل میں خدا تعالٰی نے وہ چیز نہیں ڈالی جو میرے دل میں اپنی معرفت ڈالی ہے آپؑ نے

فرمایا درست کہتے ہو، اپنا ہاتھ لاؤ اس نے جو اپنا ہاتھ دیا آپؑ کے ہاتھ میں آتے ہی چہرہ سب سے عمدہ اور صورت بہت اچھی ہو گئی اس کا سب مرض جاتا رہا۔ وہ شخص حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ رہ کر عبادت کرنے لگا۔

حکایت (۸۹۶) حضرت عروہ بن زبیرؓ کا پاؤں سڑ گیا تھا، انہوں نے زانو سے پاؤں تک کٹوا یا پھر فرمایا خدا تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھ سے ایک لے لیا۔ تیری ذات کی قسم ہے اگر تو نے لے لیا تو تو نے ہی باقی رکھا تھا۔ اور اگر تو نے بیمار کیا تھا تو تو نے ہی عافیت دی تھی۔ پھر اس رات یہی ورد پڑھتے رہے۔

حکایت (۸۹۷) حضرت عمران بن الحصینؓ کو استسقاء کا مرض تھا تیس برس تک پشت پر لیٹے رہے نہ اٹھ سکتے تھے نہ بیٹھ سکتے تھے۔ قضائے حاجت کے لئے چارپائی کے بان کاٹ دیئے گئے تھے، ان کے پاس مطرف اور ان کے بھائی علا آئے، ان کا حال دیکھ کر رونے لگے، انہوں نے پوچھا کہ تم کیوں روتے ہو، کہا تمہارے اوپر یہ بڑی سختی دیکھ کر روتا ہوں، انہوں نے کہا مت رؤو اس واسطے کہ جو چیز خدا تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے وہی مجھ کو زیادہ پسند ہے۔ اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں غالباً خدا تعالیٰ اس سے تم کو نفع دے گا۔ مگر میرے مرنے تک اس کو تم کسی سے نہ کہنا وہ بات یہ ہے کہ فرشتے میری زیارت کرتے ہیں میں انس پاتا ہوں اور مجھ کو سلام کرتے ہیں میں ان کا سلام سنتا ہوں، اس سے میں جانتا ہوں کہ جس مرض میں یہ بڑی نعمت ہو وہ عذاب نہیں۔ پس جو شخص اپنی مصیبت میں ایسے امور مشاہدہ کرے بھلا وہ کیسے راضی نہ ہوگا۔ مطرف کہتے ہیں کہ پھر سوید بن شعبہ کی عیادت کو گئے ہم نے دیکھا کہ ایک کپڑا ہے ہم کو گمان ہوا کہ اسکے نیچے کچھ نہیں ہے یہانتک کہ ان کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا گیا۔ ان کی بی بی نے کہا کہ آپ کو کیا کھلائیں کیا پلائیں، انہوں نے کہا کہ لیٹے لیٹے کروٹیں دکھ گئیں چوتڑ چھل گئے اور دبلا اتنا ہو گیا ہوں کہ اس قدر مدت سے کھانا پینا متروک ہے مگر مجھ کو یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ اس کیفیت میں سے ناخن برابر بھی کمی کروں۔

حکایت (۸۹۸) جب سعد بن ابی وقاصؓ مکہ میں تشریف لائے اور ان کی آنکھیں جاتی

رہی تھیں لوگ ان کے پاس جوق جوق دوڑے چلے آتے تھے اور آپ سے دعا کی استدعا کرتے تھے۔ آپ ہر ایک کے لئے دعا مانگتے تھے اور وجہ دعا منگوانے کی یہ تھی کہ آپ مستجاب الدعوات تھے۔ حضرت عبداللہ بن الصائب کہتے ہیں کہ میں بھی ان دنوں لڑکا تھا، آپ کی خدمت میں آیا اور آپ کو اپنا نشان بتایا، آپ نے مجھ کو پہچانا اور فرمایا کہ اہل مکہ کا تو قاری ہے۔ میں نے کہا کہ البتہ، پھر اور گفتگو ہوئی۔ یہاں تک کہ آخر کو میں نے کہا کہ چچا جان آپ اوروں کے واسطے دعا کرتے ہیں، اپنے واسطے بھی دعا فرمایئے کہ خدا تعالیٰ آپ کی بینائی جوں کی توں کر دے۔ آپ نے تبسم فرما کر کہا بیٹا خدائے پاک کے حکم کی رضا میرے نزدیک بینائی سے اچھی ہے۔

حکایت (۸۹۹) ایک صوفی کا لڑکا چھوٹا سا تین دن تک نہ ملا اور نہ اس کا حال معلوم ہوا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ خدا تعالیٰ سے دعا مانگئے کہ اس کو واپس لادے اور تم سے ملا دے۔ انہوں نے فرمایا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر حکم کیا اس پر اعتراض کرنا میرے نزدیک لڑکے کے جاتے رہنے سے زیادہ سخت ہے۔

حکایت (۹۰۰) بعض عابد کہتے ہیں کہ میں نے ایک بڑا سخت گناہ کیا تھا جس کے عوض میں ساٹھ برس سے روتا ہوں، اور یہ عابد نہایت محنت عبادت کرتے تھے کہ کسی طرح توبہ اس گناہ سے قبول ہو۔ لوگوں نے پوچھا وہ کونسا گناہ ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک بات ہوگئی تھی، میں نے اس کو کہا تھا کہ نہ ہوتی تو خوب تھا۔

حکایت (۹۰۱) بعض سلف کا قول ہے کہ اگر میرا جسم مقراضوں سے کترا جاوے تو میرے نزدیک اس بات سے محبوب ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی ہو اس کو میں کہوں کہ اگر نہ کرتا تو خوب تھا۔

حکایت (۹۰۲) ایک جماعت حضرت شبلیؒ کے پاس مارستان میں گئی جہاں وہ قید تھے۔ اور اپنے سامنے ڈھیلے اکھٹے کر رکھے تھے۔ ان لوگوں سے پوچھا کہ تم کون ہو انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے دوست ہیں۔ آپ ان کی

طرف ڈھیلے مارنے لگے، یہاں تک کہ وہ بھاگ گئے۔ پھر آپ نے کہا کہ تم کو کیا ہو اہے، تم میری محبت کا دعوےٰ کرتے ہو، اگر سچے ہو تو میری مصیبت پر صبر کرو۔

حکایت (۹۰۲) روایت ہے کہ بازار میں آگ لگی لوگوں نے حضرت سری کو خبر دی کہ بازار جل گیا اور تمہاری دوکان نہیں جلی، انہوں نے فرمایا کہ الحمد للہ! پھر کہا کہ میں نے الحمد کیسے کہا، صرف میں ہی تو بچ رہا ہوں اور مسلمان تو نہیں بچے۔ پس تجارت سے توبہ کی، اور زندگی بھر دوکانداری اس لئے چھوڑ دی کہ صرف اپنے بچنے پر الحمد للہ کہا تھا، اس سے توبہ اور استغفار چاہئے۔ تو توبہ اور استغفار کے لئے کاروبار سے دست بردار ہو گئے۔

حکایت (۹۰۳) ایک روز وہیب بن الورد اور سفیان ثوریؒ اور یوسف بن سباطؒ اکھٹے ہوئے۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا، آج سے پہلے مجھ کو اچانک موت بُری معلوم ہوتی تھی، مگر آج میں چاہتا ہوں کہ مر جاؤں حضرت یوسف بن سباطؒ نے ان سے سبب پوچھا، آپ نے فرمایا کہ وجہ یہ ہے کہ میں فتنے سے ڈرتا ہوں، انہوں نے کہا کہ مجھے تو زیادہ جینا بُرا نہیں معلوم ہوتا۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے پوچھا، کیوں، انہوں نے فرمایا کہ اس توقع پر کہ شاید کوئی روز ایسا مل جائے جس میں مجھ کو توبہ نصیب ہو اور کوئی نیک عمل کروں، پھر حضرت وہیب سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں تو کچھ پسند نہیں کرتا۔ جو کچھ اللہ جل شانہ کو محبوب ہے وہی مجھ کو محبوب ہے۔ خواہ زندہ رکھے یا وفات دے۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ بخدا یہ روحانی ہے۔

حکایت (۹۰۴) حضرت ابو یزید بسطامیؒ سے ایک بار کسی نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا جو مشاہدہ آپ کو ہوتا ہے۔ اس کا حال ہم سے ارشاد فرمایئے، آپ نے چیخ ماری اور فرمایا تمہاری شان کے شایاں نہیں کہ تم اس کو جانو۔ لوگوں نے عرض کیا کہ خدا تعالیٰ کے باب میں جو سخت سے سخت مجاہدہ آپ نے اپنے نفس پر

کیا ہو وے کہہ دیجئے۔ فرمایا کہ تم کو اس سے واقف کرنا بھی جائز نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ شروع طریقت میں جو کچھ اپنے نفس کی ریاضت آپ کیا کرتے تھے وہی فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں، اس طرح سے کہ میں نے اپنے نفس کو خدا تعالیٰ کی طرف بلایا، اس نے سرکشی کی، میں نے اس کو قسم دیدی کہ ایک برس نہ پانی پیوں گا نہ خواب کا ذائقہ چکھوں گا۔ پس نفس نے اس کو پورا کر دیا۔

حکایت (۹۰۶) حضرت سہیلؒ کے مریدان کے پاس جمع ہوئے۔ اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ خدا تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ ظالموں کو دفع کرے۔ آپ چپ ہو رہے، پھر فرمایا کہ اس شہر میں اللہ کے بندے کچھ ایسے ہیں کہ اگر ظالموں پر بددعا کریں تو صبح تک کوئی ظالم زمین کے پردے پر زندہ نہ رہے ایک ہی رات میں سب کا خاتمہ ہو جائے۔ مگر وہ بددعا نہیں کرتے سبھوں نے پوچھا کیوں، آپ نے فرمایا اس وجہ سے کہ جو چیز خدا تعالیٰ کو اچھی نہیں معلوم ہوتی اس کو وہ بھی اچھی نہیں سمجھتے۔

حکایت (۹۰۷) بعض عارفین فرماتے ہیں کہ مجھ کو مکاشفہ میں ایسا معلوم ہوا کہ چالیس حوریں ہوا میں دوڑتی ہیں اور ان پر لباس اور زیور سونے اور چاندی اور جواہر کا چھن چھن بولتا ہے اور ان کے ساتھ ساتھ پھرتا ہے۔ میں نے ان کو ایک نظر دیکھ لیا، اس کے عوض میں چالیس روز کی سزا مجھ کو ملی۔ پھر بعد اس کے ایسی حوریں نظر آئیں کہ پہلی کی حوروں سے حسن و جمال میں زیادہ تھیں اور مجھ سے کہا گیا کہ ان کی طرف دیکھ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور سجدہ کیا اور عرض کیا کہ الٰہی تجھ سے میں تیرے سوا سے پناہ مانگتا ہوں۔ مجھ کو ان کی حاجت نہیں، اسی طرح تضرع کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو میرے پاس سے ہٹا لیا۔

حکایت (۹۰۸) بعض اکابر سے مروی ہے کہ مجھ کو شوق حضرت خضرؑ کے دیکھنے کا بہت ہوا۔ میں نے ایک بار اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ ان کی زیارت مجھ کو کرا دے تاکہ مجھے وہ بات تعلیم کریں جو سب سے زیادہ میرے لئے مہم ہو، خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور ان کی زیارت مجھ کو ہوئی۔ اس وقت مجھ کو اور کچھ نہ سوجھی میں نے

یہی کہا کہ اے ابو العباس آپ مجھ کو ایسی چیز سکھا دیئے کہ جب میں اس کو پڑھوں تو لوگوں کے دلوں سے محجوب ہو جاؤں اور ان کے دلوں میں میری کچھ قدر نہ رہے اور میری نیک بختی اور دیانت کو کوئی نہ جانے۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کر اللھم اسبل علی کثیف سترک وحط علی سرادقات حجبک واجعلنی فی مکنون غیبک واحجبنی عن قلوب خلقک۔ پھر آپ غائب ہو گئے نہ میں نے ان کو پھر دیکھا نہ کبھی مشتاق ہوا۔ مگر جو دعا انہوں نے سکھائی تھی اس کو ہمیشہ پڑھتا رہا۔ بیان کرتے ہیں کہ اس دعا کی تاثیر ان پر اتنی ہوئی کہ ذلت و اہانت اور بے قدری اس درجہ کو پہنچی کہ ذمی لوگ بھی ان سے تمسخر کیا کرتے تھے اور بیگار میں پکڑ کر اپنا بوجھ ان کے سر پر رکھتے، اور چونکہ ان کی وقعت کچھ ان کی نظروں میں نہ تھی یہ سب کچھ برداشت کرتے۔ لڑکے ان کا جدا کھیل بناتے حاصل یہ کہ ان کے دل کا چین اور درستی حال ذلت اور گمنامی میں تھی۔

حکایت (۹۰۹) ابن کرنبی جو حضرت جنیدؒ کے استاد تھے فرماتے ہیں کہ میں ایک محلے میں اترا اور وہاں نیک بختی میں انگشت نما ہوا، میرا دل اس سے پریشان ہوا۔ اس لئے میں حمام میں گیا اور وہاں قصداً عمدہ کپڑے کسی کے اٹھا لئے اور ان کو پہن کر ان کے اوپر اپنی گدڑی پہن لی اور باہر نکلکر آہستہ آہستہ چلنے لگا، لوگوں نے مجھ کو آپکڑا اور میری گدڑی اتار کر وہ کپڑے مجھ سے لے لئے اور خوب دھول چپت سے میری خبر لی آئندہ کو میں حمام کا چور مشہور ہوا۔

حکایت (۹۱۰) حضرت رابعہ عدویہؒ نے ایک روز فرمایا کہ کوئی ہے جو ہم کو ہمارے حبیب کا پتہ بتا دے ان کی خادمہ نے کہا کہ ہمارا حبیب ہمارے ساتھ ہے مگر دنیا نے اس سے علیحدہ کر رکھا ہے۔

حکایت (۹۱۱) عبداللہ بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک عابدہ عورت کو دیکھا کہ رو رو یہ کہہ رہی تھی اور آنسو چہرے پر بہا رہی تھی۔ بخدا کہ میں خدا تعالیٰ کے شوق میں اور اس کی ملاقات کے اشتیاق میں زندگی سے تنگ آگئی ہوں یہانتک کہ اگر موت بکتی ہوتی تو میں اس کو خرید لیتی راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس عابدہ سے پوچھا کہ تجھ کو اپنے عمل پر اطمینان ہے اس نے کہا کہ اطمینان تو نہیں مگر میں اس سے محبت رکھتی ہوں اور اس پر

مجھ کو حسن ظن ہے تو کیا تم کو یہ خیال ہے کہ باوجود محبت کے وہ مجھ کو عذاب دیگا۔

حکایت (۹۱۲) بعض مشائخ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص گندم گوں للعزنی کو جبل لکام میں دیکھا۔ کہ پتھر پر سے دوسرے پر کودتا تھا اور کہتا تھا ؎

تیرے شوقِ الفت نے مارا جال　　پھنسایا مجھے اور کیا ہے یہ حال

حکایت (۹۱۳) بنی اسرائیل کے قصوں میں ہے کہ ایک شخص بالو کے ٹیلوں پر قحط کی حالت میں گذرا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر یہ ریت طعام پختہ ہوتا تو میں لوگوں کو بانٹ دیتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نبی پر وحی بھیجی کہ اس شخص سے کہہ دو کہ خدا تعالیٰ نے تیرا صدقہ قبول کیا، اور تیرے حسنِ نیت کا مشکور ہوا، اور تجھ کو وہی ثواب دیا کہ اگر بالفرض اس قدر کھانا ہوتا تو اس کو بانٹ دیتا۔

حکایت (۹۱۴) حضرت امام احمدؒ کے حال میں لکھا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں برسوں سے آمد و رفت استفادے کے طور پر رکھتا تھا۔ اتفاقاً آپ نے اس سے منہ پھیر لیا اور گفتگو موقوف کی، نظرِ عنایت سے ڈال دیا۔ اس شخص نے ہر چند تغیر مزاج کا باعث پوچھا مگر آپ نہ بتلاتے تھے، آخر بہت اصرار کے بعد فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تو نے اپنے گھر کی دیوار کو سڑک کی جانب سے گارا لگایا ہے اور قدِ آدم مٹی لے لی ہے اور وہ مسلمانوں کی راہ کی خاک ہے، اس لئے اب تجھ میں لیاقت نہیں ہے کہ علم کی نقل کرے۔

حکایت (۹۱۵) بعض سلف سے منقول ہے کہ میں نے ایک خط لکھا اور چاہا کہ ہمسایہ کی دیوار سے اس پر مٹی ڈال کر خشک کر دوں مگر دل نے نہ مانا پھر میں نے کہا کہ یہ تو مٹی ہے، اس کی کیا اصل ہے، غرض مٹی سے اس کو خشک کر دیا۔ اس کے بعد غیب سے یہ آواز آئی ؎

جو سمجھے ہیں یہ خاک لینی روا　　قیامت کو دیکھیں گے اس کی سزا

حکایت (۹۱۶) حضرت زکریا علیہ السّلام کے حال میں لکھا ہے کہ کسی کی دیوار گارے کی اجرت پر بناتے تھے دیوار والوں نے آپ کو دو روٹیاں لا دیں اور آپ کا یہ دستور تھا کہ بدون اپنے ہاتھ کی اجرت کے کھانا نہ کھاتے تھے جس وقت آپ کھانے بیٹھے کچھ لوگ آپ کے پاس آئے آپ نے ان کی تواضع نہ کی یہاں تک کہ سب کھا چکے۔ لوگوں کو آپ پر

تعجب ہوا، اس لئے کہ آپ سخی اور زاہد مشہور تھے۔ اور یہ گمان کیا کہ بظاہر تواضع کرلینا بہتر تھا آپ نے فرمایا کہ میں کچھ لوگوں کی مزدوری کرتا ہوں انہوں نے مجھے روٹی اس لئے دی تھی کہ انکا کام کرنے کی طاقت مجھ میں آجائے پس اگر تم بھی اس کھانے میں شریک ہوتے تو نہ تمہارا پیٹ بھرتا نہ میرا اور میں ان کے کام میں ضعیف رہتا۔

حکایت (۹۱۷) روایت ہے کہ ابن سیرینؒ نے حضرت حسن بصریؒ کے جنازے کی نماز نہ پڑھی اور فرمایا کہ میرے دل میں نیت حاضر نہیں ہوئی۔

حکایت (۹۱۸) کسی شخص نے اپنی منکوحہ سے بالوں میں کنگھی کرنے کو مانگی کہ بال سلجھاویں اس نے پوچھا کہ آئینہ لاؤں، وہ بزرگ چپ ہو رہے۔ پھر کہا کہ ہاں، لوگوں نے پوچھا کہ اتنے سکوت کی کیا وجہ تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اوّل سے میری نیت کنگھی کی تھی اور آئینے کی نیت نہ تھی اس لئے میں نے سکوت کیا یہانتک کہ خدا تعالیٰ نے نیت آئینے کی دل میں مہیا کر دی۔

حکایت (۹۱۹) ایک عالم کوفہ کے حماد بن ابی سلیمانؒ کا انتقال ہوا تو حضرت سفیان ثوریؒ سے کہا گیا کہ آپ ان کے جنازے میں نہیں جاتے آپ نے فرمایا کہ اگر میری نیت ہوتی تو ضرور جاتا۔

حکایت (۹۲۰) حضرت طاؤسؒ بدون نیت حدیث بیان نہ فرماتے، اگر کوئی پوچھتا بھی تو جواب نہ دیتے، اور نیت ہوتی تو بدوں پوچھے شروع کردیتے۔ لوگوں نے پوچھا کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ جب ہم درخواست حدیث کے بیان کی کرتے ہیں تو آپ بیان نہیں کرتے، اور اپنے آپ کہنے لگتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ بدونِ نیت میں بیان کیا کروں۔ جب میری نیت حاضر ہوتی ہے تو بیان کرتا ہوں۔

حکایت (۹۲۱) روایت ہے کہ داؤد بن محبرؒ نے جب کتاب عقل بنائی تو حضرت احمد بن حنبلؒ ان کے پاس آئے اور وہ کتاب مانگ کر ایک نظر اس میں ڈالی اور پھیر دی انہوں نے پوچھا کہ کیوں واپس کرتے ہو، آپ نے فرمایا کہ اس میں ضعیف اسناد ہیں داؤد نے فرمایا کہ میں نے اس کی بنا اسناد پر نہیں رکھی اس کو امتحان کی نظر سے دیکھئے میں نے جو اس میں عقل کے لحاظ سے نظر کی تو مجھ کو مفید ہوئی۔ امام احمد نے فرمایا تو لاؤ

مجھ کو دو، تاکہ میں بھی اس نظر سے دیکھوں جس نظر سے تم نے دیکھا ہے۔ پھر وہ کتاب لی اور مدت تک ان کے پاس رہی۔ پھر فرمایا کہ تم کو خدا تعالیٰ جزائے خیر دے مجھ کو اس کتاب نے فائدہ دیا۔

حکایت (۹۲۲) حضرت طاؤس سے کسی نے کہا کہ ہمارے لئے دعا کرو انہوں نے فرمایا کہ اچھا میں دعا کی نیت اپنے میں پالوں تو کردوں۔

حکایت (۹۲۳) بعض اکابر سے منقول ہے کہ میں ایک مہینے سے ایک شخص کی عیادت کی نیت تلاش کر رہا تھا مجھ میں ابتک درست نہیں ہوئی۔

حکایت (۹۲۴) عیسیٰ بن کثیرؒ کہتے ہیں کہ میں میمون بن مہرانؒ کے ساتھ گیا جب وہ اپنے دروازے پر پہونچے تو میں ہٹا ان کے بیٹے نے ان سے کہا کہ آپ ان کو رات کا کھانا نہیں کھلاتے فرمایا کہ میری نیت میں نہیں۔

حکایت (۹۲۵) منقول ہے کہ احمد بن خضرویہ نے خدائے عزوجل کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتا ہے کہ ہر ایک شخص مجھ سے جنت کا طالب ہے سوائے ابو یزیدؒ کے کہ وہ مجھ کو طلب کرتا ہے۔

حکایت (۹۲۶) حضرت ابو یزیدؒ نے خواب میں خدائے جل شانہٗ کو دیکھا اور عرض کیا کہ الٰہی تیری طرف آنے کا کیا طریق ہے، ارشاد ہوا کہ اپنے نفس سے ہاتھ اٹھا اور میری طرف قدم بڑھا۔

حکایت (۹۲۷) کسی شخص نے حضرت شبلیؒ کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تم سے کیا معاملہ فرمایا۔ کہا کہ کسی دعوے پر مجھ سے دلیل طلب نہیں فرمائی، مگر ایک قول پر جو میں نے ایک روز کہا تھا کہ جنت کے خسارے سے بڑھ کر کونسا خسارہ ہو گا۔ اس پر البتہ فرمایا کہ میرے دیدار کے خسارے سے بڑھ کر کونسا خسارہ ہے۔

حکایت (۹۲۸) بنی اسرائیل کے حالات میں ہے کہ ایک عابد مدت سے عبادت خدا تعالیٰ کی کیا کرتا تھا، اس کے پاس کچھ لوگ آئے اور کہا کہ یہاں ایک قوم ہے کہ خدا تعالیٰ کے سوا درخت کی پرستش کرتی ہے، وہ عابد اس بات سے غصے میں آیا اور اپنی کلہاڑی کندھے پر رکھ کر درخت کی طرف کو چلا کہ اس کو کاٹ ڈالے۔ راستے میں اس کو

شیطان ایک پیر مرد کی صورت میں ملا۔ اور پوچھا کہ کہاں کا ارادہ ہے عابد نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ فلاں درخت کاٹ ڈالوں، اس نے کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب پڑا ہے کہ اپنی عبادت اور شغل چھوڑ کر اور بات میں مصروف ہوتے ہو، عابد نے کہا کہ یہ بھی داخل عبادت ہے، اس نے کہا تو میں آپ کو کاٹنے نہ دونگا۔ جب زیادہ تکرار بڑھی تو عابد نے شیطان کو زمین پر ڈال کر اس کی چھاتی پر چڑھ بیٹھا، اس نے کہا کہ تم مجھ کو چھوڑ دو تاکہ میں تم سے کچھ کہوں، عابد کھڑا ہو گیا ابلیس نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ خدا تعالیٰ نے تو تیرے اوپر اس کا کاٹنا فرض نہیں کیا نہ تو اس کی عبادت کرتا ہے اگر دوسرا کوئی عبادت کرے تو اس کا گناہ تجھ پر ہونے سے رہا، اور روئے زمین پر خدا تعالیٰ کے انبیا بہت سے ہیں اگر اس کو منظور ہوگا تو کسی نبی کو درخت والوں کے پاس بھیج کر ان کو کاٹنے کا حکم دے گا تجھ کو ضرور نہیں کہ جو بات تیرے ذمے نہو اس کے درپے ہو، عابد نے کہا میں اس کو ضرور کاٹوں گا، شیطان نے پھر قصد کشتی کا کیا، عابد نے اس کو دے مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا، جب ابلیس عاجز ہوا کہنے لگا، کہ آؤ ہم ایک اور بات بتائیں جو تیرے حق میں بہتر اور مفید ہو عابد نے کہا کہ اچھا، اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو تو بتلاؤں عابد نے اس کو چھوڑ دیا، ابلیس نے کہا کہ تو ایک مرد محتاج ہے اور لوگوں پر پڑا ہوا ہے وہ سب تجھ کو کھانا دیتے ہیں اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرا دل یوں چاہتا ہے کہ اپنے بھائیوں سے سلوک کرے اور ہمسایوں کی مدارات کرے اور پیٹ بھر کر لوگوں سے بے پروا ہو جائے، عابد نے کہا یہ بات تو درست ہے ابلیس نے کہا اب تو لوٹ جا، اب میں تیرے سرہانے ہر شب دو دینار رکھ دیا کرونگا صبح کو تو ان کو لے لیا کرنا، اور اپنے نفس اور کنبے کے خرچ میں اٹھایا کرنا اور بھائیوں کو دیا کرنا۔ یہ بات تیرے حق میں اور دوسرے مسلمانوں کے حق میں اس درخت کے کاٹنے کی بہ نسبت زیادہ مفید ہوگی، اس کے کٹنے سے کچھ نہ ملے گا۔ عابد نے ابلیس کے قول پر تامل کیا اور کہا کہ یہ بوڑھا سچ کہتا ہے، میں کوئی پیغمبر نہیں کہ اس درخت کا کاٹنا مجھ پر لازم ہو، نہ خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس کے کاٹنے کا حکم دیا ہے۔ اگر نہ کاٹوں گا تو نافرمان نہ ٹھہروں گا، اور یہ جو بات بتلاتا ہے، اس میں زیادہ فائدہ ہے۔ اس کے بعد اس سے قول د قرار کر لیا، اور قسما قسمی ہو گئی۔ عابد اپنے عبادت خانے میں پھر آیا، اور رات کو سو یا جب صبح ہوئی تو دو دینار اپنے سر تلے سے پائے ان کو لے لیا۔ دوسرے روز بھی ایسا ہی ہوا!

تیسرے روز اور آئندہ کو بھر کچھ نہ پایا۔ پھر غصے ہوا اور تبر اٹھایا چلدیا، راستے میں ابلیس بہ مردکی صورت میں ملا اور پوچھا کہ کہاں کو، اس نے کہا کہ وہ درخت کاٹنے جاتا ہوں ابلیس نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اب تجھ سے وہ نہیں کٹ سکتا، نہ تو وہاں تک پہونچ سکے گا، عابد نے چاہا کہ پہلے طرح اس کو دے پٹکے ابلیس نے کہا کہ اب وہ دن دور ہوئے اور عابد کو اٹھا کر پچھاڑ دیا۔ عابد اس کے دونوں پانوؤں میں چڑیا کی طرح معلوم ہونے لگا۔ پھر شیطان اس کے سینے پر بیٹھ گیا اور کہا۔ یا تو اس کام سے باز آ نہیں تو ذبح کر ڈالوں گا۔ اس نے کہا تو مجھ پر غالب آیا اب مجھ کو چھوڑ دے۔ اور یہ بتا کہ پہلے میں کیسے غالب ہوگیا تھا اور اب تو کیسے جیتا۔ اس نے کہا کہ وجہ یہ ہے کہ پہلے تو نے غصہ خدا تعالیٰ کے واسطے کیا تھا اور تیری نیت آخرت تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھکو تیرا ذلیل بنادیا تھا اور اب تو نے غصہ اپنے نفس کے واسطے اور دنیا کے لئے کیا اس واسطے میں نے تجھ کو پچھاڑ دیا۔

حکایت (۹۲۹) بعضے اکابر کو کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تم نے اپنے اعمال کو کیسے پایا انہوں نے فرمایا کہ جو چیز میں نے خدا تعالےٰ کے واسطے کی تھی اس کو تو پایا یہانتک کہ انار کی گٹھلی میں نے راستے میں سے ہٹادی تھی یا ایک بلی میری مرگئی تھی ان کو بھی حسنات کے پلے میں پایا، اور میری ٹوپی میں ایک دھاگا ریشم کا تھا اس کو برائیوں کے پلے میں پایا اور میرا ایک گدھا سو دینار کا مرگیا تھا اس کا ثواب مجھ کو نہ ملا، میں نے عرض کیا کہ بلی کا مرنا تو حسنات کے پلے میں موجود ہے مگر گدھے کا مرنا اس میں نہیں مجھ کو حکم ہوا کہ تیرا گدھا وہاں بھیجا گیا، جہاں تو نے اس کو بھیجا تھا۔ یعنی جب وہ مرگیا تھا اور تجھ کو اس کے مرنے کا حال معلوم ہوا تو تو نے کہا تھا کہ خدا کی لعنت میں گیا اس لئے تیرا ثواب اس میں باطل ہوا۔ اگر تو کہتا کہ فی سبیل اللہ تو البتہ ثواب پاتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں نے ایک صدقہ لوگوں کے سامنے دیا تھا تو لوگوں کا میری طرف دیکھنا مجھے اچھا معلوم ہوا اس کا یہ حال ہوا کہ اسپر نہ ثواب ہی ملا نہ عذاب اور حضرت سفیان ثوریؒ نے جب اس حال کو سنا تو فرمایا بہت اچھا حال ہوا کہ اسپر اس صدقے کے باعث عذاب نہ ہوا یہ تو مین احسان ہوا۔

حکایت (۹۳۰) بعض صوفیہ سے روایت ہے کہ ابو عبید تستریؒ کے پاس کھڑا تھا اور وہ بعد عصر کے عرفہ کے دن اپنی زمین جوت رہے تھے اتنے میں ان کا کوئی بھائی

ابدال آیا اور ان سے کچھ آہستہ سے کہا، ابو عبیدہؒ نے کہا کہ نہیں، وہ وہاں سے بادل کی طرح زمین ناپنے لگے، حتیٰ کہ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ میں نے ابو عبیدہؒ سے پوچھا کہ انہوں نے آپ سے کیا کہا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ مجھ سے کہتے تھے کہ میرے ساتھ حج کو چلو میں نے انکار کر دیا۔ میں نے کہا کہ آپ نے حج کیوں نہ کیا انہوں نے فرمایا کہ میری حج کی نیت نہ تھی، میں نے یہ نیت کی تھی کہ اس زمین کو شام تک جوت لوں تو اس بات سے خوف کیا کہ اگر حج کو ان کی خاطر سے ساتھ ہو لیتا تو موجب غضب الٰہی کا ہوتا کہ خدا کے کام میں دوسری چیز داخل کرتا اس صورت میں جو کام میں کر رہا ہوں وہ میرے نزدیک ستّر حجوں سے بڑھکر ہے۔

حکایت (۹۳۱) بعض اکابر سے منقول ہے کہ میں تری کی راہ جہاد کو چلا۔ ایک شخص نے ہم میں سے ایک توشہ دان بیچنا چاہا، میں نے کہا کہ اس کو مول لے لوں جہاد میں کام آوے گا، جب فلاں شہر پہونچونگا تو اس کو بیچ ڈالوں گا کچھ فائدہ ہو رہے گا، اس خیال سے اس کو لے لیا، اسی رات خواب میں دیکھا کہ گویا دو شخص آسمان سے اترے ہیں ایک دوسرے سے کہتا ہے غازیوں کو لکھ لو دوسرا بولا کہ لکھ فلانا شخص سیر کے واسطے نکلا اور فلاں تجارت کے لئے اور فلاں خدا کی راہ میں پھر اس نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ لکھو یہ شخص تجارت کے لئے نکلا، میں نے کہا کہ خدا سے ڈرو میں تجارت کے لئے کب نکلا ہوں، میرے پاس کیا ہے جس سے میں تجارت کرونگا۔ میں تو جہاد ہی کے واسطے نکلا ہوں، اس نے کہا کہ میاں صاحب تم نے کل توشہ دان خریدا ہے اور تمہاری نیت ہے کہ اس میں سے کچھ تم کو فائدہ ملے۔ میں رونے لگا اور کہا کہ مجھے تاجر مت لکھو، اس نے دوسرے شخص کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے، اس نے کہا کہ یوں لکھنا چاہئے کہ فلاں شخص غزا کے واسطے نکلا مگر اس نے اثناء راہ میں ایک توشہ دان مول لیا کہ اس سے نفع ہو خدا تعالیٰ اس پر جو چاہے گا حکم فرما دیگا۔

حکایت (۹۳۲) بعض اکابر سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنی تیس برس کی نماز جو مسجد کی صفِ اول میں پڑھی قضا کی اس لئے کہ ایک روز مجھ کو کسی عذر کے باعث دیر ہو گئی تو میں نے دوسری صف میں نماز پڑھی۔ پس مجھے لوگوں سے شرم

آئی کہ انہوں نے مجھکو دوسری صف میں دیکھا۔ اس وقت میں نے جانا کہ لوگ جو مجھ کو صفِ اول میں دیکھتے تھے اس سے مجھ کو خوشی اور راحتِ قلبی ہوتی تھی اور مجھ کو اس کی خبر نہ تھی۔

حکایت (۹۲۳) منقول ہے کہ کوئی فقیر حضرت ابو سعید خرازؒ کی خدمت کیا کرتا تھا، اور ان کے کاموں میں مدد دیا کرتا، ایک روز انہوں نے حرکات میں اخلاص کے ہونے کا ذکر فرمایا، وہ فقیر ہر ایک حرکت کے وقت اپنے دل کا نگراں ہوا اور اخلاص کا طالب اس کیلئے اپنی حاجات کا پورا کرنا بھی متعذر ہو گیا اور حضرت ابو سعیدؒ کو اس سے تکلیف ہوئی کہ کام کرنے میں خود دقت اٹھانی پڑتی۔ اس فقیر سے پوچھا کہ تم اب کام کیوں نہیں کرتے، اس نے کہا کہ میں آپ کے ارشاد کے بموجب اعمال میں حقیقتِ اخلاص کا اپنے نفس سے کرتا ہوں، مگر اکثر کاموں میں میرا نفس اخلاص سے عاجز ہے۔ اس لئے چھوڑ دیتا ہوں آپ نے فرمایا کہ ایسا مت کر اخلاص عمل کو قطع نہیں کرتا۔ عمل پر مواظبت کر، اور اخلاص کے حاصل کرنے میں کوشش کر، میں نے تجھ سے یہ نہیں کہا کہ عمل کو چھوڑ دے بلکہ یہ کہا ہے کہ عمل کو خالص کر۔

حکایت (۹۲۴) منقول ہے کہ کسی بزرگ کا ایک شاگرد جوان تھا، اس کی تعظیم وہ بہت کرتے اور اس کو اوروں پر مقدم کرتے، ان کے اور مریدوں نے عرض کیا کہ آپ اس کی تعظیم کیا کرتے ہیں، حالانکہ وہ جوان ہے اور ہم بوڑھے ہیں، انہوں نے چند پرند منگائے، اور ایک ایک مرید کو ایک ایک جانور اور ایک ایک چھری دی اور کہا کہ اس کو ایسی جگہ ذبح کرنا کہ کوئی نہ دیکھے، اور اس جوان سے بھی یہی کہا تو سب مرید اپنا اپنا پرند ذبح کر لائے، اور وہ شخص زندہ ہی لوٹا لایا، شیخ نے پوچھا کہ تو نے اپنے ساتھیوں کے موافق ذبح کیوں نہ کیا، اس نے کہا کہ مجھ کو ایسی جگہ کوئی نہ ملی جہاں کوئی نہ دیکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو ہر جگہ دیکھتا تھا۔ سب مریدوں نے اس کے مراقبے کو پسند کیا اور اس کی فضیلت کے مقر ہوئے۔

حکایت (۹۲۵) عبداللہ بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطابؓ

کے ساتھ مکہ معظمہ جانے کے واسطے نکلا آخر شب میں کسی جگہ اترے آپ کے پاس ایک چرواہا پہاڑ پر سے آیا آپ نے اس سے فرمایا کہ بکریوں میں سے ایک میرے ہاتھ بیچ ڈال اس نے عرض کیا کہ میں غلام ہوں مجھکو اختیار فروخت نہیں آپ نے فرمایا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ اس کو بھیڑیا کھا گیا اس نے عرض کیا تو پھر خدا سے کیا کہوں وہ تو دیکھتا ہے حضرت عمرؓ رو دیئے، پھر آپ اس کے ساتھ ہو لیے، اور اس کے آقا سے خرید کر اسے آزاد کر دیا اور فرمایا کہ اس بات نے تجھے آزاد کرا دیا اور مجھ کو توقع ہے کہ آخرت میں بھی تجھکو خدا آزاد کر دے۔

حکایت (۹۳۶) عبد الواحد بن زیدؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ اس زمانے میں بھی کوئی ایسا شخص جانتے ہیں جو اپنے حال میں مشغول ہو کر خلق سے بے خبر ہو آپ نے فرمایا کہ میں ایسا صرف ایک شخص کو جانتا ہوں جو ابھی تمہارے پاس آئے گا تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ عتبہ غلام داخل ہوئے، آپ نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آرہے ہو، انہوں نے کسی جگہ کا نام لیا۔ ایسا کہ اس کا راستہ بازار میں تھا، آپ نے پوچھا کہ راستے میں تم سے کون ملا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے تو کسی کو نہیں دیکھا۔

حکایت (۹۳۷) حضرت یحییٰ علیہ السّلام کے حال میں لکھا ہے کہ آپ چلے جاتے تھے کہ ایک عورت سے جو دھکا لگا تو وہ منہ کے بل گر گئی لوگوں نے کہا کہ آپ نے اس کو دھکا کیوں دیا۔ آپ نے فرمایا مجھے تو دیوار کے سوا اور کچھ نہیں معلوم ہوتا تھا۔

حکایت (۹۳۸) بعض اکابر سے منقول ہے کہ میں ایک جماعت پر گذرا کہ وہ تیر اندازی کرتے تھے اور ایک شخص ان سے فاصلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ میں اس کی طرف کو بڑھا اور چاہا کہ کچھ گفتگو کروں، اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ کا ذکر خوش گوار زیادہ ہے، میں نے پوچھا کہ آپ تنہا ہیں؟ اس نے کہا کہ میرے ساتھ میرا پروردگار اور دو فرشتے ہیں، میں نے پوچھا کہ ان لوگوں میں سے بڑھا ہوا کون ہے، اس نے کہا کہ جس کو خدا تعالیٰ بخشدے۔ میں نے پوچھا کہ راستہ کہاں ہے، اس نے اشارہ آسمان کی طرف کیا اور اٹھ کر یہ کہتا ہوا چلدیا کہ تیری

اکثر مخلوق تجھ سے غافل ہے۔

حکایت (۹۳۹) حضرت شبلیؒ حضرت الحسینؒ نوری کے پاس گئے، دیکھا تو وہ ایک گوشہ میں چپ چاپ دل جمعی سے بیٹھے ہیں۔ کوئی چیز ظاہر میں حرکت نہیں کرتی۔ حضرت شبلیؒ نے فرمایا تم نے یہ مراقبہ اور سکون کہاں سے سیکھا انہوں نے فرمایا کہ ہمارے یہاں ایک بلی تھی جب شکار کرنا چاہتی تھی تو بلوں کے پاس گھات لگا کر بیٹھتی اور اپنا بال تک نہ ہلاتی تھی، اس سے میں نے یہ طریق سیکھا ہے۔

حکایت (۹۴۰) عبداللہ بن خفیف کہتے ہیں کہ میں نے ابوعلی رودباریؒ کی ملاقات کے لئے مصر سے رملہ جانے کا قصد کیا۔ مجھ سے عیسٰی ابن یونسؒ مصری نے جو زاہد کرکے معروف تھے کہا کہ موضع صور میں ایک جوان اور ایک ادھیڑ مراقبے کے حال پر ایک جا بیٹھے ہیں اگر تم ان کو ایک نظر دیکھ لو تو غالباً تم کو نفع ہوگا۔ یہ سن کر میں صور میں بھوکا پیاسا داخل ہوا۔ میری کمر میں ایک کپڑا بندھا تھا۔ اور مونڈھے برہنہ تھے میں مسجد میں جو گیا تو دو شخصوں کو دیکھا کہ قبلہ رخ بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا انہوں نے جواب نہ دیا۔ پھر دوبارہ سہ بارہ سلام کیا مگر جواب نہ سنا، میں نے ان کو خدا کی قسم دی کہ سلام کا جواب دیں جوان نے اپنی گدڑی سے سر اٹھایا اور میری طرف دیکھ کر کہا کہ اے خفیف کے لڑکے دنیا تھوڑی ہے اور تھوڑی میں سے بھی تھوڑی رہی ہے تو اس تھوڑی سے بہت کچھ حاصل کرلے اور تجھے کتنا تھوڑا کام ہے کہ ہماری ملاقات کی فرصت پائی، پھر میری طرف دیکھا، میری بھوک پیاس سب جاتی رہی اور ہمہ تن مجھ کو انہوں نے لے لیا۔ پھر جوان نے اپنا سر جھکا لیا، میں ان دونوں کے پاس یہاں تک رہا کہ ظہر اور عصر وہیں پڑھی۔ جب عصر پڑھ چکے تو میں نے کہا کہ مجھ کو نصیحت کرو۔ اس جوان نے میری طرف سر اٹھایا اور کہا کہ اے خفیف کے لڑکے ہم آپ مصیبت والے ہیں ہم کو زبان نصیحت کی نہیں، میں ان کے پاس تین دن تک رہا کہ نہ کھایا نہ پیا نہ سویا اور ان دونوں نے بھی خواب و خورش کچھ نہ کی اس کے بعد میں نے اپنے جی میں کہا کہ میں ان کو قسم دوں کہ مجھ کو کچھ نصیحت کریں، شاید مجھ کو ان کی نصیحت مجھ کو مفید ہو۔ پس جوان نے سر اٹھایا اور کہا کہ اے خفیف کے لڑکے ایسے شخص کی صحبت لازم رکھنا جس کے دیکھنے

سے تجھ کو خدا تعالیٰ یاد آوے اور اس کی ہیبت تیرے دل پر پڑے وہ تجھ کو زبان فعل سے نصیحت کرے زبان قول سے کچھ نہ کہے، والسلام، اب آپ تشریف لیجائیں۔

حکایت (۹۴۱) حضرت عمرؓ جب رات ہوتی تو اپنی ٹانگوں پر درے لگاتے اور اپنے نفس سے فرماتے کہ تو نے آج کیا کیا۔

حکایت (۹۴۲) حضرت ابن سلامؓ کے حال میں ہے کہ انہوں نے ایک لکڑیوں کا بوجھ اٹھایا، ان سے کسی نے عرض کیا کہ آپ کے یہاں غلام تو تھے جو اس کام کو کرتے، آپ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کا امتحان چاہتا ہوں کہ اس امر کو برا تو نہیں جانتا۔

حکایت (۹۴۳) احنف بن قیسؒ کا ایک مرید بیان کرتا ہے کہ میں ان کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ اور ان کا دستور تھا کہ رات کو نماز کی جگہ دعا مانگتے اور چراغ کے پاس جاکر اس کے شعلے میں اپنی انگلی رکھتے جب آگ کی حرارت اس کو معلوم ہوتی تو اپنی نفس سے کہتے کہ اے احنف فلاں روز تجھے کیا ہوا تھا۔ کہ وہ کام کیا اور فلاں روز تو نے فلاں کام کس باعث سے کیا۔

حکایت (۹۴۴) توبہ بن ضمہؒ کے حال میں لکھا ہے کہ وہ موضع رقہ میں تھے اور اپنے نفس کا حساب کیا کرتے تھے ایک روز انھوں نے اپنی عمر کا حساب کیا تو ساٹھ برس کی نکلی، اس کے دن گنے تو اکیس ہزار پانسو دن ہوئے ایکبارگی چیخ ماری کہ ہائے افسوس بادشاہ حقیقی سے اکیس ہزار پانسو گناہ سے ملوں گا اور جب ہر روز دس ہزار گناہ ہوں گے تو کیا کرونگا۔ پھر بے ہوش ہوکر گر پڑے معلوم ہوا کہ وفات پائی، لوگوں نے سنا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے، کہ لے اب فردوس بریں کو چلا جا۔

حکایت (۹۴۵) منصور بن ابراہیم ایک عابد کا حال لکھتے ہیں کہ اس نے ایک عورت سے باتیں کرتے کرتے رفتہ رفتہ اپنا ہاتھ اس کی ران پر رکھ دیا۔ پھر نادم ہوکر وہی ہاتھ آگ پر رکھدیا کہ جلکر کباب ہوگیا۔

حکایت (۹۴۶) روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا کہ اپنے عبادت خانے میں عبادت کیا کرتا۔ اسی طرح مدت تک رہا، ایک روز باہر کی طرف جھانکا

اور ایک عورت کو دیکھ کر اس پر عاشق ہوا، اور قصد فاسد دل میں لایا، اور اپنا پاؤں باہر نکالا تاکہ اتر کر اس کے پاس جائے۔ رحمت ازلی جو اس کی معین ہوئی، اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ میں کیا حرکت کرتا ہوں، غرض کہ اس کا نفس ساکن ہو گیا اور خدا تعالیٰ نے اس کو بچا دیا، پھر اپنے کئے پر نادم ہوا جب چاہا کہ پاؤں عبادت خانہ میں ہٹائے تو کہا کہ ...... کہاں ہو سکتا ہے کہ جو پاؤں خدا تعالیٰ کی نافرمانی کے لئے باہر نکلا تھا وہ پھر میرے ساتھ عبادت خانے میں آوے۔ بخدا یہ کبھی نہ ہوگا۔ یہ کہکر اس پاؤں کو باہر نکارہنے دیا مینہ اور برف اور دھوپ لگ لگ کر وہ پاؤں کٹ کر گر پڑا، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ سے مشکور ہوا اور اس کا ذکر اپنی بعض کتب میں فرمایا۔

حکایت (۹۴۷) حضرت جنیدؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے ابن کرسیؒ سے سنا ہے کہ وہ کہتے، ایک رات مجھ کو حاجت غسل ہوئی اور جاڑے کی رات تھی، میں نے دیکھا کہ میرا نفس نہانے سے تقاعد اور سستی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اتنا ٹھہر جاؤں کہ صبح ہو جائے اور پانی گرم کروں یا حمام میں نہا لوں، نفس پر مشقت نہ ڈالوں، میں نے کہا کیا خوب، میں نے تمام عمر خدا تعالیٰ کا کام کیا تو اسکا حق میرے اوپر واجب ہے وہ جلدی کرتے میں تو مجھ کو نہ ملے گا، توقف اور تاخیر میں مل جاویگا، مجھے بھی قسم ہے اسی گدڑی سمیت نہاؤں گا اور بدن سے نہ اتارونگا، نہ اس کو نچوڑوں گا نہ دھوپ میں سکھاؤں گا۔

حکایت (۹۴۸) روایت ہے کہ غزوان اور حضرت ابو موسیٰؓ ایک ساتھ کسی جہاد میں تھے کوئی عورت ظاہر ہوئی غزوان نے اس کی طرف دیکھا اور اپنا ہاتھ اٹھا کر آنکھ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ ورم کر گئی، اور کہا کہ تو ایسی چیز کو دیکھی ہے جو تیرے لئے مضر ہو۔

حکایت (۹۴۹) کسی شخص نے ایک عورت کی طرف ایک نظر ڈالی، اس کے کفارے میں اپنے نفس پر التزام کر لیا کہ ٹھنڈا پانی عمر بھر نہ پیوں گا، پھر ہمیشہ گرم پانی پیا کرتے تاکہ نفس پر عیش تلخ رہے۔

حکایت (۹۵۰) منقول ہے حسان بن سنانؒ ایک دریچے پر گذرے، اور کہا یہ کب بن گیا۔ پھر اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوئے، اور کہا کہ بے فائدہ کیوں سوال

کرتا ہے تری سزا یہ ہے کہ برس بھر روزہ رکھوں گا، پھر سال بھر کے روزے رکھے۔

حکایت (۹۵۱) مالک بن ضیغمؒ کہتے ہیں کہ رباح قیسی میرے والد کو پوچھتے ہوئے بعد عصر کے آئے، ہم نے کہا کہ وہ سوتے ہیں، انہوں نے کہا کہ اس وقت سوتے ہیں، یہ وقت سونے کا ہے؟ پھر چلے گئے ہم نے ان کے پیچھے ایک آدمی بھیجا اور کہلا بھیجا کہ اگر آپ کہیں تو ان کو جگا دیں۔ وہ آدمی پھر آیا اور کہا کہ وہ اپنی دھن میں تھے۔ میری بات سمجھنے کی انہیں فرصت نہ تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ قبرستان میں گئے اور اپنے نفس پر عتاب کیا اور کہا کہ تو نے یہ کہا کہ یہ سونے کا وقت ہے؟ کیا تیرے ذمے یہ کہنا واجب تھا، جس وقت آدمی چاہے سو رہے، تو کون ہے اور تو کیا جانے کہ یہ سونے کا وقت نہیں، تو نے ایسی بات کیوں کہی، جو تو نہیں جانتا اب خبردار ہو کہ میں خدا تعالیٰ سے پکا عہد کرتا ہوں کہ اس کو کبھی نہ توڑوں گا کہ تجھ کو سونے کے واسطے برس دن تک زمین پر کمر نہ لگاؤں گا بشرطیکہ کوئی مرض حائل نہ ہو اور عقل میں فتور نہ آوے۔ ارے بے حیا تجھے شرم نہیں آتی کب تک اور دن کو جھڑکے گا۔ اور اپنی گمراہی سے باز نہ آئے گا، یہ کہتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے اور ان کو خبر نہ تھی کہ میں بھی وہاں ہوں جب میں نے ان کا یہ حال دیکھا تو ان کو اسی کیفیت میں چھوڑ کر واپس آگیا۔

حکایت (۹۵۲) تمیم داریؒ سے منقول ہے کہ وہ ایک رات سو گئے اور تہجد کو نہ اٹھے اس خطا کے عوض نفس کو سزا یہ دی کہ برس روز تک شب بیداری کی اور خواب کو ناجائز کر لیا۔

حکایت (۹۵۳) ابن سماکؒ حضرت داؤد طائیؒ کے یہاں اس وقت گئے کہ آپ کی روح پرواز کر چکی تھی، اور آپ کے اندر زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ اے داؤد تو نے اپنے نفس کو محبوس رکھا پیشتر اس سے کہ محبوس کیا جاوے اور اس کو عذاب دیا جانے سے پیشتر ہی عذاب دیا پس یہ کام جس کے واسطے تو کیا کرتا تھا آج دیکھے گا کہ وہ کیا ثواب دے گا

حکایت (۹۵۴) وہب بن منبہؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مدت تک عبادت

کی تھی پھر اس کو کچھ حاجت خدا تعالیٰ سے پیش آئی اسکے لئے ستر ہفتے تک اسطرح کی ریاضت کی کہ ایک ہفتے میں گیارہ خرمے کھاتے تھے پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کی درخواست کی اللہ تعالیٰ نے قبول نہ فرمائی۔ انہوں نے اپنے نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ کہ تو نے جیسا کیا ویسا پایا، اگر تجھ میں کچھ خیر ہوتی حاجت پوری کی جاتی اسی وقت اس کے پاس ایک فرشتہ اترا اور کہا کہ اے ابن آدم تیری یہ ایک ساعت تیری تمام عبادت زمانہ گذشتہ سے بہتر ہے، اور اللہ تعالیٰ نے تیری حاجت پوری کی۔

حکایت (۹۵۵) عبداللہ بن قیسؒ کہتے ہیں کہ ہم جہاد میں تھے جب دشمن آموجود ہوا تو لوگوں میں پکار پڑی سب لڑائی کے لئے تیار ہو گئے اس روز ہوا بہت تیز تھی میں نے دیکھا کہ ایک شخص میرے آگے کھڑا ہوا اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا کہ اے نفس میں فلاں جہاد میں شریک ہوا تو تو نے کہا کہ اپنے زن و فرزند کی طرف چل میں نے تیرا کہنا مان لیا اور لوٹ گیا۔ پھر فلاں فلاں جہاد میں شریک ہوا اور تو نے وہی کہا جو اوّل کہا تھا اور میں نے تیرا قول مانا، مگر آج بخدا تجھ کو خدا کے سامنے کئے دیتا ہوں، خواہ تجھے پکڑے یا چھوڑے، راوی کہتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ مجھے بھی آج اس شخص کو دیکھنا ہے اور اس کو دیکھتا رہا لوگوں نے دشمن پر حملہ کیا تو وہ شخص اوّل حملہ کرنے والوں میں تھا۔ پھر جب دشمن نے چڑھائی کی تو ادھر کے قدم اکھڑ گئے مگر وہ شخص اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ یہانتک کہ کئی بار ایسا ہی ہوا، کہ لوگ ہٹ گئے اور وہ کھڑا لڑتا رہا، اسی طرح یہانتک لڑا کہ آخر کو شہید ہوا۔ میں نے اس پر اور اس کے گھوڑے پر ساٹھ ستر نیزے کے زخم شمار کئے۔

حکایت (۹۵۶) مجمعؒ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک بار اپنا سر چھت کی طرف اٹھایا اور ایک عورت پر نگاہ جا پڑی، آپ نے اپنے نفس پر لازم کر لیا کہ جب تک دنیا میں رہوں گا اپنا سر آسمان کی طرف نہ اٹھاؤں گا۔

حکایت (۹۵۷) احنف بن قیسؒ رات بھر چراغ جلاتے اور آپکا دستور تھا کہ اپنی انگلی بتی پر رکھ دیتے اور کہتے کہ اے نفس تجھ کو کیا ہوا کہ فلاں روز تو نے فلاں قصور کیا تھا۔

حکایت (۹۵۸) وہب بن الوردؒ کو کوئی بات اپنے نفس کی بری معلوم ہوئی تو

آپ نے اپنی چھاتی کے چند بال اکھاڑے یہاں تک کہ اس کی تکلیف زیادہ ہوئی پھر اپنے نفس سے کہنے لگے کہ میں تو تیرا ہی بھلا چاہتا ہوں۔

حکایت (۹۵۹) محمد بن بشرؒ نے داؤد طائی کو دیکھا کہ افطار روزہ کے بعد روٹی روکھی کھاتے ہیں اور ان سے عرض کیا کہ آپ نمک سے کھا لیجئے، فرمایا کہ میرا نفس اتنے اتنے روزے نمک کا طالب ہے مگر داؤد جب تک دنیا میں ہے نمک نہیں چکھے گا۔

حکایت (۹۶۰) حضرت عمرؓ کو جب عصر کی نماز جماعت نہ ملی تو نفس پر یہ سزا کی کہ ایک زمین جس کی قیمت دو لاکھ درہم تھے صدقہ کر دی۔

حکایت (۹۶۱) حضرت ابن عمرؓ کا دستور تھا کہ جب آپ سے جماعت فوت ہو جاتی تو اس شب تمام رات جاگتے اور ایک بار نماز مغرب میں اتنی دیر ہوئی دو ستارے نکل آئے آپنے دو غلام آزاد کر دیے۔

حکایت (۹۶۲) ابن ابی ربیعہؓ کی فجر کی دو سنتیں قضا ہو گئیں تو آپنے ایک غلام آزاد کر دیا۔

حکایت (۹۶۳) حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا اور ان میں سے ایسی جماعتوں کے ساتھ رہا کہ وہ دنیا کی کسی چیز کے آنے سے خوش نہ ہوتے اور نہ کسی چیز کے جانے کا غم کرتے دنیا ان کے نزدیک اس مٹی سے بھی ذلیل تھی جسکو تم اپنے پاؤں سے ملتے ہو۔ بعضے ان میں سے ایسے تھے کہ عمر بھر کبھی ان کے لئے کپڑا نہ تہ ہوا اور نہ کبھی اپنی بی بی سے کھانے کی فرمائش کی اور نہ کبھی زمین پر سونے کے لئے کوئی چیز بچھائی اور ان کو میں نے کتاب اللہ اور حدیث پر عامل پایا۔ جہاں رات ہوئی ہاتھ پاؤں پر کھڑے ہو گئے۔ چہروں کو زمین پر رکھتے اور رخساروں پر آنسو بہاتے کہ آخرت میں رہائی پاویں جب کوئی اچھی بات کرتے تو اس سے خوش ہوتے اور اس کے شکر میں جد و جہد بجا لاتے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کو قبول فرمانے کی دعا مانگتے اور جب کوئی برائی کرتے تو اس سے غمگین ہوتے اور خدا تعالیٰ سے درخواست کرتے کہ ہماری اس خطا کو معاف فرما یقین جانو کہ وہ ہمیشہ اسی طرح اسی حال پر رہے اور بخدا کہ گناہوں سے نہ بچے اور بدون مغفرت کے نجات پائی۔

حکایت (۹۶۴) حکایت ہے کہ کچھ لوگ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کو بیماری کی حالت میں پوچھنے گئے، آپ نے دیکھا کہ ان میں ایک جوان نہایت دبلا ہے، آپ نے پوچھا کہ تیری یہ صورت کیوں ہو رہی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین بیماریوں نے یہ حال کر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے خدا کے واسطے پوچھتا ہوں سچ بتا، اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ میں نے دنیا کی حلاوت چکھی تو اس کو تلخ پایا اور اس کی حلاوت میری نظروں میں حقیر ہوگئی مجھ کو سونا اور پتھر یکساں نظر آتا ہے۔ اور یہ حال رہتا ہے کہ گو اللہ جل وعلا کے عرش کے پاس ہوں اور لوگ جنت اور دوزخ میں داخل کئے جاتے ہیں اسی مالے تمام دن پیاسا رہتا ہوں، اور رات بھر جاگتا ہوں اور خدا تعالیٰ کے ثواب و عتاب کے سامنے یہ حال جس میں میں رہتا ہوں، کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا، نہایت کمتر اور حقیر چیز ہے۔

حکایت (۹۶۵) ابو نعیمؒ کہتے ہیں کہ داؤد طائیؒ روٹی کے ریزوں کو پانی میں گھول کر پی جاتے تھے، اور روٹی نہ کھاتے تھے اس کا حال جو اُن سے پوچھا گیا کہ روٹی چابنے میں دیر لگ جاتی ہے، پچاس آیتوں کے پڑھنے کا وقت روٹی کھانے میں زیادہ صرف ہوتا ہے۔

حکایت (۹۶۶) ایک شخص ان کی خدمت میں ایک روز آیا اور کہا کہ آپ کے گھر کی چھت میں ایک کڑی ٹوٹی ہوئی ہے تو آپ نے فرمایا بھتیجے ٹوٹی ہوگی، میں نے بیس برس سے چھت کی طرف نہیں دیکھا۔

حکایت (۹۶۷) محمد عبد العزیزؒ کہتے ہیں کہ احمد بن رزینؒ کے پاس ہم صبح سے عصر تک بیٹھے مگر انہوں نے نہ داہنے کو توجہ دی نہ بائیں کو ان سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو آنکھیں اس واسطے پیدا کی ہیں کہ بندہ ان سے عظمتِ الٰہی کو دیکھے پس جو شخص بدون عبرت کے نظر ڈالے اس پر گناہ لکھا جاتا ہے۔

حکایت (۹۶۸) مسروقؒ کی بی بی کہتی ہیں کہ ان کو جب کسی نے دیکھا تو یہی پایا کہ کثرتِ نماز کے باعث ان کی دونوں پنڈلیاں ورم کئے رہتی تھیں اور میں آپ کے پیچھے بیٹھ کر آپ کے حال پر ترس کر کے رویا کرتی تھی۔

حکایت (۹۶۹) اسود بن یزیدؒ عبادت میں اجتہاد کرتے اور گرمی میں روزہ رکھتے

یہاں تک کہ ان کا جسم سبز اور زرد ہو جاتا تو علقمہ بن قیس کہتے کہ تم اپنے نفس کو کیوں عذاب دیتے ہو، فرماتے کہ میں تو اس کی تکریم چاہتا ہوں۔ اور آپ کا دستور تھا کہ روزہ اتنا رکھتے کہ بدن سبز ہو جاتا اور نماز اتنی پڑھتے کہ گر پڑتے ان کے پاس انس بن مالکؓ اور حسنؒ تشریف لے گئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو ان امور کا حکم نہیں کیا یعنی اتنا اجتہاد فرض نہیں پھر کیوں کرتے ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو غلام مملوک ہوں مسکنت اور عاجزی کی کسی چیز کو بدون کئے نہیں چھوڑتا۔

حکایت (۹۷۰) ثابت بنانیؒ کے حال میں ہے کہ ان کو نماز بہت محبوب تھی اس لئے دعا مانگا کرتے کہ الٰہی اگر تو کسی کو قبر میں اپنی نماز کی اجازت دے تو مجھ ہی کو اجازت دینا کہ اپنی قبر میں نماز پڑھوں۔

حکایت (۹۷۱) حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سریؒ سے زیادہ عابد کسی کو نہیں دیکھا کہ اٹھانوے برس کی عمر ہو گئی تھی مگر بجز مرض موت کے کبھی کسی نے لیٹے ہوئے ان کو نہ دیکھا۔

حکایت (۹۷۲) ابو محمد مغازلیؒ کہتے ہیں کہ ابو محمد جریریؒ ایک سال تک مکہ معظمہ میں مجاور رہے، نہ سوئے، نہ کلام کیا، نہ ستون اور دیوار سے تکیہ لگایا، نہ ٹانگیں پھیلائیں ایک روز ان کے پاس ابوبکر کتانیؒ گئے اور سلام کے بعد کہا کہ آپ اس اعتکاف پر کس کس چیز سے قادر ہوئے، آپ نے فرمایا کہ جس علم نے میرے باطن کو پختہ کر رکھا ہے اسی نے میرے باطن کی مدد کی ہے۔ کتانی اپنا سر نیچا کر کے سوچتے ہوئے چل دیئے۔

حکایت (۹۷۳) کسی نے حضرت داؤد طائیؒ سے کہا کہ آپ اپنی ڈاڑھی میں کنگھی کر لیجئے انہوں نے فرمایا، تو بس میں بیکار ہوں۔

حکایت (۹۷۴) حضرت اویس قرنیؒ کا دستور تھا کہ فرماتے، یہ رات رکوع کی ہے، اس رات کو ایک ہی رکوع میں صبح کرتے اور جب دوسری آتی تو فرماتے کہ یہ سجدے کی رات ہے اس کو سجدے ہی میں بسر کرتے۔

حکایت (۹۷۵) منقول ہے کہ جب عتبہ غلام تائب ہوئے تو کھانے اور پینے کی طرف راغب نہ ہوتے۔ ان کی مادر مشفقہ کہتیں کہ بیٹا اپنی نفس پر نرمی کرو وہ جواب دیتے کہ میں آرام ہی کا طالب ہوں۔ تھوڑی سی مشقت مجھے کر لینے دو پھر بعد تو ان

تک آرام کروں گا۔

حکایت (۹۷۶) منقول ہے کہ حضرت مسروقؒ نے حج کیا تو جب سجدے ہی کی حالت میں سوئے۔

حکایت (۹۷۷) عبد اللہ بن داؤدؒ کہتے ہیں کہ بزرگانِ سلف میں سے جب کوئی چالیس برس کا ہوتا تو اپنا بستر یہ کر دیتا۔ یعنے تمام رات میں سونا بالکل موقوف کر دیتا۔

حکایت (۹۷۸) کہس بن الحسنؒ ہر روز ہزار رکعت پڑھتے پھر اپنے نفس سے کہتے کہ اے سب برائیوں کی جڑ اٹھ کھڑا ہو، جب آپ ضعیف ہو گئے تو پانسو پر اکتفا کی اور رویا کرتے کہ افسوس میرا عمل آدھا رہ گیا۔

حکایت (۹۷۹) ربیع بن خثیمؒ کی لڑکی ان سے کہا کرتی کہ با باجان یہ کیا بات ہے کہ سب لوگ سوتے ہیں اور آپ نہیں سوتے، آپ فرماتے کہ بیٹی مجھ کو آگ کا ڈر ہے۔ اور جب ان کی ماں نے ان کا حال رونے اور جاگنے کا دیکھا تو کہا کہ بیٹا تو نے شاید کسی کو مار ڈالا ہے جو ایسا رہتا ہے، انہوں نے فرمایا کہ ہاں ان ماں نے کہا کہ وہ شخص کون تھا کہ ہم اس کے رشتہ داروں کو ڈھونڈیں اور وہ تجھ کو خون معاف کر دیں۔ اس لئے کہ تیرا حال اگر وہ دیکھیں گے تو ضرور ترس کھا کر معاف کر دیں گے، آپ کہتے کہ وہ تو میرا نفس ہے۔

حکایت (۹۸۰) بشر بن الحارثؒ کے بھانجے جن کا نام عمرو ہے، کہتے ہیں کہ میرے ماموں بشر بن الحارثؒ میری ماں سے کہتے کہ بہن میری پسلیاں اور تہیگاہ مجھ میں گرتی ہیں۔ میری ماں نے کہا کہ بھائی اگر تم کہو تو تمہارے واسطے ایک مٹھی میدے کا اپنے پاس سے حریرہ بنا دوں، اس کو پیو گے تو کچھ توانائی تم میں آ جاوے گی ماموں صاحب نے جواب دیا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ نہ پوچھے کہ تیرے پاس آٹا کہاں سے آیا۔ پھر میں کیا جواب دوں گا، میری ماں رونے لگیں اور وہ خود بھی روئے، اور ان کے ساتھ میں بھی رویا۔ راوی کہتے ہیں کہ میری ماں نے جب ان کا حال دیکھا کہ شدتِ بھوک سے سانس کمزور ہو گیا تو ان سے کہا کہ بھائی کیا اچھا ہوتا کہ تمہاری ماں سے میں پیدا نہ ہوتی، اس لئے کہ تمہارا

حال دیکھ کر میرا جگر ٹکڑے ہوا جاتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ بہن میں بھی یہی کہتا ہوں ؎

مرا اے کاش کہ مادر نمی زاد   وگر می زاد کس شیرم نمی داد

میری ماں ان کے لئے شب و روز رویا کرتیں۔

حکایت (۹۸۱) ربیعؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت اویسؒ کی خدمت میں آیا تو ان کو نماز فجر پڑھ کر بیٹھا پایا میں بھی بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ ان کے وظیفے میں حارج ہونا چاہیے آپ اپنی جگہ سے نہ ہلے، یہاں تک کہ ظہر پڑھی اور ظہر کے وقت سے عصر تک برابر نماز پڑھتے رہتے۔ بعد عصر پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور مغرب تک بیٹھے رہے۔ نماز مغرب کے بعد پھر اپنی بیٹھک پر جمے یہاں تک کہ عشاء پڑھی۔ پھر اسی جگہ جم گئے۔ یہاں تک کہ نماز صبح پڑھی پھر جو بیٹھے تو سو گئے، پھر فرمایا کہ الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں ایسی آنکھوں سے جو سو جائیں، اور ایسے شکم سے جو سیر نہو، میں نے دل میں کہا کہ مجھ کو ان سے اسی قدر کافی ہے پھر میں واپس آیا اور ایک شخص نے حضرت اویسؒ سے پوچھا کہ یہ کیا سبب ہے کہ آپ بیمار جیسے معلوم ہوتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں بیمار نہوں کو کیا ہوں کہ بیماروں کو کھانا ملتا ہے اور اویسؒ نہیں کھاتا، بیمار سوتے ہیں اور اویس نہیں سوتا۔

حکایت (۹۸۲) ایک عابد بزرگ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو نماز عشاء سے فارغ ہو چکے ہیں میں آپ کو دیکھنے کے لئے بیٹھ گیا۔ آپ اپنے آپ کو ایک کمبل میں لپیٹ کر لیٹے رہے اور ساری رات کروٹ بھی نہ لی۔ یہاں تک کہ صبح ہوئی اور موذن نے اذان دی پھر آپ اُٹھ کر نماز میں شریک ہوئے اور وضو نہ کیا، یہ بات میرے دل میں کھٹکی، میں نے آپ سے کہا کہ آپ تمام رات تو لیٹ کر سوتے رہے، پھر نیا وضو نہ کیا، آپ نے فرمایا کہ میں تو رات بھر کبھی جنت کے باغوں میں دوڑتا رہا اور کبھی دوزخ کے جنگلوں میں بھلا اس صورت میں نیند آیا کرتی ہے۔

حکایت (۹۸۳) ثابت بنانیؒ کہتے ہیں کہ میں ایسے لوگوں سے ملا ہوں کہ نماز پڑھتے پڑھتے رتھک جاتے تھے کہ اپنے بستر پر دو گھٹنیوں چلنے کے

نہیں آسکتے تھے۔

حکایت (۹۸۴) کہتے ہیں کہ ابوبکر بن عباسؒ نے چالیس برس اپنی کمر زمین پر نہیں لگائی اور ان کی ایک آنکھ میں پانی اتر آیا، بیس برس تک ان کے گھر والوں کو خبر نہ ہوئی کہ آپ ایک آنکھ سے نہیں سوجھتا۔

حکایت (۹۸۵) منقول ہے کہ سمنونؒ کا وظیفہ ہر روز پانسو رکعتیں تھیں۔

حکایت (۹۸۶) ابوبکر مطوعیؒ کہتے ہیں کہ جوانی میں ایک رات دن میں اکتیس ہزار دفعہ قُلْ هُوَ اللّٰه پڑھا کرتا تھا یا چالیس ہزار مرتبہ راوی کو شک ہے کہ کونسا عدد فرمایا۔

حکایت (۹۸۷) منصور بن معتز ایسے حال سے رہتے تھے اگر کوئی دیکھے تو کہے کہ اس شخص پر کوئی مصیبت بھاری پڑی ہے، یہ حال رہتا کہ آنکھیں نیچے کو اواز پست ہر وقت چشم تر اگر ذرا ہلاؤ تو آٹھ آٹھ آنسو گریں ان کی ماں ان سے کہتیں، تو اپنے نفس پر یہ کیا کرتا ہے تمام رات رویا کرتا ہے چپ نہیں ہوتا، شاید بیٹا تو نے کوئی خون کیا ہے یا کیا بات ہے۔ وہ جواب دیتے کہ اے اماں میں ہی جانوں ہوں جو میں نے اپنے نفس پر کیا ہے۔

حکایت (۹۸۸) کسی نے عامر بن عبداللہؒ سے پوچھا کہ تم شب بیداری اور دوپہر پیاس پر کیسے صبر کرتے ہو، انہوں نے فرمایا کہ وہ صرف اس طرح ہے کہ دن کے کھانے کو رات پر ٹال دیا۔ اور رات کے سونے کو دن کے حوالے کر دیا، یہ کچھ بڑی بات نہیں اور یہ فرمایا کرتے کہ میں نے جنت کی مثال اور چیز نہیں دیکھی جس کا طالب سو گیا ہو، اور نہ دوزخ کی مثل جس سے گریز کرنے والا سوتا ہو، اور جب رات آتی تو کہتے کہ آگ کی حرارت نے خواب کو کھو دیا۔ پھر صبح تک سوتے، جب دن ہوتا تو کہتے کہ حرارت آتش نے نیند دور کر دی اور شام تک نہ سوتے اور جب پھر رات ہوتی تو کہتے کہ جو ڈرتا ہے وہ شام ہی سے چلدیتا ہے۔ اور صبح کے وقت لوگوں کو رات کا چلنا اچھا معلوم ہوتا ہے۔

حکایت (۹۸۹) بعض اکابر نے فرمایا ہے کہ میں عامر بن قیسؒ کے ساتھ چار مہینے رہا میں نے

ان کو کبھی نہ دیکھا کہ رات کو یا دن کو سوئے ہوں۔

حکایت (۹۹۰) ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھیوں میں سے راوی ہے کہ میں نے آپ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو اپنی دہنی طرف کو پھر بیٹھے۔ اور آپ پر کچھ اثر غم تھا۔ آفتاب کے نکلنے تک آپ ویسے ہی رہے پھر اپنا ہاتھ پلٹا، اور فرمایا کہ بخدا میں نے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے اور آج ان کے مثل کوئی امر نہیں پایا جاتا، وہ لوگ صبح کو میلے زرد رنگ الجھے بال اٹھتے، رات کو سجدہ و نماز میں کاٹ دیتے، خدا کی کتاب پڑھتے اور پاؤں اور پیشانیوں کو باری باری زور دیتے اور جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو ایسا ہلتے جیسے درخت تند ہوا کے دن ہلتا ہے، اور ان کی آنکھوں سے آنسو اتنے جاتے کہ ان کے آنسو تر ہو جاتے، آپ لوگوں کا یہ حال ہے کہ رات کو خوب غافل ہو کر سوتے ہیں۔

حکایت (۹۹۱) ابو مسلم خولانی نے ایک کوڑا اپنے گھر کی نماز گاہ میں لٹکا رکھا تھا اس سے اپنے نفس کو ڈراتے اور کہا کرتے تھے کہ اٹھ کھڑا ہو نہیں تو یقین جان کہ تجھ کو اتنا رگیدوں گا کہ تو ہی تھکے گا میرا کچھ نہ جائے گا۔ پھر جب ان پر سستی آتی تو کوڑا لے کر اپنی پنڈلیوں میں مارتے اور کہتے کہ میری سواری کی نسبت تو تو ہی زیادہ تر سزاوار مارنے کا ہے۔

حکایت (۹۹۲) صفوان بن سلیمؒ کی دونوں پنڈلیاں کثرت قیام سے رہ گئی تھیں اور اجتہاد میں اس درجے کو پہونچ گئے تھے اگر بالفرض ان سے کہا جاتا کہ قیامت کل ہوگی تو انکے اعمال معمولی میں کچھ زیادتی نہ ہونے پاتی، ان کا دستور تھا کہ جاڑے کے دنوں میں چھت پر سوتے اور گرمیوں میں کوٹھری کے اندر تاکہ سردی اور گرمی کی وجہ سے نیند نہ آئے، موت ان کی حالت سجدہ میں ہوئی۔ یہ دعا مانگا کرتے تھے کہ الٰہی میں تیری ملاقات چاہتا ہوں تو میرے ملنے کو پسند فرما۔

حکایت (۹۹۳) حضرت قاسم بن محمدؒ کہتے ہیں کہ میں ایک روز صبح کو اٹھا، اور میرا معمول تھا کہ صبح اٹھکر اول اپنی پھوپی حضرت عائشہؓ کی خدمت میں جاکر ان کو سلام کر آتا اس روز جو گیا تو دیکھا کہ آپ نماز چاشت پڑھ رہی ہیں اور اس میں یہ آیت فمن اللہ علینا ووقانا عذاب السموم۔ پڑھ پڑھ کر رو رہی ہیں، میں کھڑے کھڑے تھک گیا

اور ان کا وہی حال رہا۔ جب میں نے دیکھا کہ ان کو ابھی دیر ہے بازار کو چلا گیا۔ کہ اوّل اپنے کام سے فراغت پاؤں تو پھر آؤں گا، میں کام سے فراغت کے بعد جو آیا تو پھر بھی ان کو اسی حال میں پایا کہ رو رہی جاتی تھیں اور دعا مانگتی تھیں، اور اس آیت کو مکرر پڑھتی تھیں۔

حکایت (۹۹۴) محمد بن اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ جب ہمارے پاس عبدالرحمن بن اسودؒ حج کے ارادے سے آکر اترے تو ان کے پاؤں میں کچھ مرض ہو گیا تو آپ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھا کرتے تھے۔

حکایت (۹۹۵) جعفر بن محمدؒ کہتے ہیں کہ عتبہ غلام رات کو تین چیخوں میں بسر کیا کرتے اس طرح سے کہ جب نماز عشاء سے فارغ ہوتے اپنا سر دونوں زانو کے درمیان رکھ کر فکر کرتے جب سوم حصۂ شب گذرتا ایک چیخ مارتے پھر گھٹنوں میں سر دیکر فکر کرنے لگتے جب ایک تہائی اور گذر جاتی تو پھر ایسا ہی کرتے یہانتک کہ تیسری چیخ صبح کو مارا کرتے راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان کا حال کسی بصرہ کے رہنے والے سے کہا۔ اس نے کہا کہ تم ان کی چیخوں پر خیال مت کرو بلکہ یہ سوچو کہ دو چیخوں کے درمیان ان پر کیا کیفیت گذرتی ہوگی کہ وہ چیخ مارتے تھے۔

حکایت (۹۹۶) قاسم بن راشد شیبانیؒ کہتے ہیں کہ محصب میں ہمارے پاس ربیعہ اپنی زوجہ اور دختروں سمیت ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان کا دستور تھا کہ بہت رات سے اٹھ کر نماز پڑھا کرتے، جب سحر ہوتی تو زور سے پکارتے کہ اے آرام کرنے والو! کیا اس تمام رات سوؤ گے اور اٹھ کر چلو گے نہیں، یہ سن کر سب اٹھ بیٹھتے تھے۔ کوئی روتا تھا کوئی دعا مانگتا، کوئی تلاوت کرتا، کوئی وضو کرتا جب فجر ہوتی تو زور سے کہتے کہ صبح کے وقت لوگ رات کے چلنے کو اچھا جانا کرتے ہیں۔

حکایت (۹۹۷) بعض صلحا سے منقول ہے کہ میں بیت المقدس کے پہاڑوں میں پھرتا تھا۔ **اتفاقاً** ایک جنگل میں آیا اور ایک آواز زور کی سنی اور وہ پہاڑ اس کا جواب دیتے تھے، اور بڑی گونج تھی میں اس آواز کے درپے ہوا تو ایک باغ میں پہونچا جو درختوں سے چھپا ہوا تھا، اس میں ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑا ہوا اس آیت کو مکرر پڑھ رہا ہے۔ یَوْمَ تَجِدُ کُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَیْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْءٍ

تو دواں یمینھا و بلینہ امدًا بعیدا ویحذرکم اللہ نفسہ ۔ میں اس کے پیچھے بیٹھ کر سننے لگا وہ یہی پڑھتا رہا یکایک چیخ مار کر بے ہوش ہوگیا، میں نے کہا کہ افسوس یہ میری نحوست سے ایسا ہوگیا، پھر میں اس کے افاقے کا منتظر رہا ایک گھنٹے کے بعد اس کو ہوش ہوا میں نے سنا کہ یہ کہتا ہے ۔ الٰہی میں تجھ سے دروغ گویوں کے مقام سے پناہ مانگتا ہوں اور جھوٹے مدعیوں کے سے اعمال سے اور غافلوں کی سی روگردانی سے پناہ مانگتا ہوں تیرے ہی لئے خوف کرنے والوں کے دل خشوع کرتے ہیں، تیری ہی طرف قصورواروں کی توقع جھکتی ہے ۔ تیری ہی عظمت کے لئے عارفوں کے دل ذلیل ہوتے ہیں پھر اپنے دونوں ہاتھ جھاڑے اور کہا کہ مجھ کو دنیا سے کیا سروکار اور اس کو مجھ سے کیا علاقہ، اے دنیا جو تجھ جیسا ہو اسی کے پاس جا۔ اور جو تجھ کو پسند کرے اسی کے پاس جا کر اپنی آسائش اور ہزاروں طرح کے آرام سے فریب دے۔ پھر کہا کہ بھلے لوگ کہاں گئے زمانۂ گذشتہ کے آدمی کہاں ہیں۔ مٹی میں سڑتے ہیں اور چند روز میں فنا ہوجاتے ہیں۔ میں نے اس کو پکارا کہ اے بندۂ خدا، میں آج دن بھر سے تیرے پیچھے تیرے فراغت پانے کا منتظر ہوں۔ اس نے کہا کہ بھلا اس شخص کو فراغت کس طرح ہوگی جو زمانے سے بیتی چاہتاہے اور زمانہ اس سے بیتی چاہتاہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں موت اس کے نفس پر سبقت نہ کر جائے۔ یا وہ شخص کیسے فارغ ہو جس کے دن تو گذر گئے ہوں اور اس کے گناہ رہ گئے ہوں۔ پھر اس نے میری طرف سے دھیان پھیرا، خدا تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ ان گناہوں کے لئے تو ہی ہے اور ہر شدت کے واسطے جس کے آنے کی مجھ کو توقع ہے اور یہ آیت پڑھی ۔ وَبَدَا لَھُمْ مِّنَ اللہِ مالم یکونوا یحتسبون ۔ پھر ایک اور چیخ ماری کہ پہلی چیخ کی نسبت بہت زور کی تھی اور بے ہوش ہو کر گر پڑا، میں نے کہا کہ اس کا دم نکل گیا۔ میں اس کے قریب گیا دیکھا تو تڑپ رہا ہے پھر افاقہ پایا اور کہنے لگا۔ میں کون ہوں اور میرا خطر کیا ہے تو اپنے فضل سے میری برائی معاف کر اور اپنے پردۂ رحمت میں مجھ کو چھپا۔ اور اپنے کرم ذاتی سے میرے گناہوں سے درگذر فرما جس وقت کہ میں تیرے سامنے کھڑا ہوں۔ میں نے اس سے کہا کہ تجھے قسم ہے اس ذات کی جس کی توقع اور اعتماد تو اپنے لئے رکھتا ہے مجھ سے کلام کر۔ اس نے کہا کہ کلام اس سے جا کر کرو جس کے کلام سے تم کو کچھ فائدہ ہو، اور اس شخص کے کلام کو جانے دو

جس کو گناہوں نے تباہ کر دیا ہو، میں اس جگہ میں نہ معلوم کس مدت سے ابلیس سے لڑتا ہوں، اور وہ مجھ سے لڑتا ہے آج تک میرا کوئی مددگار نہ ملا کہ اس مصیبت سے مجھکو نکالتا، ایک تو آیا ہے تو مجھ سے علیحدہ رہ اس لئے کہ تو نے میری زبان کو بیکار کر دیا۔ اور اپنی بات کی طرف مجھ کو دل کو تھوڑا سا مائل کر لیا، میں تیرے شر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں پھر توقع رکھتا ہوں کہ وہ اپنے غصّے سے مجھ کو پناہ دے۔ اور اپنی رحمت سے مجھ پر فضل کرے راوی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کا ولی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں میں اس کو باتوں میں مشغول کروں تو اسی جگہ مجھ پر عذاب آوے اس خیال سے میں اس کو چھوڑ کر واپس آیا۔

حکایت (۹۹۸) ایک اور نیک بخت روایت کرتے ہیں کہ سفر میں چلتے چلتے ایک درخت کی طرف کو گیا، کہ اس کے نیچے ذرا دم لوں دیکھا تو ایک بوڑھا مجھ پر چڑھا آتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ اٹھ کھڑا ہو کہ موت میری نہیں پھر سامنے ہی کو چلدیا، میں اس کے پیچھے ہوا اور سنا کہ یوں کہتا تھا، کلّ نفسٍ ذائقۃ الموت الٰہی میرے لئے موت میں برکت کر، میں نے کہا کہ بعد موت کے بھی اس نے کہا جو شخص بعد موت کے حالات کا یقین کرے وہ احتیاط اور خوف کے مارے چلنے کے لئے دامن اٹھائے رہے گا، دنیا میں اس کے رہنے کی جگہ نہ ہوگی پھر کہا کہ اے وہ شخص جس کی ذات کے لئے تمام چہرے ذلیل ہیں اپنا دیدار دکھا کہ میرے چہرے کو نورانی کر اور میرے دل کو اپنی محبت سے بھر دے اور فردائے قیامت میں اپنے سامنے کی جھڑکی کی فضیحت سے محفوظ رکھ، اب مجھ سے مجھے شرم آنے کا وقت آپہونچا اور تجھ سے روگرداں رہنے سے اب میں باز آیا، اگر تیرا علم نہ ہوتا تو مجھ کو میری موت بھی نہ چھپاتی اور اگر تیرا عفو نہ ہوتا تو میری توقع تیرے پاس کی چیزوں تک نہ پھیلتی پھر وہ شخص مجھ کو چھوڑ کر چلا گیا۔

حکایت (۹۹۹) کرز بن دبرہ کا دستور تھا کہ ایک روز میں تین بار ختم قرآن مجید کیا کرتے اور عبادات میں اپنے نفس پر مجاہدہ بہت کرتے، لوگوں نے ان سے کہا کہ تم اپنے نفس پر بہت مجاہدہ کرتے ہو، انہوں نے کہا کہ دنیا کی عمر کتنی ہے، کہا کہ

سات ہزار برس، انہوں نے کہا کہ قیامت کے دن کی کیا مقدار ہے، کہا پچاس ہزار برس، آپ نے فرمایا کہ سات دن کا کام کرنے سے اگر تم اس قیامت کے دن سے محفوظ ہوجاؤ تو اس بات سے تم عاجز نہیں ہو، اس قول سے ان کی غرض یہ ہے کہ اگر بالفرض آدمی دنیا کے برابر سات ہزار برس جئے اور نفس پر اس لئے مجاہدہ کرے کہ اس ایک روز سے جس کی مقدار پچاس ہزار برس کی ہے نجات پاوے تب بھی اس کو بہت فائدہ ہے۔

حکایت (۱۰۰۰) اب ہم کچھ تھوڑا سا حال مجتہد عورتوں کا لکھتے ہیں۔ حبیبہ عدویہ کے حال میں لکھتے ہیں کہ ان کا معمول تھا کہ جب نماز عشاء پڑھ چکتیں تو اپنی چھت پر کھڑی ہوتیں اور کرتہ اور دوپٹہ خوب کس کر کہتیں کہ الٰہی ستارے چمک پڑے اور آنکھیں سو گئیں بادشاہوں نے اپنے دروازے بند کر لئے ہر ایک حبیب اپنے حبیب کے ساتھ تنہا ہوا، اب میں تیرے سامنے کھڑی ہوں، پھر نماز پڑھتی رہتیں جب فجر ہوجاتی تو کہتیں کہ الٰہی رات نے منہ موڑا اور دن روشن ہوگیا، مجھے معلوم نہیں کہ تو نے مجھ سے یہ رات قبول فرمائی تو میں مبارک بادی اپنے آپ کو دوں یا تو نے نامنظور کی تو تعزیت کر دوں قسم ہے تیری عزت کی جب تک تو مجھ کو باقی رکھے گا اپنا طریق یہی رکھوں گی اور اگر تو اپنے دروازے سے مجھ کو جھڑک دے گا تو میں ہرگز نہ ٹلوں گی۔ اس لئے کہ میرے جی میں تیرے کرم و جود سے بہت کچھ ہے۔

حکایت (۱۰۰۱) عجردہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہ نابینا تھیں رات بھر جاگتیں، جب صبح ہوتی تو ایک آواز دردناک سے کہتیں کہ عابدوں نے تیرے ہی لئے تاریکی شب کو بسر کیا تیری رحمت اور فضل مغفرت کی طرف سبقت کرتے الٰہی میں تیرے ہی ذریعے سے تجھ سے سوال کرتی ہوں، کسی اور کے ذریعے سے نہیں مانگتی کہ تو مجھ کو سابقین اول زمرے میں کردے اور مجھ کو علیین میں مقربین کے درجے تک پہونچا دے اور اپنے نیک بخت بندوں میں شامل کردے، تو میرا کریم ارحم الراحمین اور اکرم الاکرمین اور سب بڑوں کا بڑا ہے پھر سجدے کے لئے ایسی طرح گرتیں کہ اس کے دھماکے کی آواز سنائی دیتی پھر صبح تک دعا مانگتی اور روتی رہتیں۔

حکایت (۱۰۰۲) یحییٰ بن بسطام کہتے ہیں کہ میں شعوانہ مجلس میں حاضر ہوتا اور جو کچھ ان کی فریاد و زاری ہوتی اس کو دیکھا کرتا ایک بار میں نے اپنے ایک یار سے کہا کہ چلو، جب یہ تنہا ہوں تو ان سے کہیں کہ اپنے نفس پر نرمی کریں، اس نے کہا کہ اختیار ہے چلو، ہم ان کی خدمت میں آئے اور کہا کہ اگر آپ اپنے نفس پر نرمی کریں اور نہ رویا کریں جو تمہاری مراد ہے وہ اسپر زیادہ ممد ہوگی وہ یہ بات سن کر رو پڑیں پھر کہا کہ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ اتنا روؤں کہ میرے تن میں آنسو نہ رہے تو پھر خون رویا کروں یہانتک کہ میرے کسی عضو میں ایک قطرہ خون کا باقی نہ رہے، مگر مجھے رونا کہاں آتا ہے میں کب روتی ہوں، اسی جملے کو بہت دفعہ کہا کہ میں کہاں روتی ہوں پھر بے ہوش ہو گئیں۔

حکایت (۱۰۰۳) محمد بن معاذ کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک عابد عورت نے بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل کی گئی ہوں اور دیکھتی ہوں کہ تمام اہل جنت اپنے اپنے دروازے پر کھڑے ہیں، میں نے پوچھا کہ جنت والے کیوں کھڑے ہیں مجھ سے کسی نے کہا کہ اس عورت کے انتظار میں کھڑے ہیں جس کے لئے یہ جنتیں آراستہ کی گئی ہیں، میں نے کہا کہ وہ عورت کون ہے مجھ سے کسی نے کہا کہ ایک کابلی لونڈی ایلہ کے لوگوں کی ہے جس کو شعوانہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ وہ تو میری بہن ہے میں اسی گفتگو میں تھی کہ اتنے میں وہ ایک اونٹنی پر سوار ہوا میں اڑتی آپہونچی جب میں نے ان کو دیکھا تو پکارا کہ بہن تم تو مجھ سے محبت کرتی ہو اپنے رب سے دعا کرو کہ مجھ کو بھی تمہارے ساتھ ملا دے انہوں نے تبسم کیا اور فرمایا کہ ابھی تیرے آنے کا وقت نہیں آیا مگر میری دو باتیں یاد کر لے۔ اول تو یہ کہ اپنے دل پر مدام غم رکھنا دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے ہوائے نفس پر مقدم رکھنا پھر انشاء اللہ تجھ کو نقصان نہ ہوگا کبھی تیری موت آوے گی۔

حکایت (۱۰۰۴) ابو ہاشم قرشی کہتے ہیں کہ ایک عورت یمن کی باشندہ جس کو سریہ کہتے تھے ہمارے ایک مکان میں آکر ٹھہری، میں اس کی فریاد و زاری رات کو سنا کرتا ایک روز میں نے اپنے خادم سے کہا کہ اس عورت کو جھانک کر دیکھ کہ کیا کرتی ہے

اس نے جو دیکھا تو معلوم کیا اور کچھ نہیں کرتی یہ کرتی ہے کہ اپنی نظر آسمان کی طرف سے نہیں ہٹاتی، اور قبلہ رخ بیٹھی ہوئی کہہ رہی ہے کہ تو نے سریہ کو پیدا کیا پھر اپنی نعمت سے اس کو غذا دی اور ایک حال سے دوسرے حال میں رکھا تیرے سب احوال اس کے حق میں اچھے ہیں، تیرے مصائب اس کے عندیے میں سلوک ہیں اور وہ باوجود اس کے اپنے آپ کو تیرے غصے کے لئے معترض ہوتی ہے کیسے تابل تیری نافرمانی کی جرأت کرتی رہتی ہے، کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ وہ یہ گمان کرتی ہوگی کہ تو اس کے افعال بد نہیں دیکھتا ہوگا حالانکہ تو علیم اور خبیر اور ہر چیز پر قادر ہے۔

حکایت (۱۰۰۵) احمد بن علیؒ کہتے ہیں کہ ہم نے عفیرہ کے پاس جانے کی اجازت چاہی انہوں نے ہم کو اجازت نہیں دی ہم دروازے ہی پر پڑے رہے اور کہیں نہ ہلے ان کو معلوم ہوا تو وہ دروازہ کھولنے کو کھڑی ہوئیں اور یہ کہہ کر دروازہ کھولا کہ الٰہی میں تجھ سے پناہ مانگتی ہوں اس شخص سے جو تیرے ذکر سے روکے، ہم اندر گئے اور ان سے کہا کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ضیافت میرے گھر میں یوں کرے کہ تمہاری مغفرت فرمائے پھر ہم سے کہا کہ عطاء سلمیٰ نے چالیس برس آسمان کی طرف نگاہ نہ کی اور ایک نگاہ نے جو انہیں خیانت کی تو بیہوش ہو کر گر پڑے اور پیٹ میں کوئی پردہ پھٹ گیا۔ کاش عفیرہ اپنا سر اٹھائے اور نافرمانی نہ کرے اور کیا اچھا ہو کہ اگر نافرمانی کی ہے تو اس کو دوبارہ نہ کرے۔

حکایت (۱۰۰۶) ابن علائے سعدیؒ کہتے ہیں کہ میرے چچا کی لڑکی کا نام بریرہ تھا وہ عابدہ تھیں، اور قرآن شریف بہت پڑھا کرتی تھیں جب ایسی آیت پڑھتیں کہ اس میں عذاب کا ذکر ہوتا تو روتیں، اسی طرح کیا کرتیں یہانتک کہ رونے کی کثرت سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں چند بھائیوں نے آپس میں کہا کہ چلو ان کو کثرت گریہ کے باب میں ملامت کریں، ہم سب کے سب ان کے پاس گئے اور پوچھا کہ بریرہ تم کیسی ہو جواب دیا کہ مہمان ہیں، اجنبی زمین پر پڑے ہیں اور اس کے منتظر ہیں کہ کب کوئی ہم کو بلاوے اور ہم جاویں، ہم نے کہا کہ پھر یہ رونا کب تک رہے گا آنکھیں تو جاتی

رہیں" انہوں نے کہا کہ اگر میری آنکھوں کی خدا کے یہاں کچھ بہتری ہے تو دنیا میں جو کچھ انہیں سے جاتا رہا اس سے ان کا کیا نقصان ہے اور اگر ان کو خدا کے یہاں برائی ہے تو اس سے زیادہ روئیں گی، یہ کہہ کر منہ پھیر لیا۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں سے اُٹھ کھڑے ہو۔ ان کا حال کچھ اور ہی ہے اپنا سا حال نہیں۔

حکایت (۱۰۰۷) معاذہ عدویہ جب دن نکلتا تو کہتیں کہ یہ وہ دن ہے جس میں مروں گی اور شام تک کچھ نہ کھاتیں جب رات ہو جاتی تو کہتیں اس رات میں مروں گی اور صبح تک نماز میں مصروف رہتیں۔

حکایت (۱۰۰۸) ابو سلیمان درائی فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت رابعہ کے یہاں رہا۔ وہ اپنی محراب میں کھڑی ہوئیں اور میں مکان کے ایک گوشہ میں، اور صبح تک ہم دونوں کھڑے رہے جب صبح ہوئی تو میں نے کہا کہ جس شخص نے ہم کو توت اس رات کے قائم ہونے کی عنایت فرمائی اس کا شکریہ کیا ہے حضرت رابعہ نے فرمایا اس کا شکریہ یہ ہے کہ دن کو اس کے واسطے روزہ رکھیں۔

حکایت (۱۰۰۹) شعوانہ اپنی دعا میں یوں کہا کرتیں کہ الٰہی مجھے تجھ سے ملنے کا نہایت شوق ہے۔ اور تیرے بدلہ دینے کی بڑی توقع ہے تو وہ کریم ہے کہ تیرے یہاں توقع کرنیوالوں کی امید نہیں ٹوٹتی، نہ مشتاقوں کا شوق تیرے یہاں نکما ہوا الٰہی اگر اب میری موت ہو اور کسی عمل نے مجھ کو تجھ سے نزدیک نہ کیا ہو تو اپنی بیماریوں کا ذریعہ گناہوں کے اقرار کو کرتی ہوں پس اگر تو معاف فرمائے گا تو تجھ سے بہتر اور کون ہے جو ایسا کرے اور اگر تو عذاب دیگا تو تجھ سا عادل تر کون ہے، الٰہی میں نے جو اپنے نفس کے لئے نظر کی تو اس پر ستم کیا اب اس کے واسطے تیرا حسنِ نظر رہا ہے اگر تو اس کا مطلب پورا نہ فرمادے گا تو اس کی خرابی اور تباہی ہے۔ الٰہی تو میری زندگی بھر مجھ پر احسان کرتا رہا تو اس احسان کو موت کے بعد قطع مت فرما اور جو شخص مجھ کو ایام حیات میں میرا ذمہ دار احسان کا ہوا اس سے مجھ کو توقع ہے کہ مرنیکے وقت بھی مجھ پر بخشش کرے، الٰہی تو تو میری حیات میں ہمیشہ ذمہ دار احسان وسلوک ہی کا رہا تو پھر بعد مرنے کے میں تیرے حسنِ نظر سے کس طرح مایوس ہوں، الٰہی اگر میرے

گناہوں نے مجھ کو ڈرایا ہے تو جو محبت مجھ کو تجھ سے ہے اس نے اطمینان دلایا ہے پس میرے معاملہ کو اس طرح بھگتا جو تیری شان کے موافق ہو اور اپنا فضل مکرر اس شخص پر کر جو جہل میں معترف ہے الٰہی اگر تجھ کو میری رسوائی منظور ہوتی تو تو مجھ کو ہدایت نہ فرماتا اور اگر میری فضیحت مقصود ہوتی تو پردہ پوشی کیوں کرتا پس جس سبب سے تو نے ہدایت کیا اسی سے مجھ کو بہرہ ور فرما اور جس باعث سے پردہ پوشی کی اسی کو ہمیشہ کر الٰہی مجھے گمان نہیں کہ جس مطلب میں میں نے اپنی عمر کاٹی اس کو تو نامنظور فرما کر مجھ کو ہٹا دیگا الٰہی اگر میں نے گناہ نہ کیا ہوتا تو تیرے عذاب سے کیوں ڈرتی اگر تیرا کرم نہ پہچانتی تو تیرے ثواب کی توقع کیوں کرتی۔

حکایت (۱۰۱۰) خواص کہتے ہیں کہ ہم رحلہ عابدہ کے پاس گئے انکا حال یہ تھا کہ روزہ رکھتے رکھتے کالی پڑ گئی تھیں اور روتے روتے اندھی ہو گئی تھیں اور نماز پڑھتے پڑھتے بیسکی ہو گئی تھیں نماز بیٹھے بیٹھے پڑھا کرتی تھیں ہم نے ان کو سلام کیا اور کچھ بیان عفو الٰہی کا کیا تاکہ انپر معاملہ آسان ہو انھوں نے سنکر ایک چیخ ماری اور فرمایا کہ من آنم کہ من دانم میرے نفس کا حال مجھی کو معلوم ہے اسی میرا دل زخمی اور جگر پارہ پارہ ہے میں یہ چاہتی ہوں کہ کاش خدا تعالیٰ مجھ کو نہ پیدا کرتا اور میرا ذکر کچھ دنیا میں نہ ہوتا یہ کہہ کر پھر نماز پڑھنے لگیں۔

حکایت (۱۰۱۱) لقمانؑ اکیلے بہت بیٹھا کرتے ان کا آقا ان کے پاس آتا اور کہتا کہ لقمان تم ہمیشہ تنہا ہی بیٹھتے ہو اگر لوگوں کے پاس بیٹھو تو دل بھی لگے وہ جواب دیتے کہ زیادہ تنہا رہنے سے فکر خوب ہوتی ہے اور بہت فکر جنت کی راہبر ہے۔

حکایت (۱۰۱۲) حضرت عبداللہ بن مبارکؓ نے عبداللہ سہل بن علیؒ کو خاموش اور متفکر دیکھ کر پوچھا کہ کہاں پہونچ گئے۔ انھوں نے فرمایا کہ پل صراط پر۔

حکایت (۱۰۱۳) ابو شریحؒ چلے جاتے تھے کہ راستہ میں بیٹھ گئے اور اپنی چادر منھ پر لیکر رونے لگے لوگوں نے ان سے سبب رونے کا پوچھا تو انھوں نے فرمایا کہ اپنی عمر کے چلے جانے اور عمل کے کم ہونے اور موت کے قریب آجانے کی فکر ہوئی تھی۔

حکایت (۱۰۱۴) اسحاق بن خلفؒ فرماتے ہیں کہ داؤد طائیؒ چاندنی رات میں ایک چھت پر تھے کہ آسمان و زمین کے ملکوت میں فکر کرنے لگے اور آسمان کی طرف کو دیکھ کر روتے جاتے تھے

یہاں تک کہ ایک ہمسایہ کے گھر میں گر پڑے، مالک مکان اپنے بستر سے کودا اور ننگے بدن تلوار ہاتھ میں لے کر ان کو چور خیال کر کے دوڑا جب دیکھا کہ داؤد ہیں تو تلوار رکھدی اور پوچھا کہ آپ کو چھت سے کس نے گرا دیا انھوں نے فرمایا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں۔

حکایت (۱۰۱۵) حضرت صفیہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ سے شکایت اپنے دل کی سختی کی کی آپ نے اس کو فرمایا کہ موت یاد کیا کر تیرا دل نرم ہو جائیگا اس نے ایسا ہی کیا اور نرم دل ہوگئی، پھر حضرت عائشہؓ کی شکرگزاری کے لئے آئی

حکایت (۱۰۱۶) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے جب موت کا ذکر ہوتا تو آپکی جلد سے خون ٹپکنے لگتا۔

حکایت (۱۰۱۷) حضرت داؤد علیہ السلام کے سامنے جو ذکر موت اور قیامت کا ہوتا تو اتنا روتے کہ آپ کے بند اکھڑ جاتے جب رحمت کا ذکر ہوتا تو سانس اپنی حالت اصلی پر آتی،

الحمد للہ کہ روض الریاحین کی دوسری جلد مسمی بہ افانین الیاسمین بھی اختتام کو پہونچی

11/11/93

تمت

ما شاء الله لا قوة الا بالله

نزہۃ البساتین

حصہ دوم

ملقب بہ

افانین الیاسمین

ترجمہ

(حضرت مولانا) جعفر علی صاحب نگینوی

ناشر

ایچ - ایم سعید کمپنی

ادب منزل پاکستان چوک کراچی